انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والمنة که درین آوان میمنت اقتران نسخهٔ شریفه از حقائق و معارف المسمی به

سراج المجالس

ترجمه

خیر المجالس

مترجمه حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب ٹونکی باہتمام خادم صوفیاء کرام غلام احمد خان بریان

مطبع مسلم پریس دهلی طبع شد

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی مولوی غلام احمد خان صاحب بریان ترجم کتب تصوف مالک مطبع مسلم پریس دہلی

اس کتبخانہ مین مصاحف بے بہا یعنی قرآن مجید ہر قسم جلی خفی مترادو ترجم و بحاشیہ تفسیر ۔ کتب حدیث ۔ فقہ صرف نحو منطق وغیرہ و کتب ناول تاریخ ہر اقسام کی موجود ہین ۔ شائقین کو فہرست کلان طلب کرنے پر بھیجی جاتی ہے ۔ علی الخصوص اس کتبخانہ مین کتب تصوف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اس لوح کے سادہ صفحات مین وہ چند کتابین درج کیجاتی ہین جنکو مطبع نے چھاپا ہے اور دیگر مطابع کی کتب بھی سب قسم کی موجود ہین ان سب کتابون کے اور جس قسم کی کتابین آپکو مطلوب ہون انکی فرمائش مولوی غلام احمد خان بریان ترجم کتب تصوف مقام دہلی سے کیجئے ۔

تحفہ سبحانی ۔ ترجمہ الفتح الربانی والفیض الرحمانی ۔ ملفوظ مبارک حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر مولانا محی السنۃ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ قابل دید کتاب ہے اسمین آپ کے وہ مجالس وعظ و نصائح درج ہین جو آپ ہر جمعہ کو جامع مسجد بغداد او ربباط (مسافرخانہ) مین برائے افادہ خلق اللہ فرماتے تھے اور جنکے استماع سے ہزار ہا خاطی تائب اور کفار مسلمان ہوجاتے تھے خوبی اس کتاب کے دیکھنے پر منحصر ہے ہر نوع و ہر صورت یہ نسخہ شریف لائق استفادہ ہے قیمت فی جلد عہ **الفتح الربانی والفیض الرحمانی** یہ کتاب مستطاب مقبول زمانہ کتاب تحفہ سبحانی کی اصل ہے مصنفہ حضرت سلطان الاولیاء تاج الاتقیا محبوب سبحانی غوث الاعظم قدس سرہ ۔ اکثر احباب کلام شیخ سے مستفیض ہونا چاہتے تھے کارخانہ نے انکی فرمائش خاطر کیلئے اصلی عربی کا نسخہ مصر سے منگوایا ہے قابل دید و لائق استفادہ ہے قیمت فی جلد تین روپیہ **مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت** اُردو ۔ سبحان اللہ مجموعہ معرفت خیز نصیحت آمیز کتاب ہے اور کیون نہو یہ کس کا کلام ہے اسکے جامع اور صاحب ملفوظ وہ بزرگان دین ہین جنکے سبب سے اس کفرستان مین تاریکی کفر دور ہوکر روشنی اسلام پھیلی ۔ یہ کتاب انکے کلام کا مجموعہ ہے جنکا قول انکے فعل سے مستفیض تھا اسکے جامع اور مصنف بالترتیب خواجہ بزرگ معین الحق سلطان الہند مولانا ولولنا خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نور اللہ مرقدہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حق الحق شیخ الشیوخ العالم فرید الدین مسعود گنج شکر اجودہنی رضی اللہ عنہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہ اور طوطی ہند امیر خسرو علیہ الرحمۃ ہین الحق یہ نسخہ شریف کلام الملوک ملوک الکلام ہے اسکے ملاحظہ سے عقائد اسلامی مین ایک خاص درستگی پیدا ہوتی ہے اور طالب حق کی طلب مزید ہوجانے کیلئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب نہین آپ ضرور طلب فرماوین اور فائدہ اُٹھائین فی جلد عہ ۔ **فوائد الفواد** اُردو ملفوظ مبارک حضرت سلطان المشائخ محبوب رب العالمین مولانا نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز جمع فرمودہ حضرت امیر خسرو جو اپنی جملہ تصنیفات نظم و نثر امیر علاء حسن سنجری کو دیتے تھے لیکن مضمون نہ منظور نہ کیا قیمت فی جلد ایک روپیہ **صحائف السلوک** مکتوبات حضرت فرد الحقیقہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ جو آپنے اپنے خلفاء اور مریدان با اعتقاد کو تحریر فرماتے تھے ہر ایک رقعہ مذاق سینہ انور حضرت موصوف انوار و اسرار الٰہی سے معمور ہے زبان فارسی نہایت آسان قیمت فی جلد عہ **اُصول السماع** عربی اصلی معہ ترجمہ اُردو اصلی رسالہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے آپکا علم و تبحر چار دانگ عالم مین مشہور ہے یہ کتاب آپ کے تبحر علمی کا ادنیٰ نمونہ ہے بجمیع بکوشش تمام اصلی صحیح نسخہ بہم پہنچا کر طبع کیا اصلی عربی عبارت کے نیچے بین السطور مین ترجمہ لکھا ہے مسئلہ مختلف فیہ سماع کی تحقیق اور اسکے آداب معلوم کرنے کیلئے اسکا مطالعہ ضروری ہے قیمت ہر ۔ **انوار العیون** حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آپنے اس مین اسرار تصوف

انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله والمنة که دریں آوان میمنت اقتران نسخهٔ شریفه از حقائق و معارف المسمی به
سراج المجالس
ترجمہ اردو
خیر المجالس
مترجمہ حضرت مولانا مولوی السید علی حسن صاحب ٹونکی باہتمام خادم صوفیا کرام غلام احمد خاں بریان
در مطبع مسلم پریس واقع دہلی مطبوع شد
سنہ ۱۳۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک العلام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر الانام صاحب الحوض والمقام و علی الہ واصحابہ الکرام واولیائہ داعین الی دار السلام **امّا بعد** یہ ہیچ میرز کج مج زبان معصیت اندود احمد علی بن محمد علی عفی عنہما بحکم مواخاۃ اسلامی برادران دینی کے واسطے تحفہ مرضیہ و ہدیہ پسندیدہ پیش کرتا ہے تا سلوک الی اللہ میں شیخ کامل اور تحصیل اخلاق میں استاد شفیق ہو اور وہ بنظر افادہ عام ترجمہ **خیر المجالس** کتاب فارسی۔ ملفوظات حضرت خواجہ **نصیر الدین محمود** چراغ دہلوی رحمہ اللہ کا ہے جسکو مجالس معدودہ میں آپکی زبان فیض ترجمان سے سنکر انکے خلیفہ نامی حضرت حمید شاعر معروف بقلندر رحمہ اللہ نے ۷۵۶ھ ہجری میں بعبارت فارسی قلمبند کرکے بعد ملاحظہ جناب شیخ قدس سرہٗ نقل فرما کر دستور العمل مریداں صادق الارادت خاندان چشت کا خصوصًا اور باقی صوفیہ کا عمومًا مقرر کیا اسکے ملاحظہ سے احوال و افعال و اخلاق خواجگان علیہ الرحمۃ کے بخوبی ظاہر ہو جاوینگے اور تمیز خوب و زشت بسہولت ہاتھ آئیگی کہ جو مرید مخالف پیر ہو وہ ہرگز مرتبہ ارشاد کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ راہ زن سلوک ہے۔ گمراہ۔ اور گمراہ کرنے والا پس جبتک قلب و جوارح ظاہرًا و باطنًا اعتقادًا و عملًا قدم بقدم ان حضرات کرام کے نہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اور خواجگان سے شرمائے۔ کہ سابق بنا تصوف ترک دنیا اور محبت الٰہی اور نفع رسانی پر تھی۔ اور اب تحصیل مال اور خودنمائی اور راحت طلبی پر الا ماشاء اللہ تعالیٰ کہ خاصان حق سے دنیا خالی نہیں اور اس کتاب میں قریب سو مجلسوں کے ہیں جملہ حکایات عجیبہ اور فوائد نفیسہ سے حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب

انجبار الاخیار میں اسکا ذکر حالات جناب خواجہ موصوف میں لکھا ہے بعنایت الٰہی سالہا سال کی جستجو کی بعد
یہ کتاب ملی اور امداد الٰہی سے ترجمہ تمام ہوا بعد اُسکے تمامی کے ترجمہ جوامع الکلم ملفوظات حضرت جناب خواجہ
گیسودراز رحمۃ اللہ کا لکھا جاتا ہے پروردگار قدیم توفیق انعام عنایت فرماوے مگر وہ کتاب طویل الذیل قریب
تیس چالیس جزو کے ہے وماذالك الله بعزیز اور نام اسکا سراج المجالس رکھا۔ اللہ تعالیٰ مجکو اور
سب برادران طریقت کو فائدہ مند کرے۔ اور ہمیشہ سلف سے آجتک عادت اللہ اسپر جاری ہے کہ ہر زمانہ
میں بعض لوگوں کو مقبول فرما کر واسطے ہدایت مخلوق طالبان دُنیاء فانیہ کے مقرر فرماتا ہے کہ مواعظ و نصائح
سے لوگوں کو طرف تحصیل منجیات کے راغب کریں اور مہلکات سے باز رکھیں اور بیانات لایحہ او تالیفات
واضحہ سے بحکم ۔ ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ رغبت عبادت اور اخلاق حسنہ کی
دلادیں اور ذکر حالات اولیاء کرام و علماء عظام اس باب میں مفید ترکہ بی شائبہ ریا اور خودنمائی ہے اور
جو بندہ خدا اس خدمت مرضیہ کے ادا پر آمادہ ہو کر اپنی اوقات عزیزہ اسمیں صرف کرے تو بموجب۔
تعاونوا علی البر والتقوی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ع ۔ بدمی یا درمی یا قلمی یا قدمی ۔ اُسکے شریک
ہو کر اعانت میں حتی الامکان کوشش کرتے رہیں چونکہ ان دنوں تقدیر سے قرعہ اس خدمت سراسر سعادت
و افادت کا بنام نامی مولانا صوفی غلام احمد خاں صاحب بریاں حنفی چشتی سلیمانی مترجم کتب تصوف
بن حضرت مولانا مولوی غلام محمد خاں صاحب چشتی سلیمانی ساکن قصبہ جھجر از مضافات دہلی واقع ہوا
اور اجر جزیل اور ذکر جمیل حاصل کیا۔ لہٰذا مجھ سے جو کچھ ہو سکا اپنے فکر سست اور فہم نادرست
سے انکی کوشش میں شریک ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُنکی معاش و معاد میں
خیر و برکت روزافزوں کرے اور اجراے اس سلسلہ پر سعادت اور
محبت مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
میں ہمیشہ سرگرم رکھے۔
آمین

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مجلس اوّل سعادت پابوس کی حاصل ہوئی۔ اُسوقت خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے واسطے ایصال ثواب روح مطہر مولانا برہان الدین غریب کے رحمۃ اللہ علیہ کھانا پکواکر لوگوں کی دعوت کی تھی۔ اور انکا عُرس تھا بعد افطار اپنی زبانِ مبارک سے یوں فاتحہ کی کہ واسطے روح پاک مولانا برہان الحق والدین کی دعا کرتی ہیں ہم یہ سنکر میں نے دلمیں کہا کہ فقرا کے کیا خوب اخلاق ہوتے ہیں کہ مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کو مدت ہوئی کہ وفات کی اور یہ انکی حکایات و کرامات کا کس شوق سے بیان فرماتے ہیں اور کیسے تعظیم سے نام لیکر دعا کرتے ہیں یہی بزرگوار رعایت محبت رکھنیوالے ہیں کہ ہر سال ایک مدت سے انکا عُرس فرماتے ہیں۔ بیشک انکو اپنے پیرو مرشد کی خدمت سے پورا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ غرض جب بعد دعوت کے لوگ رخصت ہوئے بندہ روبرو گیا۔ اور سر جھکا کر عرض پرداز ہوا۔ کہ فدوی نے حال آپکی ملاقات کا مولانا برہان الدین سے اور ایک حکایت آپ کی جو زبان مبارک سے سُنی تھی قلم بند کرلی ہے فرمایا روبرو پڑھو یہ فرماکر احباب کی رخصت کو کھڑے ہوئے اور اُسی حال میں سُننا چاہا آپ کے بھانجے شیخ زین الدین نے عمدہ طور سے عرض کی کہ بڑی حکایت ہے حضرت خواجہ بیٹھکر سُنیں۔ جناب بیٹھ گئے۔ اور کہا پڑھو میں نے یہاں سے شروع کیا کہ مولانا برہان الدین سے میں نے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک بار مجکو خواجہ نظام الحق والدین رحہ نے کُلاہ مندیں عنایت فرمائی تھی وہ میرے پاس سے جاتی رہی۔ مجھ کو اُسکا نہایت غم ہوا اور

دلمیں سوچا کہ اس حال کو اپنے دوست مولانا محمود سے جاکر بیان کروں - غرض اُنکی خدمت میں حاضر ہوکر
کلاہ گُمنے کا حال بیان کیا - اُس رات مولانا محمود کچھ کام میں تھی فرمایا جاؤ اس سے بہتر اور بیشتر نعمت تمکو
ملیگی - مَیں نے اُنکے اِس کہنے سے نیک فالی لی - اور مجھ کو یقین ہوا پھر مَیں جناب شیخ حضرت سلطان
الاولیاء کی خدمت میں گیا تو جناب شیخ نے جائے نماز مجکو عنایت کی اور یہ اُس سے بہتر اور برتر نعمت تھی
کہ فقراء میں عطاء مصلا دلیل جمعیت و برکت کی ہے - جب مَیں نے یہ حکایت تمام کی تو فرمایا کہ بعد بہت مُدت کے
یہ قصّہ تم نے یاد دلایا اور خوشی آپ کے حال سے ظاہر ہوئی فرمایا ملفوظ مولانا برہان الدین غریب کا لاؤ میں
نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین نے آپ کی عقیدت میرے دلمیں ایسی جماوی ہے کہ بارہا مجکو خیال آتا ہے
کہ ایسا بزرگ صاحب کشف و کرامات واصل الی اللہ صاحب ولایت جب آپ کی خدمت شریف سے اِستمداد
کرے اور نعمت پاوے تو بزرگی آپ کی کس درجہ ہوگی پھر ہمیشہ مجکو دلمیں یہی شوق رھتا تھا کہ خداوندا میں
کب اُنکی قدم بوسی سے مستفیض ہونگا - پھر مجھ سے فرمایا ہم تجکو قلندر کہیں یا صوفی - قلندر کیسے کہیں کہ تو
طالب علم ہے - مَیں نے عرض کی ایکبار مَیں خدمت میں حضرت سُلطان الاولیاء کے حاضر تھا - اور
دسترخوان حضرت کے رُوبرو آراستہ کیا گیا تھا اور آپ نے افطار فرمایا تھا درمیان کھانا نوش فرمانیکے
ایک روٹی توڑی نصف اپنے روبرو رکھی اور نصف میرے آگے مَیں نے اُسے لیکر اپنی آستین میں رکھ لی جب
آپ کے پاس سے باھر آیا تو راہ میں چند قلندر ملے اور مجھ سے کہا اے شیخ زادے ہمکو کچھ دے میں نے کہا
میرے پاس کچھ نہیں ہے قلندروں نے بہ کشف معلوم کیا اور کہا وہ نصف نان جو حضرت شیخ سے پائی
ہے ہمکو دے مَیں کم عمر تھا حیران رہ گیا کہ اُنھوں نے کیسے جان لیا انہیں سے تو کوئی وہاں موجود نہ تھا بہ
لاچاری وہ نصف نان آستین سے نکالکر اُنکو دی قلندروں نے لیکر وہیں حلیم خانہ میں کہ نزدیک جامع
کیلوکھڑی کے ہے بیٹھ گئے - اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھالی - پیچھے سے میرے والد بھی خدمت شیخ سے رخصت
ہوکر میرے پاس آئے - کہا وہ روٹی کھالی میں نے کہا قلندروں کو دیدی یہ سُنکر غصہ ہوئے اور کہا کیوں
وہ تو بڑی نعمت تھی وہیں سے پھر حضرت شیخ کی خدمت میں لوٹ گئے اور عرض حال کیا حضرت نے فرمایا
مولانا تاج الدین خاطر جمع رکھو یہ لڑکا تمھارا قلندر رہوگا تو حضرت کے اِس ارشاد سے اطمینان ہوا - مگر جب مُدت

شیخ نے قلندر فرمایا ہے تو آپ بھی قلندر ہی فرماویں جب جناب خواجہ نے یہ حکایت سنی تو فرمایا مجکو یہ معلوم نہ تھا کہ تم مرید میرے حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے ہو آؤ بغلگیر ہوئیں اوٹھکر نزدیک گیا اور خواجہ خوش ہوکر بغلگیر ہوئے وہ عجب وقت با برکت تھا ✦

مجلس دوم - سعادت پائبوس کی حاصل ہوئی بموجب ارشاد سابق کے مَیں نے ملفوظ مولانا برہان الدین کا پیش کیا - فرمایا اپنی تالیف میں یہ مقام نکالو میں نے اُس جگہ پہلے سے ورق نشانی توڑ رکھا تھا نکالکر روبرو کیا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے وہ حکایت تمام پڑھی اور پسند فرمائی پھر سرے سے میری تالیف کو نکالکر چند مقام پڑہے اور ہر بار فرماتے تھے درویش تم نے خوب لکھا ہے اور بہت عنایت فرمائی اُسوقت میں نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین بیشک درویش واصل اِلی اللہ تھے مگر آپ کی ذات عالی علم میں ابوحنیفۂ وقت ہے اور زُہد ورع میں بجائے حضرت شیخ نظام الدین کے مجکو شوق ہی کہ آپ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ توفیق اِسکی اتمام تحریر کی دے غرض باعث تحریر اِیں مجالس کا یہ تھا ۷۵۵ھ میں مَیں نے اِسے شروع کیا اور مدت ایک سال میں کہ سات سو چھپن تھے تمام کرکے خیر المجالس اِسکا نام رکھا - اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ کو بہت دنوں تک سلامت رکھے اور بندہ کو اتمام کی توفیق عنایت فرماوے والحمد للہ رب العالمین ✦

مجلس سوم - سعادت پائبوس حاصل ہوئی اُسوقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر ذکر قیامت میں مصروف تھے فرمایا یارو قیامت نزدیک آئی ہے اور اِس بیان میں بشرہ مُبارک سپید ہو گیا تھا اور سب حاضرین محو تھے اُسی حال میں فرمایا کہ شیرینی یاروں کیواسطے لاؤ حاضرین کی خوفِ قیامت سے زندگی تلخ تھی شیرینی درمیان میں رکھی رہی کسیکو خبر نہوئی خود خادم کو فرمایا ابھی شیرینی لیجا پھر لانا اِسوقت ہمکو نہیں معلوم ہم آسمان پر ہیں یا زمین پر رات ہے یا دن - غرضکہ اُسی خوف خشیت میں ایک پہر گذرا کوئی دم نہ مارتا تھا نہ کچھ بات کہتا تھا آخر ایک مُلا نے محفل میں آکر باواز بلند سلام علیک کی اُسکی آواز سے بعضے ہوش میں آئے بعضے اُسی طرح یادِ قیامت میں مستغرق رہے حضرت خواجہ نے اُس مُلا سے باتیں کیں اور حال دریافت فرمایا عرض کی تمام دن دیوانخانہ میں حاضر رہتا ہوں اور احکام وغیرہ کے

اجرا سے فرصت نہیں ہوتی میرے واسطے دعائے خیر فرماویں ارشاد ہوا کہ مخلوق سے نیکی کرنیوالے کو
محکمۂ دیوانی میں رہنا کچھ نقصان نہیں کرتا اسپر یہ حکایت فرمائی کہ ایک درویش بیابان میں جاتا تھا اُسی
ایک بوڑھا ملا اور درویش سے کہا جب تو اس شہر میں جائے فلانے محلہ میں عبداللہ حاجب کا گھر دریافت
کرنا اور اُس سے ملکر سلام کہنا اور میری طرف سے کہنا کہ میری سلامتی ایمان کیواسطے دعا کرو مگر اُس
بوڑھے نے اپنا نام نہ بتایا۔ غرض وہ درویش جب شہر میں گیا عبداللہ حاجب کا مکان پوچھا اور
جاکر اُس سے ملا اور کہا مجھے راہ میں ایک بوڑھا ملا تھا۔ اُس نے کہدیا ہے کہ جب شہر میں پہنچے تو عبداللہ
حاجب کے مکان پر جانا اور میرا سلام کہکر میرے حفظ ایمان کیواسطے اُس سے دُعا کرانا یہ سُنکر عبداللہ
حاجب نے اُسکے واسطے فاتحہ پڑہ کر دُعا حفظ ایمان کی فرمائی اور درویش سے کہا اب تم جاؤ درویش نے کہا
اے خواجہ مجھسے یہ تو کہدو کہ وہ پیر مرد کون تھا عبداللہ نے کہا بھائی تو جا یہ مت تحقیق کر درویش نے اصرار
کیا کہ مجکو اُسکا نام ضرور تبلائیے۔ جب ردوکد بہت ہوئی تو کہا وہ پیر مرد حضرت خضر علیہ السلام تھے درویش
نے کہا مجھسے بیابان میں بہت بوڑھے آدمی ملے ہیں آپ نے کیسے جانا کہ وہ خضر تھے بولا مجھے معلوم ہے
تمکو اس سے کیا بحث درویش نے کہا اے خواجہ کشف وکرامات اور بزرگی تو مقام مشائخ کبار کا ہے اِس
لباس میں کہ تم نوکری شاہی رکھتے ہو یہ کرامات وولایت کیسی حاصل ہوئی۔ عبداللہ حاجب نے کہا
جو کچھ ریاضت وعبادت مشائخ گوشۂ خانقاہ میں کیا کرتے ہیں میں اسی کوچہ وبازار اور گھر اور
بارگاہ شاہی میں پورا کرتا ہوں۔ جب پہر رات رہتی ہے اوٹھ کر وضو کرتا ہوں اور تلاوت قرآن و
ذکر میں مشغول ہوتا ہوں جب صبح ہوئی پہر تازہ وضو کیا اور سنت فجر گھر پڑہ کر اوائے فرض کو مسجد میں
جاتا ہوں پہر وہاں سے آکر اور مصلے پر قبلہ روبیٹھ کر اوراد پڑھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ آفتاب نکل
آتا ہے تو اشراق پڑہ کر گھر آتا ہوں زبان میری کسی دم ذکر سے خالی نہیں رہتی اور گھر میں آکر پروردگار
سے بعجز وزاری یہ دعا کرتا ہوں کہ اے پروردگار میرے میں سوا تیرے کسی غیر کو نہ جانتا ہوں نہ دیکھتا
ہوں گویا تیرے روبرو کھڑا ہوا ہوں اور تیری نظر میں چلتا پہرتا ہوں اب ایک امیر کی خدمت کیواسطے
کمر باندھتا ہوں اور اے پروردگار ہر دم تجھسے عہد کرتا ہوں کہ جس کسیکا کوئی کام میرے امیر سے

پڑے تو مجکو اسقدر قوت عنایت فرمانا کہ زبان و ہاتھ پانوں اور نقد و مال سے اُسکی حاجت پوری کروں پھر
چاشت کیوقت و ہاں سے ہو کر گھر میں لوٹ آتا ہوں اور دوبارہ وضو کر کے نماز چاشت پڑھتا ہوں اور مُراقبہ کرتا ہوں
اور دوپہر کو قیلولہ کر کے اُٹھتا ہوں اور وضو و سنّت سے گھر میں فارغ ہو کر فرض ظہر جماعت سے مسجد میں پڑھتا
ہوں پھر گھر آکر ذکر میں مشغول رہتا ہوں اور عصر و مغرب جا کر جماعت سے مسجد میں پڑھتا ہوں اور گھر
میں آکر اوّابین وغیرہ نوافل عشار تک ادا کرتا ہوں اور عشار جماعت سے پڑھ کر نصف شب تک مُراقبہ میں
مشغول رہتا ہوں اب کہو مشائخ اسکے سوا اور کیا کرتے ہیں اُنکا کام بھی نماز و ظیفہ روزہ دوام و قیام شب ہے
دائمی صائم رہتا ہوں غرض جو کچھ وہ گوشہ خانقاہ میں ذکر و عبادت یا مجاہدہ کرتے ہیں مجکو اللہ تعالیٰ کے مدد اور
توفیق سے وہ باتیں گھر میں بے شائبہ ریا میسر ہیں پھر حضرت مخدوم نے بعد اتمام حکایت فرمایا کہ وہ وہان
بادشاہ اگرچہ کار دُنیا میں رھتا تھا مگر اُسکو مقام مشائخ ملا کہ معاملہ نیک رکھتا تھا لہذا شغلِ دُنیا اُسکو مضر نہ
ہوا۔ اور خضر علیہ السلام سا کامل شخص واسطے حفظ ایمان اور خاتمہ بخیر ہونے کے اُس سے طالب فاتحہ اور دُعا کا ہوا
پھر حضرت خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا یار و اسمیں یہ نکتہ خیال کرنیکا ہے کہ حضرت خضر سے مرد کامل حفظ
ایمان کی دُعا چاہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ خاتمہ کا کس حال پر ہونیوالا ہے خدا تعالیٰ جانے سعادت پر ہو۔ یا
نعوذ باللہ شقاوت پر اسیواسطے کہا گیا ہے کہ الامور معتبرة بالخواتیم یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے ظاہر حال لائق
اعتماد نہیں پھر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی بادشاہ کا ایک ترکشبند یعنی قراول تھا ہمیشہ اوقات طاعات
میں صرف کرتا اور جہاد و غزا میں دلیر چسپت و چالاک رھتا اور وہ زمانہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی
رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تھا موضع بسطام پر کفار نے ہجوم کر کے محاصرہ کیا تھا اہل اسلام بسطام کے تیار ہوئے۔ اور
اُنکی مدافعت کو نکلے وہ ترکشبند پہلے سب سے صدق نیت سے جنگ کفار کو نکلا اور خوب حملے مکرر کر کے قیدی
مسلمانوں کو کہ مغلوں نے پکڑ لیا تھا چھڑایا اور بہت مغلوں کو ملا اور اُنکے لشکر کو بھگایا اور بقضائے الٰہی
اُس زد و خورد میں بہت زخم کھا کر شربت شہادت نوش کیا اُس رات خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکو خواب
میں دیکھا کہ بہشت میں مرصّع تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور حوران بہشتی اُسکے روبرو صف بستہ ایستادہ ہیں بایزید
رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو دیکھ کر خواب ہی میں یہ تمنا کی کہ اے پروردگار اس شخص کو یہ سعادت اور رتبہ عالی کہاں

سے ملا آواز آئی اے بائزیدیہ پاک مرد ہے دین اسلام کیواسطے لڑکر راہ خدا میں شہید ہوا ہے یہ مرتبہ جو تم نے اسکا دیکھا یہ اُسکے ہزار میں سے ایک حصہ ہے پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے یہ آیت پڑھی وقاتلوا فی سبیل اللہ من بعد یہ حدیث شریف بیان کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابد للمرئ من جزاء عمل یعنے کسی کو جزاء عمل سے چارہ نہیں ہو اگر نیک کام کیا ہے اچھا عوض پاویگا اور جو بد کیا بُرا پاویگا پھر آپ نے اِس حدیث شریف کا شان نزول فرمایا کہ قصہ اِس حدیث کا یوں ہو کہ ایک عورت حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور عرض کی میں نے آج خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوئی ہے اور جس راہ میں میں جاتی ہوں وہ آگے دو راہ ہے ایک شاخ دھنی طرف گئی ہے دوسری بائیں طرف میں دھنی طرف کی راہ پر چلی وہاں اپنے باپ کو ایک حوض کے کنارہ کھڑا دیکھا کہ خود بھی اُس حوض سے پانی پیتا ہے اور غیر لوگوں کو بھی پلاتا ہے پینے لگے بڑھ کر کہا یا ابی این اُمی اے پدر میری ماں کہاں ہے بولا ما الحقنی اُمك یعنی وہ میرے پاس نہیں آئی ـ میں وہاں سے لوٹ کر اُلٹی طرف کی راہ پر چلی دیکھا میری ماں ایک حوض پر کھڑی واعطشاہ ـ واعطشاہ پکارتی ہے میں اُسکے پاس گئی اور کہا ای مادر مہربان حوض تیرے روبرو پاس پانی کیوں نہیں پی لیتی بولی کیا کروں میرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا میں نے بڑھ کر تھوڑا پانی لیا ـ اور ماں کے مُنہ میں ڈالا غیب سے یہ آواز سُنی قد یبست ید من سقاھا یعنے سوکھ جائیو ہاتھ اُسکے پانی پلانیوالے کا جب میں جاگی تو ہاتھ میرے خشک و بیکار ہو گئے تھے اب اُسکی چارہ جوئی کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خواب اُس عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آنحضرتؐ نے جناب صدیقہ سے فرمایا اُس عورت سے دریافت کرو کہ تیرا باپ کیسا آدمی تھا اور ماں کیسی تھی اُنکے کیا عمل تھے عورت نے کہا میرا باپ مرد صالح تھا بہت خیرات کیا کرتا مگر میری ماں اُسکے برعکس تھی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرما کر اُن دونوں کا حال آنحضرت کی خدمت شریف میں عرض کیا اُسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لابد للمرئ من جزاء عملہ یعنی ضرور ہے انسان کو عوض سے اپنے عمل کے پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے موافق اسکے ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک قاضی کسی شہر کا تھا ایک غریب اُسکے پاس محکمہ شریعت میں آیا اور فریاد کی کہ بادشاہ نے

میری زمین مملوکہ غصب کر کے اپنے محل شاہی میں داخل کر لی ہے اور اُسپر مکان بنوایا ہے قاضی نے پیادہ
شریعت کو کہا یہ حکمنامہ لیجا اور بادشاہ کے پاس جا اُس سے کہنا یہ حکم شریعت ہے وہ سُنکر اسکی تعظیم کرے گا
یا نہیں کریگا اگر بادشاہ حکم شرع کی کچھ تعظیم نہ کرے تو حکمنامہ لپیٹ کر اُسکے آگے رکھ دینا اور کہنا قاضی نے
کہا ہے خدمتِ قضا اور کسی کے سپرد فرماویں اور مجھ کو اس کام سے معاف فرماویں اور اگر تعظیم سے پیش آئے
اور کھڑا ہو کر حکمنامہ لے تو کہنا آپنے ایک غریب کی زمین بزور لیکر اپنے محل میں لیلی ہے اور وہ محکمہ شرع
میں فریادی ہوا ہے خود حاضر ہو کر اس سے روبکاری کرا ور جواب دے یا مُدعی کو راضی و خوشنود کر۔ اور
راضی نامہ اُسکا میرے پاس محکمہ میں بھیج اگر یہ سُنکر بادشاہ یہاں نہ آوے یا مدعی کو راضی نکرے تو پھر اُسکو
یہ حکمنامہ دینا اور کہنا قاضی نے کہا ہے میں استعفا چاہتا ہوں اور کسیکو قاضی کریں غرض محکمہ کے سپاہی
نے وہ حکم لیا اور محل شاہی پر آکر بادشاہ کو اطلاع کرائی کا علام شرع آیا ہے چوبداروں نے بادشاہ کو جاکر
مطلع کیا سُنتے ہی بادشاہ نے اُسکو قصرِ شاہی میں بُلوالیا جب وہ آکر تخت کے روبرو کھڑا ہوا تو بادشاہ
بھی تخت سے اُترکر برابر اُسکے کھڑا ہوا اور کہا کیا کہتے ہو حکم شریعت بیان کرو پیادہ شرع نے کہا ایک غریب
قاضی کے روبرو دادخواہ ہوا ہے کہ بادشاہ نے میری زمین چھین کر بزور اپنے محل میں لیلی ہے اب شریعت
میں چلکر یا اُس سے روبکار کریں یا اُسے بلوا کر اُسے خوش کر کے رضی نامہ لیں اور قاضی کے پاس بھیجیں
اور اگر نہ آپ روبکاری کو جاویں نہ اُسکا راضی نامہ داخل کریں تو اور کو قاضی مقرر فرماویں وہ کل سے
محکمہ نہ جاوینگے بادشاہ نے کہا یہ جو قاضی نے کہا تھا کہ دیکھو وہ تعظیم حکمنامۂ شریعت کرتا ہے یا نہیں تو تونے
دیکھ لیا کہ میں نے حکم شرع شریف کی کیسی تعظیم کی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ مدعی کو بُلا کر راضی کروں تو میں
اُسکو بُلواتا ہوں اور جسطرح ہوسکیگا راضی کرتا ہوں اور مجکو جو بلوایا ہے کہ میں خود محکمہ میں چلوں تو قاضی
سے کہنا میں بھی حاضر ہونگا اور یہ جو کہا تھا کہ مثالِ قضا دیدینا کہ اور کو قاضی کروں۔ تو یہ حکمنامہ تو قاضی
کے پاس لیجا اور کہنا یہ کام تمہارا ہے اور کو نہ دیا جاویگا۔ پھر بادشاہ نے اُس مدعی کو بلوایا۔ اور کہا کہ تو
پاس قاضی کے کس واسطے گیا اگر میرے پاس آکر نالش کرتا تو میں تجھ پر ہرگز ظلم نہ ہونے دیتا۔ پھر بادشاہ
نے اپنے لوگوں سے کہا اِس شخص کے ساتھ جاؤ جہانتک یہ اپنی زمین بتائے وہاں تک میرا محل گرا دو اور

وہ زمین اُسکے قبضہ میں دیدو اور راضی نامہ بگواہی لکھوالو مدعی یہ سُنکر روبرو ہوا اور بعجز و نیاز عرض کی کہ حضور
ہیں دعویٰ زمین سے دست بردار ہوا آپ محل کھودنے کا حکم نہ فرماویں بادشاہ نے نہ مانا لوگوں سے کہا جاؤ
میرا محل گرادو درویش نے دوبارہ عرض کی کہ آپ ایسا نہ فرماویں ورنہ میں اپنے آپ کو ہلاک کروں گا میں
برائے خدا آپ سے راضی اور خوش ہوا اب آپ بھی یہ حکم نہ دیں اور للہ محل گرانے سے باز آئیں بادشاہ نے
پُوچھا زمین تیری کَے گز تھی غریب نے کہا اتنے گز فرمایا اُسے پیمایش کرکے فی گز دو اشرفی دو - غرض
پیمایش کرکے اُسقدر اشرفیاں اُسے دیں پھر اُسے خلعت دیا اور عذر کیا پھر کہا اب مجھ پر تیرا کچھ حق نہیں
رہا خوش ہوا تو غریب نے کہا میں بہت خوش ہوا بعد اُسکے بادشاہ سوار ہوا اور قاضی کے پاس آیا اُس
وقت قاضی حکمنامے اور فتوے لکھ رہے تھے بادشاہ کی طرف کچھ ملتفت نہوئے جب وہ لکھ چکے تو بادشاہ
کی تعظیم کی اور اپنے نصف مصلّے پر بادشاہ کو بٹھایا پھر قاضی نے پیالہ شربت کا منگوایا اور خود پیکر بادشاہ
کو دیا - غرضکہ اُس بادشاہ نے سب حکم قاضی کے ماننے اعلام شرع کی تعظیم کی اور مدعی کو راضی کیا اور خود
قاضی کے پاس بھی آیا میں نے عرض کی کیا اچھا قاضی تھا اور کیا اچھا اُسکا حکم اور کیا خوب بادشاہ حضرت
مخدوم ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا یہ کام اور کوئی نہیں کرسکتا مگر وہ قاضی جو اپنے کام چھوڑنے پر آمادہ
ہو حضرت خواجہ نے یہ حکایت تمام ہی کی تھی کہ ایک شخص مشتاق ملازمت سلام کو آیا آپنے دریافت
فرمایا کہ تم کیا کام کرتے ہو عرض کی میں جوھری ہوں اسی اثنا میں گفتگو عقیدہ میں آئی کہ بعضوں کو
فقرا سے عقیدہ نہیں ہوتا اسپر ایک قصہ بیان فرمایا - کہ ایک بزرگ صاحب ولایت تھے اور اُس
شہر میں ایک قاضی متعبّد تھا شیخ کی کرامات دیکھتا مگر مُرید نہوتا ایک دن قاضی اُس بزرگ کے پاس بیٹھا
تھا ایک جوھری وہاں آیا - اور ایک قیمتی موتی بطور نذرانہ شیخ کے روبرو رکھا شیخ اُسے ہاتھ میں لیکر دیکھنے
لگے اور قاضی سے پُوچھا یہ کیا ہے قاضی نے کہا موتی ہے پھر شیخ نے وہ موتی ہاتھ میں لیکر قاضی کو دکھایا
کہا دیکھو یہ کیا ہے وہ موتی پانی ہوگیا تھا قاضی نے کہا پانی ہے پھر شیخ نے وہ قطرہ آب زمین پر گرا دیا قاضی یہ
کرامات دیکھ کر بھی مُرید نہ ہوا اور شیخ سے کہا میں جب مُرید ہونگا کہ ہم تم ملکر ایک چلے عبادت میں بیٹھیں قاضی
مجاہدے میں مضبوط تھا شیخ نے سُنکر کہا مردوں کا چلہ بیٹھیں گے یا عورتوں کا قاضی سُنکر حیران ہوا کہ چلہ زناں

کہیں کتابوں میں نہیں دیکھا متعجب ہوکر پوچھا چلہ مردوں اور عورتوں کا کیا معنی شیخ نے کہا چلہ مردوں کا
تو یہ ہوتا ہے کہ روز دو بکرے اور دو من کی روٹیاں کھاویں اور چالیسویں دن اُسے وضو سے جو پہلے
دن کرکے چلہ میں بیٹھے تھے باہر نکلیں اس عرصہ میں نہ کھانا کم ہو نہ وضو نیا کرے اور عورتوں کا چلہ یہ ہے۔ کہ
اوّل دن غسل و وضو کرے اور چلہ میں بیٹھ کر اُتنے دنوں کچھ نہ کھاوے اور اُسے پہلے وضو سے باہر نکلے قاضی
یہ سُنکر حیران ہوا کہا یہ البتہ ہوسکیگا جو چالیس دن کچھ نکھاویں اور آخر دن اُسی وضو سے باہر نکلیں مگر یہ ممکن نہیں
کہ ہر روز دو بکرے اور دو من کی روٹیاں کھاویں اور چلہ بھر تازے وضو کی حاجت نہو شیخ نے کہا میں مردونکا
چلہ کرتا ہوں اور قاضی سے کہا یہ دو حُجرے خانقاہ میں خالی ہیں تم اسمیں بیٹھو میں اسمیں تمہارے برابر
بیٹھتا ہوں اور مُریدوں سے درستی سامان چالیس دن کا فرمادیا جب پہلا دن چلہ کا تمام ہوا اور وقت افطار
آیا مُریدوں نے سالن دو بکروں کا اور دو من روٹیاں شیخ کے حُجرے کے روبرو لاکر رکھ دیں اور اسیقدر
عداگانہ دروازے پر حُجرہ قاضی کے اور ایک چراغ جلادیا جب بعد مغرب قاضی اور شیخ دونوں حُجروں سے
باہر نکلے اور کھانا کھانے لگے شیخ نے تو وہ دونوں بکرے اور دو من روٹیاں تمام کیں اور قاضی صاحب
ریاضت کش تھے کبھی شکم سیر نہ کھایا تھا دو روٹی کھاکر اُوٹھ کھڑا ہوا۔ شیخ نے دیکھا کہ قاضی رہ گیا تو پاس
قاضی کے آیا کہا یاروں کو خالی نہ چھوڑنا چاہئے اور بیٹھ کر کھانا قاضی کا بھی کھالیا اور اپنے حُجرہ میں آکر نماز
عشا پڑہی اُودھر قاضی کے شکم میں درد ہوا نماز عشا بحیلہ گذاری شیخ نے قاضی سے آکر کہا ایسی نماز
مکروہ ہے اُوٹھ چلہ اپنا توڑ ڈال قاضی حجرے سے نکلا اور چلہ اپنا توڑا اور شیخ کے قدموں میں گر پڑا شیخ نے
کہا میں نے جو چیز اپنے اوپر لازم کرلی ہے البتہ اُسکو پورا کرنا ضرور ہے ہر روز چار بکرے اور چار من کی روٹیاں
شام کو دروازہ حُجرے پر رکھ دیتے شیخ بعد مغرب نکلکر وہ سب کھالیتے جب بیس روز اس طرح پورے
ہوئے تو کہا میرا چلہ تمام ہوا پھر باہر آکر جس وضو سے کہ بیٹھے تھے باہر نکلے اور عرصہ میں تازہ وضو کی حاجت
نہوئی یہ کرامت دیکھ کر قاضی مُرید شیخ کا ہوا جب یہ حکایت کہ عجائب روزگار سے ہے تمام ہوئی حضرت
خواجہ نے فرمایا کہ شربت و شیرینی لاویں جب خادم خانقاہ شربت و شیرینی میرے روبرو لایا۔ تو میں نے
شربت پیکر یہ شعر پڑھا موسم گرما تھا اور حرارت نے بہت اثر کیا تھا ٭

شعر

ازیں شربت دلم را زندہ کردی	خدایت شربت دیدار بخشد

مجلس چہارم۔ سعادت پائبوس حاصل ہوئی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تقوی کا بیان شروع کیا تھا یہ آیت شریف پڑھی یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ فرمایا بعد نزول اس آیت کے صحابہ کرام غمگین ہوئے کہ حق تقوی کا پورا ادا کرنا کسیکا مقدور نہیں اسپر یہ دوسری آیت آئی کہ فاتقوا اللہ ما استطعتم بعضی علماء نے کہا ہے یہ آیت ناسخ پہلی آیت کی ہے اور بعضوں نے اسکو مبین کہا ہے یعنے حق تقوی متقید ساتھ استطاعت کے ہے پھر ارشاد فرمایا حق تقوی یہ ہے ان یطاع ولا یعصے وان یشکرو لا یکفر وان تذکرو ولا ینسئے پھر یہ آیت شریف پڑھی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اسکے شان نزول میں مفسروں نے دو قول بیان کئے ہیں اول یہ کہ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا لڑکا گم ہوگیا ہے سالم نام تجارت کو گیا تھا کفار اسے پکڑ لیگئے آپنے فرمایا اے عوف جا پارسائی اختیار کر اور یہ بہت پڑھا کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عوف بن مالک لوٹ گئے اور اُسکے وظیفہ میں مشغول ہوئے درویشی اختیار کی ناگاہ ایک دن دیکھا کہ لڑکا انکا مع سات سو اونٹ اور مال بیشمار غنیمت کے آیا۔ انھوں نے اُس سے ملکر قصہ پوچھا اُس نے کہا کافروں نے مجھکو اپنے اونٹ چرانے پر مقرر کیا تھا اور مجھپر اعتماد رکھتے تھے ہمیشہ صبحکو نکلتا اور تمام دن اونٹ چراتا شام کو اونٹ گھیر لے آتا غرض جسدن میں بھاگا ہوں اُسدن آدھی رات کو باہر نکلا اور گلہ شتران میں آکر ایک تیز چلنے والے اونٹ پر سوار ہوا اور باقیوں کی مہار ایک دوسرے کی دُم سے باندھیں اور چلدیا باللہ تعالی مجھکو محفوظ سب یہاں جلد لے آیا عوف بن مالک بعد اسکے جناب آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ جاء ابنی مع غنائم کثیرۃ فھل لہ مباح یعنی میرا فرزند بہت مال لیکر آیا ہے کیا وہ مجھکو مباح ہے فرمایا آنحضرت نے اصنع بہا ما تضنع

بمالک یعنے وہ غنیمت ہے اور جو تصرف اپنے مال میں کرتا ہے اسمیں بھی کر اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی
ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب دوسرا قول اسکے شان نزول میں
مفسروں کا یہ ہے کہ ایک بار مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا غلہ نایاب ہوا اگر کوئی غلہ دیتا لیتا تو پوشیدہ یہ
معاملہ کرتا اہل مدینہ سے حبیب کلبی ایک جوان تھا غلہ خریدنے کو گھر سے باہر نکلا اور اونٹ پر سوار
ایک نصرانی کے گھر کے روبرو سے نکلا اسکی عورت نہایت حسین تھی اس نوجوان خوبصورت کو دیکھ کر فریفتہ
ہوئی اپنی لونڈی کو دوڑایا کہ اس جوان کو اندر بلا لا اور کہدے کہ اگر غلہ لینے والا ہے تو آکر خریدے لونڈی آئی اور اس سے کہا اگر غلہ
لینا چاہتا ہے تو بقیمت ہم سے آکر خریدے جوان یہ سنکر لوٹ آیا اور دروازہ کے اندر جا بیٹھا عورت نصرانیہ نے کہلا بھیجا اگر
میں غلہ باہر نکالونگی ہجوم ہوگا گھر کے اندر ایک حجرہ میں آ بیٹھ تا غلہ تولدوں۔ جوان نے اونٹ باہر باندہ کر اندر ایک حجرہ میں
جا بیٹھا عورت اسکے پاس آئی اور لونڈی سے کہا جا کر باہر کا دروازہ بند کر آ لونڈی دروازہ میں قفل
ڈال آئی عورت آراستہ ہو کر پاس آئی اور فسق و فجور میں اسکو آلودہ کرنا چاہا جوان یہ قصد اسکا دریافت
کر کے اٹھا اور دروازے پر آیا دروازہ مقفل دیکھا اپنا سر در پر رکھ کر حیران کھڑا ہو گیا۔ عورت نے آکر کہا اے شخص تو
جوان حسین ہے اور میں بھی جوان شکل و صورت میں بے مثل گھر خالی خاوند سفر کو گیا ہے آ کہ ہم تم وصال
سے مزا اٹھاویں اور عیش و عشرت کریں غلہ اور مال بہت ہے بے فکری سے چندے بسر ہوگی۔
جب میرا خاوند آویگا تو تو اپنے گھر چلا جانا۔ جوان نے کہا اے ما مجھ سے کوئی کام نافرمانی خدا کا نہووے
گا۔ تب عورت نے کہا اگر میرا کہا نہ مانے گا تو چھوکری کو حکم کرونگی کہ کوٹھے پر چڑھ کر پکارے کہ لوگو ایک
جوان مکر سے گھر میں گھس آیا ہے اور عزم فساد رکھتا ہے کہ عصمت میں فرق ڈالے آخر یہ خبر تمہارے
رسول تک پہونچیگی اور تو تمام مدینہ میں فضیحت ہوگا۔ جوان نے کہا میری جان قربان دین محمدی کے
ہوا تھا میں دنیا میں رسوا ہوں گا نہ آخرت میں عورت نے کہا میں تجھ کو لونڈیوں سے پریشان کرونگی
ورنہ میری رضامندی مد نظر رکھ جوان نے کہا جو چاہے سو کر مجھ سے ہرگز ایسا کام نہ ہوگا۔ عورت نے
دامن جوان کا پکڑ لیا جوان نے کہا صبر کر جب تیری یہی خوشی ہے تو مجھ کو جائے ضرور بتلا کہ اول بول
سے فارغ ہولوں بعدہ تیری مراد بر لاؤں۔ عورت نے ایک حجرہ بتایا اور طشت و آفتابہ وہاں رکھوا دیا

جوان اُس حجرہ میں گیا اور چھری اپنی کمر سے نکالکر اپنا عضو تناسل کاٹنا چاہا چھری کُٹھل ہوگئی جوان نے لاچار ہوکر ہاتھ دعا کو اٹھائے کہ خداوندا جو حبیب کلبی کی قدرت میں تھا کر لیا۔ اب تیرے فضل و دستگیری کا اُمیدوار ہے فی الحال دیوار پھٹ گئی جیب اودہرسے باہر نکلکر پاس اپنے اونٹ کے آیا دیکھا غلّہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے سوار ہوکر اپنے گھر آیا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر پورا قصہ عرض کیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب بعد اسکے فرمایا قول اوّل مشہور ہے مگر یہ دوسرا قصہ بھی اِس معنے میں آیا ہے اور یہی مناسب تر ہے اِسواسطے کہ تقوی کیا اور راہ نجات کی پائی اور جب باہر نکلا اُونٹ غلّہ سے بھرا پایا بعد اسکے فرمایا کہ بعد نزول اِس آیت کے آنحضرت نے فرمایا انی اعلم ایۃ لو اخذ الناس بہا لاغنتہم بعد مطابق اسکے ایک اور حکایت فرمائی کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد دولت میں ایک شخص اُنکے پاس آیا اور حکومت کسی مُلک کی طلب کی حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے پُوچھا کہ تونے قُران پڑھا ہے یا نہیں عرض کی اُس نے نہیں پڑھا فرمایا جا قرآن پڑھ آ کہ تجکو کسی مُلک کا حاکم کروں کہ حکم موافق قرآن کے کرنا ہوگا جب نہیں پڑھا تو حکم کیسے کریگا وہ گیا اور قرآن سیکھنے میں مشغول ہوا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہ آیا بعد مدّت ایک بار آپ راہ میں جاتے تھے وہ شخص روبرو آیا آپنے فرمایا اے فلانے ہم سے ملنا اُس نے عرض کی یا امیر المومنین آپ ایسے نہیں کہ کوئی آپ سے ملنا ترک کرے مگر میں نے قرآن میں ایک ایسی آیت پائی ہے کہ اُس نے مجھ کو اے عمر آپ سے بے پروا کر دیا ہے پوچھا وہ کونسی آیت ہے اسکو پڑھو اُس نے یہ آیت ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب پڑھی پھر فرمایا جو کوئی اِس آیت کو کسی نیّت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسکو دنیا کے غموں سے نجات دیگا اور رزق ایسی جگہ سے پہنچا دیگا کہ گمان اُسکا نہ ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا ایک حق تقوی کا ہے کہ فرمایا واتقوا اللہ حق تقاتہ اور ایک حق عبادت کا کہ ما عبدناک حق عبادتک اور ایک حق تلاوت قرآن کا ہے کہ یتلونہ حق تلاوتہ وارد ہے اور ایک حق معرفت کا اگر مُراد اِسی سے توحید لی جاوے تو یہ ہے کہ پہچانے اُسکو ساتھ

وحدانیۃ کے جیسا کہ وہ ذات صفات میں یگانہ ہے اور اگر معرفت اسرار ربوبیت سے مراد لیجاوے تو اُسکی حقیقت کی معرفت دشوار ہے اور آدمی اُسکی معرفت میں مختلف المراتب ہیں فرماتا ہے اللہ تعالےٰ ماقدروا اللہ حق قدرہ ای ماعرفوا اللہ حق معرفتہ بندہ نے عرض کی کہ توحید میں معرفت شرک خفی سے دشوار ہے فرمایا ہوسکتا ہے کہ طالب صادق کو اللہ تعالےٰ حقِ توحید اپنا عنایت کرے کہ شرک خفی سے محفوظ ہو چنانچہ انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو عنایت کرتا ہے مگر حق اسرار ربوبیت کا حاصل ہونا دشوار ہے کہ ماقدروا اللہ حق قدرہ۔ والحمد للہ رب العالمین ؕ

مجلس پنجم سعادت قدمبوس حاصل ہوئی بیان نیت کا فرمارہے تھے کہ بندہ پہونچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہے میں نے عرض کی کہ خلوص نیت کسکو کہتے ہیں فرمایا جس کام کی نیت کرے اُس میں رضامندی ذات پاک اللہ تعالےٰ کی ہو پھر فرمایا کہ جب بندہ میں امانت پیدا ہوتی ہے تو منشاء ارادت اُسکا ظاہر قلب ہوا کرتا ہے یا باطن قلب یا لطیفہ سر پس اگر انابت ساتھ خیر و ندامت کے ہے تو جان لے کہ منشا اسکا ظاہر قلب ہے اور اگر شوق و ذوق سے ہے تو منشا اُسکا باطن قلب ہے اور اگر ساتھ ترک ماسوا اللہ کے ہے تو منشا ارادت اُسکا سر ہے ایک نے حاضرین سے سوال کیا کہ باطن قلب کا اولیاء کے سوا اور کو نہیں ہوتا خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اکثر عوام کو عبادت اور حالت سماع یا تذکرہ حبیب کے اثنا میں ذوق شوق باطن قلب سے پیدا ہوتا ہے کہ کچھ حد اُسکے انداز کی نہیں لیکن ترک ماسوی اللہ کہ سر ہے خاصۃ اولیا و انبیا ہی کا ہے ترک ماسوائے اللہ عوام کا رتبہ نہیں مگر نادر مگر خواص کو تینوں صفتیں حاصل ہیں بعض یاروں نے سوال کیا کہ بعضے اولیاء اللہ کو ایسا شغل اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں حضرت خواجہ رحمہ نے فرمایا کہ ایسے لوگ پیشوائے طریقت نہیں ہوتے۔ اقتدا کیواسطے نگہداشت شریعت کی واجب ہے پھر فرمایا کوئی مقام مقام نبوت سے برتر نہیں اور انبیا کرام کو اللہ تعالیٰ سے ایسی شغولی باطنی ہوتی تھی کہ اور کو نصیب نہیں مگر باوجود اسکے اُنکی شغولی ظاہر میں سر مو فرق نہ آتا تھا وہ ایک وقت میں اللہ تعالیٰ سے ایسی مشغولی رکھتے تھے کہ وہ ایک وقت

انکا جملہ اوقات پر اولیاء کی شرف رکھتا ہے۔ سو جس قدر عبادت میں نقصان واقع ہوگا تو اُسیقدر اُنکی ولایت
میں نقصان ہو جائیگا معاذ اللہ من ذلک پھر فرمایا۔ جب معنے نہایت کا رُجوع بہ بدایت ہے حسب قول
فقراء کے کہ النہایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ اِسکے دو معنی ہیں اوّل یہ کہ جیسے سالک نے اول راہ حق میں قدم
رکھ کر طاعات وعبادات کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے چاہئے کہ نہایت میں بھی ویسا ہی رہے دوسرا یہ کہ جیسا
سالک پہلی مرفوع القلم تھا ویسا ہی نہایت میں مرفوع القلم ہو چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے ابناء
وثمانین عتقاء اللہ تعالیٰ یعنے اُس سے کوئی گناہ نہ صادر ہو جس سے پکڑا جاوے اسپر حکایت حضرت جنید
بغدادی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی بیان کی کہ آپ ہر شب دو سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جس رات انتقال
فرمایا اُس شب بھی دو سو رکعت نماز پوری کرکے رحلت کی پھر معنے استغراق مشغولی تجلی میں یہ ایک اور
قصہ بیان کیا کہ ایک بزرگ کا نام لیکر کہا اُس نے دعا کی کہ پروردگار مجکو اپنے کسی دوست سے ملا اللہ
تعالیٰ نے اُسکے دلمیں ڈالا کہ میرے دوست جنگل میں رہا کرتے ہیں نہ شہر میں وہ صحرا کیطرف گیا وہاں
موسم شدّت گرما میں دوپہر کیوقت ایک شخص کو دیکھا کہ ایک سنگِ گرم پر برہنہ پا کھڑا ہوا ہے۔ آنکھیں
آسمان کی طرف لگائے ہوئے ایسا محو ہو رہا ہے کہ اُسکو کچھ اپنی خبر نہیں۔ اُس درویش نے کہا دلمیں کہ
وہ ولی اللہ یہی ہوگا۔ پس اُسکے پاس گیا اور اُسکے قدموں پر اپنی آنکھیں ملیں اُسکو کچھ خبر نہوئی جب
سردیر تک قدموں سے ملتا رہا تو وہ ہوش میں آیا اور اُسکے سر پر اپنا ہاتھ رکھکر کہا بس کر دوست
غیور ہے مبادا اسقدر مدت میں کہ تجھ سے مشغول ہوا ہوں غیرت فرماکر تجکو مجھ سے اور مجکو تجھ سے مشغول
وآشنا کردے اس بیان خواجہ نے لوگوں میں وہ ذوق پیدا کیا کہ سب نے سر زمین پر رکھ کر بے حد گریہ
وزاری کی اور اُس وجد میں ایک نے حاضرین سے نعرہ جانسوز مارا پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے ذکر
میں اولیاء اللہ کے فرمایا کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہے قولاً وفعلاً وارادۃً ہر طرح سے تا محبت
حق تعالیٰ کی دلمیں قرار پکڑے اسواسطے کہ محبت خدا بے متابعت حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
حاصل نہیں ہوتی اور یہ آیت پڑھی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میں نے عرض کی دوسری
اس آیتہ میں اللہ تعالیٰ لفظ یحبونہ کا سابق محبت بندہ سے فرماتا ہے کہ محبت خدا سابق ہے بہ نسبت محبت

بندہ کے اللہ تعالیٰ سے منجملہ مشائخ اُس طرف ہیں کہ محبت بندہ کی سابق چاہئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان
کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اسمیں توفیق کسطرح ہو آپ نے افادہ فرمایا کہ یہ آیت شان
کفّار میں نازل ہوئی ہے کہ جب کہنے لگے نحن انباء اللہ واحبائہ تو آنحضرت علیہ السلام کو حکم ہوا کہ قل
یا محمد ان کنتم تدعون محبت اللہ فاتبعونی فانی حبیب اللہ والحبیب لایعادی حبیب الحبیب و انتم
عادیتمونی فانتم اعداء اللہ تعالیٰ پھر فرمایا علامت محبّت خدا کے بجا آوری احکام اور بچنا منکرات و قبائح
شرعیہ سے ہے من بعد ارشاد کیا محبّت تین قسم ہے ایک اسلامی دوسری وہبی جو نتیجہ کسب کا ہے
تیسری محبت خاص ہے کہ ثمرہ اُسکا ترک ماسوی اللہ ہے پھر فرمایا مقدمہ محبت کا میلان طبیعت اُس
شئے کیطرف ہوا کرتا ہے مثلاً ایک کافر مسلمان ہوا تو پہلے میلان خاطر اُسکا طرف اسلام کے ہوگا یہ محبت
اسلامی ہوئی بعد اُسکے محبّت وہبی ہے اس واسطے کہ موہبت نتیجہ مکاسب کا ہے تو اول کسب چاہئے
کہ بعد اُسکے محبت وہبی ہوئی اور یہ حاصل ہوتی ہی متابعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسی
ارشاد ہوا کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور بعد ان دونوں کے مرتبہ محبّت خاص کا ہے
اور یہ نتیجہ جذبۂ الٰہی کا ہوا کرتا ہے پھر فرمایا جذبۃ من جذبات الرحمن یوازی اعمال الثقلین کہ ثمرہ اِس
محبّت کا ہے سو محبت اسلامی نصیب عوام کا ہے اور محبت موہبی حصہ ابرار کا اور محبت خاص بہرہ مقربان
بارگاہِ الٰہی کا والحمد للہ رب العالمین ؎

مجلس ششم ۔ سعادت قدمبوس حاصل ہوئی مَیں اول جزو کتاب خیر المجالس کا صاف کرکے
ملاحظہ خواجہ کو لایا تھا مخدوم نے مجھ سے لیکر خود مطالعہ فرمایا اور پسند فرماکر آفرین فرمائی اور مجالس بزرگوں
کی یاد رکھنے کے فوائد پر یہ حکایت فرمائی کہ مولانا حمید الدین ضریر رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا شمس الدین
کردریؔ کے تھے جو مصنّف بزدوی ہیں اور شمس الدین فقیہ سرخسی شاگرد ہیں شمس الائمہ حلوائی کے
اور حسام الدین سرخسی اور تمامی علمائے بخارا شاگرد مولانا شمس الدین کردری کے ہیں پھر ابتدائ
حال مولانا حمید الدین ضریر کا بیان فرمایا کہ اُنھوں نے اپنے لڑکائی میں ماں سے کہا کہ اے والدہ مہربان
چونکہ میں نابینا ہوں مجھ سے کچھ کام دنیا کا نہ ہوسکے گا مجکو ایسی جگہ لے چل جہاں میں قرآن شریف

یاد کرلوں اُنکے پڑوس میں ایک حافظ رہتا تھا ماں اُنکو وہاں لیگئی اور حافظ سے کہا یہ میرا لڑکا کہتا ہے کہ
مجکو ایسے شخص کے سُپرد کرو جو مجھکو قرآن یاد کرادے لہٰذا تمہاری خدمت میں اسکو لائی ہوں کہ للہ اسکو تعلیم
کراؤں۔ حافظ نے قبول کیا اور پہلے دن اب ت ث پڑہائی جب مولانا حمید الدین ضریر نے حُروف
تہجّی یاد کرلئے تو الحمد و معوذتین سیکھے اور تھوڑے ہی دنوں میں ایک پارہ یاد کرلیا اور رفتہ رفتہ کم مدت میں
حافظ ہوگیا پھر ماں سے کہا میں نے قرآن تو یاد کرلیا اب مجکو کسی عالم کے پاس لیچل کہ مسائل نماز
سیکھوں ماں اُسکو ایک اور اُستاد عالم کے پاس لیگئی اور بولی اس میرے لڑکے نے قرآن یاد کرلیا ہے
اب مسائل نماز وغیرہ سیکھنا چاہتا ہے مُلّا نے اُسکو مقدمہ صلوٰۃ شروع کرایا اس نے وہ بھی چند روز
میں یاد کرکے ماں سے کہا کہ جو کچھ اس اُستاد نے مجکو پڑہایا وہ سب میں نے یاد کرلیا اب جانتا
ہوں کہ یہ اُستاد زیادہ اس سے اور نہیں پڑہا سکتا مجکو کسی اور اُستاد کے پاس بھیجو ماں نے لوگوں
سے پوچھا اسکو کہاں لیجاؤں اُنھوں نے کہا بڑے مدرسہ میں لیجا اُس وقت بخارا کے بڑے
مدرسہ میں مولانا شمس الدین کرونیری مدرّس تھے اور سب علما بخارا اُنکے درس میں آیا کرتے تھے
مولانا ممبر پر بیٹھتے اور جماعت کو سبق پڑہاتے جب اُنھوں نے دیکھا کہ ایک عورت مدرسہ میں آئی ہے
کعبہ شریف ، اسکو آگے لاؤ لوگ اُسکو قریب لیگئے پوچھا کیا کہتی ہے بولی اس لڑکے نے
قرآن یاد کرلیا اور مقدمۂ الصلوٰۃ بھی پڑہ لیا ہے اب چاہتا ہے کہ کسی اُستاد کے پاس بیٹھوں لوگوں
نے آپ کی تعریف کی لہٰذا اُسکو آپ کی خدمت میں لائی ہوں للہ اسکو آپ کچھ سکھا دیں۔ مولانا
شمس الدین کرونیری نے اُسے منظور کیا اور کہا میں اُسکی خبر گیری خود کروں گا پھر اپنے شاگردوں سے
کہا کوئی آدمی بھیجکر اسکو روز اِسکے گھر سے بلوالیا کرو اور شام کو گھر تک پہونچا دیا کرو اور سہ ماہی میں
ایک نیا جوڑا کپڑوں کا ملے اور ہر ہفتہ میں سر تراشی اور حمام شوئی کا خرچ دیا جاوے تا یہ فارغ البال
پڑھنے میں مشغول ہو وہ شاگرد ہمیشہ حسب الحکم مولانا کے آدمی بھیجکر اُسے بلواتے اور شام کو گھر پہنچا دیا
کرتے جب اوّل روز مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا نے اُسکو ابتدا کی ایک کتاب دی اُس نے
جلدی اُسے تمام کی اور لوگوں کے سبق بہت خیال و غور سے سُنا کرتا جب مولانا کے پاس درس کے

وقت بیٹھتا تو دامن سامنے پھیلا لیتا جب درس ہو جاتا تو دامن سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگا لیتا۔
چند روز میں ایسا ہوا کہ جب مولانا کوئی تقریر شروع کرتے تو یہ حمید الدین ضریر اسکو بہ تفصیل تمام کیا کرتے
آخر جب وقت رحلت مولانا کا قریب ہوا شاگردوں نے عرض کی کسیکو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیجئے جو آپ
کی جگہ بیٹھے غرضکہ انکے بعد انھوں نے بہت کتابیں تصنیف کیں وہ سب علماء بخارا بعد مولانا مرحوم کے
شاگرد مولانا حمید الدین ضریر کے ہوئے بعد اسکے حسن ادب اور رعایت حق استادی کا حال بیان کیا
کہ جب اسکو گھر سے مدرسہ لایا کرتے تھے تو دو راستے درمیان میں تھے ایک دور کا دوسرا قریب کا
لیجانیوالا پوچھتا کونسی راہ سے تم کو لے چلوں تو وہ دور کی راہ سے لے چلنے کو کہتا نزدیک کی راہ
ہرگز نہ جاؤنگا۔ جب لوگ پوچھتے قریب کی راہ چھوڑ کر دور کی راہ کیوں جاتے ہو تو کہتے قریب کی راہ
ایک شخص مخالف میرے استاد کا رہتا ہے اور اکثر انکو برا کہا کرتا ہے تو جس راہ میں بدگو میرے
استاد کا ہو میں وہ راہ کیوں چلوں غرض ادب مجلس استاد کا وہ تھا اور محبت یہ جب خواجہ ذکرہ
اللہ تعالیٰ بالخیر نے یہ حکایت تمام کی تو میں نے بھی روبرو خواجہ کے کہ استاد و مربی و مخدوم میرے
ہیں دامن پھیلایا اور واسطے قوت حافظہ کے درخواست فاتحہ کی اور دلمیں نیت کی کہ جو محب و معتقد
حضرت خواجہ کا نہو گا اسے محبت نکروں گا اور اسکی گلی۔ [illegible]
نہ دیکھونگا اسی عرصہ میں مولانا مجد الدین امام زادہ ملاقات ہوئے [illegible]
متوجہ ہو کر پوچھا۔ کہ تمہارے بھائی اب بھی وعظ کہا کرتے ہیں۔ عرض کی کہ ہاں کہتے ہیں فرمایا
واعظ کو چاہئے مرد صالح تارک دنیا ہو اور کسی کے در پر نجاوے مخلوق سے طامع نہ ہو جو کچھ کہے خدا
کیواسطے کہے نہ اپنے نفع کے خیال سے نہ اپنی شہرت کی غرض سے بعد اسکے یہ حکایت بیان فرمائی
کہ مولانا رکن الدین امام زادہ کہ مصنف کتاب شرعۃ الاسلام ہیں اور یہ کتاب علماء میں معتمد اور معتبر ہے
بخارا میں پارسا اور صالح تارک الدنیا تھے وعظ کہا کرتے تھے اساتذہ شہر انکے وعظ میں جمع ہوتے
اور وہ ایسے نکات و فوائد بیان کرتے کہ کسی کان نے نہ سنا ہو اور وہ باتیں کسی کتاب میں نہ ہوں
اور قواعد علمیہ سے مخالف بھی نہ ہوتیں ایک دن سب اساتذہ اور علماء نے جمع ہو کر ان سے پوچھا

کہ یہ باتیں تم کہاں سے کہتے ہو کہ ہمکو نہ کسی کتاب میں ملتی ہیں نہ کتاب سے باہر ہوتی ہیں کہاں
ریزہ چین تمہارے احسان کا ہوں یہ سب کچھ تمہارا دیا ہوا ہے علماء نے کہا خیر جو کچھ تم نے کہا اور
بتایا ہمکو معلوم ہے اور یہ کہنا تمہارا کسر نفسی اور حسن ادب سے ہے۔ لیکن کچھ حقیقت اور تو کہو کہ جو
کچھ بیان کرتے ہو ہم کہیں نہیں پاتے نہ کتاب کے مخالف ہوتی ہیں یہ کہاں سے کہتے ہو چونکہ یہ
سب استاد اور بزرگ مولانا رکن الدین امام زادہ کے تھے اور مصر اسبات کے ہوئے تو کہنا ضرور
ہوا بعد پرسش بسیار کے کہا کہ اے حضرات جب میں منبر پر وعظ کو بیٹھتا ہوں تو ایک کاغذ سبز تحریر کا
غیب سے میرے روبرو رکھ دیتے ہیں۔ میں اُسمیں دیکھتا جاتا ہوں تب انکو یقین ہوا اور بولے ہم
جب ہی کہتے تھے کہ یہ بیان طاقتِ دانشِ انسانی سے خارج ہے پھر اسکے مناسب ایک اور حکایت
بیان فرمائی اور حضرت شیخ العالمین نظام الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے
آپکی زبانی سنا ہے کہ فرمایا ایک واعظ تھا اُسکے وعظ میں لوگوں کو رقت اور ذوق بہت ہوا کرتا
تھا اور اُسکے بیان بہت پسند کرتے تھے اور اُسکا کوئی وعظ نہ ہوتا تھا جسمیں اکثر بندگان خدا
تائب نہ ہوتے ہوں بہت لوگ اُسکے وعظ میں کپڑے پھاڑ کے بیہوش ہو جاتے وہ اتفاق
سے زیارت کعبہ شریف کو گیا وہاں بھی لوگ مشتاق ہوئے کہ اُسکا بیان ایسا ہی مؤثر
تھا جب حج اسلام ادا کر کے لوٹا تو لوگ منتظر اور مشتاق تر ہوئے کہ بعد حج اثر اُسکے وعظ کا صد گونہ بڑھ
گیا ہوگا جب آیا اور لوگوں نے وعظ سنا تو عشر عشیر بھی اُس اثر کا نہ پایا۔ جو سابق تھا لوگ اُسکے
پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ہم نہایت تمہارے آنے کے مشتاق و منتظر تھے کہ آپ آوینگے
اور اپنے وعظ سے ہمکو ذوق و راحت بڑھا دینگے اب حج سے آکر آپنے وعظ کہا تو نسبت سابق کے
دسواں حصہ بھی اُس اثر کا نہیں پایا یہ کس فعل کی شامت ہے واعظ نے کہا یارو خداوند عالم
الغیب خوب جانتا ہے کہ جیسے میں گیا اور آیا ہوں کوئی جرم و گناہ مجھ سے نہیں ہوا ہے سوا
ایک قصور کے اور میں نے جب ہی جان لیا تھا کہ عمدہ نعمت تجھ سے چھین لیجاویگی اور ویسا ہی
اور وہ خطا یہ تھی کہ ایک نماز جماعت کی مجھ سے راہ میں فوت ہوئی کہ امام کے ساتھ ہو کر

جماعت سے محروم رہا یہ بے لطفی اُسکی شامت سے ہے یہ کہہ کر حضرت خواجہ روئے اور حاضرین بھی رونے
لگے کہ بسبب فوت ایک نماز باجماعت کے کہ وہ بھی وقت پر پڑھی مگر تھا یہ خرابی واقع ہوئی اور قبولیت
عام جاتی رہی جو لوگ بیچارے بالکل جماعت میں نہیں جاتے علی الاکثر انکی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں اُن کا
کیا حال ہوگا اور کتنی نعمتوں اور فوائد سے محروم رہتے ہونگے پھر مناسب اسکے ایک اور فائدہ بیان
فرمایا اس باب میں کہ رعایت حفظ اوقات نماز پنجگانہ کی بڑا کام ہے چنانچہ ایک بزرگ کے پاس لوگ
بہت جایا کرتے تھے اور ہجوم خلق اُسپر اسقدر رہوتا کہ باوجود اور بڑے شیوخ اُس وقت کے ازدحام
اُسکے پاس زیادہ تھا اُسنے دلمیں خیال کیا کہ خداوندا مجھ میں نہ کچھ طاعت ہے نہ عبادت جسقدر اور
بزرگوں کو ہے یہ ہجوم خلق کا میرے پاس کیا باعث او اس قبولیت کا کیا سبب غیب سے آواز آئی
کہ اسکا یہ سبب ہے کہ تو جماعت کے شامل ہونے میں بہت کوشش کیا کرتا ہے اور ہر دم منتظر رہتا
ہے کہ مبادا فوت نہو جائے یہ بات ہم کو پسند آئی اور ہم نے اُسکے عوض تجکو یہ قبولیت عام عنایت
فرمائی والحمد للہ علیٰ ذالک ✣

مجلس ہفتم - سعادت خدمت حاصل ہوئی اکثر مُریدان حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر جو
علم و عمل میں کامل تھے حاضر ہوئے مجکو جس روز خدمت میں آنا ہوتا تھا اُسکی شب کو نیند نہ آتی
اس شوق میں کہ صبحکو مجلس خواجہ ہیں کہ از روئے علم مجلس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور از روئے
سلوک و فقر کے مجالس مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حاضر ہونا ہے دیکھئے آپ کیا فوائد
فرماویں اور مجکو کیا کچھ ذوق و لطف ہوگا متع اللہ المسلمین بطول بقائہ غرض حضرت خواجہ نے
ہر ایک یار و مُرید کو اُسکے مرتبہ سے ٹھہایا بعد اُسکے بیان فوائد میں مشغول ہوئے اور فرمایا میں اس
وقت اِس فکر میں تھا کہ النوم اخ الموت کے کیا معنے ہیں یعنی خواب بھائی موت کا ہے پھر وجہ مناسبت
اُسکی فرمائی کہ جو خیالات انسان کو بیداری میں لاحق ہوتے ہیں جب سوتے ہیں تو وہی خیالات اُنکو
پیش آتے ہیں اسیطرح جب مرتا ہے تو جو کچھ حیات میں شغل رکھتا تھا - اور جسکو چاہتا تھا وہ پیش
آتا ہے جیسا ارشاد ہوا ہے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون اگر خواستگار دنیا تھا تو دنیا کو

اُسکی نظر میں آراستہ کرکے پیش کرتے ہیں اور اگر آخرت اور بہشت وحور وقصور سے محبت رکھتا تھا تو وہ
اُسکو دکھاتے ہیں پھر گریہ کرکے کہا اگر وہ نہ طالب دُنیا تھا نہ نعیم آخرت کا مائل بلکہ کوشش اسکی فقط
رضاء ذات پاک حق تعالیٰ کے تھی بعد موت مشاہدہ حضرت عزت میں ہوگا پھر فرمایا جو کوئی کام موافق
اپنے خواہش اور ہوائے نفس کے کرتا ہے تو اللہ اُسکا وہی ہوائے نفس اسکا ہے اسپر یہ آیت پڑھے
افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ اور آہ سرد سینہ مبارک سے کھینچکر کہا کہ جب مُردہ کو قبر میں رکھتے ہیں اوٹی
او پڑ دالتے ہیں تو منکر ونکیر آکر اوسکو بٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ از سر نو اُسکو زندہ کر دیتا ہے اور اُس سے
یہ تین سوال کرتے ہیں من ربک وما دینک ومن نبیک یعنی پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے
اور پیغمبر تیرا کون ہے اگر وہ مُردہ مُسلمان تھا اور اعمال شرعیہ بجالاتا تھا اور حالت ایمان واسلام میں
مرا تو جواب دیگا اللہ ربی ودینی الاسلام ونبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے اُسے کہیں گے۔
عِشْتَ حمیدًا مُتَّ حمیدًا اور اُسکی قبر میں دروازہ بہشت کیطرف کھولدیتے ہیں اور یہ حدیث پڑھی کہ فرمایا
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران اور اگر العیاذ
باللہ وہ شخص حیات میں مشغول بدنیا تھا اور خدا وند کریم سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا اور ناشائستہ کاموں
میں مشغول رہتا تھا اور بے توشہ آخرت حاصل کئے مرا تو جب منکر نکیر آکر قبر میں تینوں یہ سوال کریں گے
تو چونکہ اُمور دُنیا واہیات میں مشغول اور اُسکے تحصیل میں حریص تھا۔ غافل پروردگار سے رہتا تھا تو
حیران ہوکر چپ ہو جاویگا فرشتے یہ دیکھکر کہینگے عشت شقیا ومت شقیا یعنے بدبخت جیا اور بدبخت مرا
پھر اسکی قبر میں ایک کھڑکی دوزخ کیطرف کھولدیتے ہیں اور اُسیطرف اشارہ ہے او حفرۃ من حفرۃ النیران کا بعدہ
فرمایا حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی دنیا کی دوستی سر جملہ گناہوں کی ہے پھر کہا جو دُنیا نہیں رکھتا مگر
دوستی دُنیا کی اُسکے دلمیں ہے اور اُسکی یاد میں شب وروز سرگرداں رہتا ہے تو وہ بھی اہل دُنیا سے ہے
کہ ارشاد نبوی ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ محبت فعل دل کا ہے اور حب ہر چیز کی اُسکے وجوہ پر
تقاضا کرتی ہے پھر مناسب اِن فائدوں کے یہ حکایت فرمائی کہ فلاں نام ایک بزرگ تھا خواب میں
ایک جوان کو دیکھا کہ کرسی زر پر بہشت میں بیٹھا ہوا ہے اور اقسام نعمتوں کے اُسکے رُوبرو رکھی ہیں

اور حور و غلمان دست بستہ روبرو کھڑے ہیں اُس نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون جوان ہے
کوئی ولی ہے یا نبی فرشتوں نے کہا اسکا نام مالک بن دینار ہے اُسنے دُنیا میں طاعت و عبادت
بہت کی تھی اور مقصود اسکا حور و قصور بہشت تھی یہاں وہی پایا پھر وہ خواب دیکھنے والا یہ سُنکر
آگے چلا گیا دیکھتا ہے کہ ایک اور جوان اُسی برتر مقام میں ہاتھ کمر پر رکھے مشاہدہ حق میں ٹکٹکی باندھے
مست و حیران کھڑا ہے اُس نے پھر فرشتوں سے اسکو پوچھا کہ ولی ہے یا نبی جو ایسا درجہ بلند اور مقامِ عالی پایا
ہے مگر اُسکے آگے کچھ کھانا پینا حور و غلمان نہ تھے فرشتوں نے کہا نبی نہیں ولی اللہ ہے معروف
کرخی نام پوچھا اسکے آگے بہشت کی نعمتوں سے کسواسطے کوئی چیز نہیں اور نہ حور و غلمان روبرو کھڑے ہیں اور
یہ ہاتھ کمر پر رکھے نظر اُوپر کیطرف لگائے کھڑا ہے فرشتوں نے کہا اسکو دُنیا میں تمنا حور و قصور کی نہ تھی
طاعت و عبادت خاص واسطے مشاہدہ ذات خداوند تعالیٰ کی کیا کرتا تھا سو اب بھی مشاہدہ حق سبحانہ
تعالیٰ میں بے خبر ما سوی سے کھڑا ہوا ہے اور حور و قصور طعام و شراب سے من و تو سے کچھ نہیں رکھتا
خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے جب یہ حکایت تمام فرمائی تو کہا یہ سب مثالیں اور نظیریں اُسی حدیث
شریف کی ہیں جو سابق پڑھی گئی تھی کہ النوم اخ الموت سننے والوں کو اس بیان و حکایت سے
ذوق بے حد و اندازہ حاصل ہوا خلاصہ یہ کہ مالک بن دینارؒ نے خدا سے دُنیا نہ چاہی آخرت اور آرام اُسکا
مطلب تھا وہاں وہی اُسکو حاصل ہوا بعد اُسکے یہ آیت پڑھی قل کل یعمل علی شاکلتہ یعنی عمل کرتا ہے
موافق مذہب اور طریقہ اپنے کے اور بعضے مفسروں نے کہا کہ معنے شاکلتہ کے یہ ہیں کہ بقدر ہمت اور
طاقت اپنے کے پھر یہ رباعی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائی ◆

رباعی

دُنیا بشہ را و قیصر و خاقاں را	دوزخ بدرا بہشت مر نیکا نرا
تسبیح فرشتہ را صنعام انسان را	جانان مارا و جان ما جاناں را

من بعد یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابو القاسم فارمدیؒ ایک بار سفر میں تھے کسی شہر میں گئے ایک دیوانہ
کو دیکھا کہ طوق گلے میں ہتکڑی ہاتھوں میں بیڑی پانوں میں پہنے ایک شفاخانہ کے دروازے پر

بیٹھا ہوا ہے اُنکو دیکھ کر کہا اے مردِ خراسانی میرے پاس آ حضرت ابو القاسم اُسکے قریب گئے اُس نے کہا آج رات کو جب تو مشغول ہو تو یہ ایک پیغام میرا دوست سے کہہ دینا کہ میرا گناہ اُسیقدر تھا کہ میں نے ایکبار کہا تھا کہ تجکو دوست رکھتا ہوں اُسپر طوق و ہتکڑی بیڑی ہینی مجکو تیری عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر بلائیں ہفت آسمان و زمینوں کی طوق و ہتکڑی بیڑی بنا کر مجکو اُنہیں جکڑ دے تو بھی سر مو تیری محبت اِن تکلیفوں سے میرے دل سے کم نہو گی اسبات کے اثر سے ذوق یاروں کے دلمیں حاصل ہوا پھر اُس پر حضرت نے یہ مصرعہ پڑہا۔ع۔ با دل گفتم کہ جامۂ عشق مپوش + بعد اِسکے یہ اور حکایت فرمائی کہ حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایک رئیس تھا اور ایک فرزند رکھتا تھا ابو القاسم نام یہ لڑکا ایک عورت پر عاشق ہو گیا ایک رات اُس عورت نے اپنے عاشق امیرزادہ کو کہلا بھیجا کہ میں فلاں شب دُلہن بنکر با زینت و آرایش تیرے دروازہ کے آگے سے نکلوں گی سر راہ حاضر و مستعد رہنا وہ حسب وعدہ پہلی شب سے بیدار منتظر بیٹھا۔ اور زار زار روتا اور یہ شعر پڑھتا +

اشعار

زیرا کہ بدیدنت شتاب است مرا	در دیدہ بجائے خواب آبست مرا
اے بے خبراں چہ جائے خوابست مرا	گویند بخسپ تا بخوابش بینی

آخر شب خواب نے اُسپر غلبہ کیا سو رہا صبح کے قریب دُولہ اُسکا نکلا یہ خواب غفلت میں بے خبر پڑا رہا جب دن ہوا تو وہ دن حضرت ابو سعید ابو الخیر کے وعظ کا تھا لوگ اُنکا وعظ سننے کو جمع ہوئے وہ رئیس مع پسر بھی محفلِ وعظ میں گیا حضرت شیخ نے بیان شروع کیا ایک شخص نے حاضرین محفل سے کھڑے ہوکر سوال کیا اے شیخ علامت محبت کیا ہے حضرت نے فرمایا اے سائل بیٹھجا۔ جب اثنار بیان میں دریائے محبت جوش میں آویگا اُسوقت اسکا جواب دونگا تھوڑی دیر میں شیخ کو حال و وجد پیدا ہوا پکارا اے سائل اوٹھ آگے آ اپنا سوال پیش کر اُس نے کھڑے ہوکر وہی سوال کیا کہ علامت محبت کیا ہے فرمایا علامت محبت یہ ہے کہ خواب و طعام فراموش ہو جائے اور اگر سوئیگا تو اپنے مقصود سے محروم رہیگا جیسے یہ جوان دیدار حبیب سے اپنے محروم رہا اور اس کہنے میں

انگشت سے اشارہ طرف اُس امیرزادہ ابوالقاسم کے کیا پھر شیخ نے فرمایا اسے وعدہ دیدار آخر شب کو تھا یہ شب بھر منتظر بیدار اشعار پڑھتا رہا جب وقت وصل آیا سو رہا محروم رہا اور یہ مصرعہ پڑھ کر کہ ع در دیدہ بجائے خواب آبست مرا۔ اُس جوان سے کہا کہ ہاں اسکے آگے کیا مصرع ہے وہ جوان بیچارہ یہ سُنکر بیہوش گر پڑا شیخ یہ شعر پڑھتے ہوئے منبر سے اُترے ؎

در دیدہ بجائے خواب آبست مرا	زیرا کہ بدیدنت شتاب است مرا
گویند مخسپ تا بخوابش بینے	اے بے خبراں چہ جائے خوابست مرا

اتفاقاً رئیس اُس روز کے وعظ کا باعث ہوا تھا اور دعوت کا طعام تیار تھا حضرت شیخ معہ خدام رئیس کے گھر آئے حرارت زیادہ ہوگئی تھی رئیس نے اپنے فرزند سے کہا کہ کوزہ آب سرد لئے قریب کھڑا رہ۔ جب حضرت پانی مانگیں پیش کرنا حضرت نے جب اُسکو آمادہ خدمت فقرا میں دیکھا اُسکے باپ سے فرمایا ابوالقاسم ہمارا نیک مرد ہوگا غرض وہ ابوالقاسم اپنے عہد میں بڑے بزرگ ہوئے پھر مناسب ان باتوں کے یہ ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شب مناجات میں کہا یا اللہ آپ نے جو دو فرقوں کا ذکر فرمایا ہے کہ فریقٌ فی الجنۃ وفریق فی السعیر میں ان دو فرقوں میں سے کس فرقہ میں ہوں ہاتف نے آواز دی تو فریق فی الجنۃ میں سے ہے پھر دعا میں دوبارہ عرض کی کہ الٰہی جب مجھپر نظر کرم کی اور فرقۂ ناجیہ میں سے کیا ہے تو یہ بھی تبلادے کہ مصاحب و ہمنشین میرا بہشت میں اہل دُنیا سے کون ہوگا غیب سے آواز آئی کہ فلاں نام کا چرواہا و فلاں شہر کا بہشت میں تیرا دوست و مصاحب ہوگا۔ بعد صبح حضرت جنیدؒ اُس شہر کیطرف روانہ ہوئے تا جا کر اُس یار بہشتی سے ملاقات کریں اور اُسکا حال و معاملہ باہمی دریافت فرماویں غرض اُس شہر میں جا کر دریافت کیا کہ اس نام کا چرواہا کہاں رہتا ہے لوگوں نے کہا وہ ایک پہاڑ میں رہتا ہے اور بعد ہفتہ کے شہر میں آتا ہے حضرت جنیدؒ اُس پہاڑ کی طرف گئے دیکھا کہ چند شباں باہم رہتے ہیں حضرت جنید وہاں تین دن رہے تا انکا معاملہ باہمی دیکھیں دیکھا وہ سب نماز پنجوقتی جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جب وقت ہوتا ہے اذان کہتے ہیں ایک بڑھ کر امام بنتا ہے باقی مقتدی ہوتے ہیں۔ بعد ادائے

فرائض وسنن کے شبانی میں مشغول ہوتے ہیں اسکے سوا اور کچھ انکا عمل مجاہدہ اور طاعت کا نہیں حضرت
جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جاکر اُن سے پُوچھا کہ درمیان تمہارے یہ نام کسکا ہے ایک بولا میں ہوں فرمایا میرے
پاس آ تجھ سے کچھ مصلحت کرنا ہے کہا بہتر وہ اُنکے پاس آیا اور ایک جگہ باہم بیٹھے اور شباں سے کہا۔ تم
مجکو پہچانتے ہو میں کون ہوں بولا نہیں اُنہوں نے کہا میں جنیدؒ ہوں جب چرواہے نے نام جنید کا سُنا
تعظیم کو اُٹھا اور کہا کیا ارشاد ہے اُنھوں نے کہا میں تیرے پاس آیا ہوں شباں نے کہا مجھ سے آپ کی
کیا ضرورت تھی فرمایا میں نے ایک رات اللہ تعالیٰ سے مناجات میں درخواست کی تھی کہ مَیں کس فرقہ
سے ہوں آیا فریق فی الجنۃ سے یا فریق فی النار سے الہام ہوا کہ تو فریق فی الجنۃ سے ہی پھر میں نے عرض کی
کہ جب مجکو اپنے کرم وفضل سے فرقہ ناجیہ میں شامل کیا ہے تو براہ کرم یہ بھی تبلادے کہ بہشت میں میرا یار و
مُصاحب کون ہوگا آواز آئی وہاں تیرا ہمنشین فلان نام فلانے شہر کا ایک چرواہا ہے۔ مَیں نے چاہا
جاکر ملوں اور مُصاحب بہشتی کا معاملہ دیکھوں یہاں مَیں تین دن سے ہوں تم فقط پنجوقتہ نماز جماعت
سے پڑھتے ہو اور کوئی کام سوا اسکے تمہیں نہیں معلوم ہوتا مگر یہ مرتبہ عالی قبولیت پروردگار کا جو تم نے پایا
ہے شاید تمہارے کسی معاملہ باطنی کے سبب ہوگا وہ مجھ سے بیان کرو کہ معاملہ باطنی تمہارا اللہ تعالیٰ
سے کیا ہے چرواہے نے کہا اے خواجہ جنید میں ایک مرد جاہل عامی ہوں نہیں جانتا معاملہ کسکو کہتے ہیں
اور باطن کیا ہوتا ہے مگر البتہ مجھ میں دو خصلتیں ہیں ایک یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑونکو سونے کا
کردے اور میرے قبضہ تصرف میں ہوں اگر وہ سب میرے پاس سے جلتے رہیں تو مجکو اُنکے نہونے کا
کچھ رنج وغم نہ ہوگا دوسرے یہ کہ اگر کوئی مجھ پر جفا کرے یا مجھ سے احسان و وفا کرے تو میں وہ جفا و وفا اُسکی
طرف سے نہیں جانتا بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں اور اُسکو فاعل مختار علی الاطلاق سمجھتا
ہوں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سنکر کہا اے عزیز اصل نیک خصلتوں کی تو یہی دو ہیں جنکی برکت
سے تم کل کو بہشت میں میرے ہمنشین ہوگے پھر حضرت خواجہ نے گریہ فرمایا اور کہا یارو دیکھو حضرت جنید
رحمۃ اللہ علیہ سا بزرگ دریافت کرتا ہے کہ میں کون سے فرقہ سے ہوں نمعلوم خاتمہ کار ایمان پر ہو یا نعوذ باللہ
تعالیٰ شقاوت پر پھر فرمایا یہ محال ہے کہ مخلوق کیساتھ دُنیا میں مشغول رہے اور طالب خدا بھی بنے

اور یہ میرا شعر زبانِ مبارک سے پڑھا۔ **شعر**

در عشق چہ جائے خانہ دا ماست	مجنوں شود کوہ گیر و بحر و شش

اور چند بار اسکو پڑھا سب کو ذوق و لذت پیدا ہوئی۔ پھر فرمایا وہ بھی کیا دل ہے جو بغیر خدا تعالیٰ کے آرام پائے اسپر یہ آیت شریفہ پڑھی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فرمایا بذکر اللہ جار و مجرور ہے مقدم فعل پر حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی دلوں کو اطمینان نہیں ہوتا۔ مگر ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے پھر یہ مصرع پڑھا۔ جانان مارا وجان ماجاناں را۔ والحمد للہ رب العالمین ✤

مجلس ہشتم۔ سعادت پابوس کی حاصل ہوئی ایک عزیز آیا اور خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر میں کہنے لگا یہ کہاں سے دُرست ہوا کہ مزامیر و دف و نائے و رباب محفل میں ہوں اور صوفیہ انکی آواز پر رقص کریں اگر کوئی طریقت سے کرے تو چاہیئے شریعت کے اندر رہے اور اگر شریعت سے گرے گا تو کہاں جائیگا اور نجات کی کیا صورت ہوگی اول سماع ہی میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک کئی شرطوں سے مباح ہے وہ بھی اُسکے اہل کو مگر یہ مزامیر تو کسی کے نزدیک دُرست نہیں چونکہ گفتگو سماع اور اُسکے اہل میں تھی حضرت خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ تھا اور اسکا ایک لڑکا لہذا اسکو چاہتا تھا شب و روز روبرو سے دور نہ ہونے دیتا ناگاہ وہ لڑکا بیمار ہوگیا اطباء و حکما بلائے گئے ہر چند نبض و قارورہ دیکھا کچھ تشخیص مرض نہوئی جو علاج کریں سب نے لاچار ہوکر بے علمی اپنی ظاہر کی کہ جب مرض اور اُسکا سبب دریافت ہو تو ہم علاج کیا کریں اودھر لڑکے نے کھانا پینا بات چیت سب کچھ چھوڑ دیا مبہوت متحیر رہا کرتا جب ہوش میں ہوتا تو اسیقدر بیان کرتا کہ میرا دل جلا جاتا ہے پھر بیہوش ہوجاتا اور سوا اسکے اور کچھ نہ کہتا آخر اُس نے اِس عارضہ میں انتقال کیا بادشاہ نے کہا اسکا شکم چاک کرکے دیکھو اندر کیا مرض تھا کہ وہ بھی کہا کرتا تھا میرا دل جلا جاتا ہے ہر چند اطبا نے تحقیق کی مرض نہ پایا غرضکہ جب موافق حکم شکم چیرا تو اندر سے ایک پتھر نکلا وہ حکماء کو دکھایا کہ یہ کیا بیماری ہے وہ بھی بولے یہ مرض کہیں طب میں نہیں دیکھا بادشاہ کو چونکہ وہ لڑکا بہت عزیز تھا لہذا حکم دیا کہ اس پتھر کے دو انگوٹھیں بنائیں تا یادگار اُسکی رہیں جب دو انگوٹھیں تیار ہوئیں بادشاہ نے ایک خزانہ میں

رکھی ایک آپ پہن لی جب ماتم اُٹھا اور بادشاہ مسند پر جلوہ گر ہوا تو ایک دن قوال سرود بجا کر سامنے
گانے لگے بادشاہ گانے میں مشغول تھا خبر نہ ہوا کہ وہ انگوٹھی راگ سے پگھل گئی اور خون بن گئی
جب بادشاہ کے ہاتھ کو تری لگی دیکھا کہ انگوٹھی پگھل گئی خون ہو گئی ہے اور کپڑا اُس سے بھرا ہوا ہے
حیران ہو کر اطبا کو دکھایا کہ یہ کیا بھید ہے سب نے اُسوقت پہچانا اور بادشاہ سے کہا وہ لڑکا آپکا
عاشق ہو گیا تھا اور افسوس جب ہمکو معلوم نہ ہوا کہ اُسکے روبرو گانا کرتے یہ سنگ شکم میں پگھل جاتا۔
اور اُسے صحت ہو جاتی بنابر زیادہ تحقیق کو بادشاہ نے دوسری انگوٹھی خزانہ سے منگوائی اور پہنکر قوالوں
کو حکم گانے کا دیا جب وہ گانے لگے بادشاہ اور سب لوگ اُس انگوٹھی کو دیکھتے تھے وہ بھی سب کے
سامنے پگھل کر خون ہو گئی خلاصہ یہ کہ اہل سماع کو سماع دوا جملہ درد و امراض کے ہے پھر اہل سماع
کی کرامت میں ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایکبار کسی بادشاہ نے کہا تھا کہ فرقہ صوفیہ شہر میں نہ رہنے
پاویں دیہات و قریات میں رہا کریں ایک دن بادشاہ کچھ ناخوش تھا۔ غلام نے وہ حکم یاد دلایا۔
بادشاہ نے حکم کیا کہ جا اہلکاروں کو حکم پہونچا دے کہ سب مشائخ اس شہر سے چلے جاویں اور کسی
بڑے شہر میں نہ رہنے پاویں بلکہ دیہات میں رہا کریں جب یہ فرمان شاہی مشائخوں سے کہا اُنہوں
نے قبول کیا اور کہا بہتر ہم سب جاتے ہیں مگر بادشاہ سے عرض کریں تا ہمکو سماع سُنوا دے بعد اُسکے
باہم رخصت اور ہمکنار ہو کر چلے جاوینگے بادشاہ نے کہا کیا مضائقہ اچھا مجلس سماع مع دعوت اُنکی
واسطے دُرست کرا دو جب حکم شاہی ہو تو معلوم کیا تاخیر ہو گی اُسیوقت اسباب جمع کیا کھانے پکوائے
بارگاہ آراستہ کی۔ فرش بچھائے مشائخ کو بٹھایا بادشاہ محل کے اوپر سے اُنکو دیکھتا تھا بعد فراغت
کے کھانے سے قوالوں کو بلایا اور سماع شروع ہوا مشائخ وجد و حال میں تھے کہ ناگاہ پسر بادشاہ
کا خورد سال جو گود میں باپ کے بیٹھا تھا کھڑکی میں اُٹھ کر جھانکنے لگا ادھر اُسکا جھانکنا تھا اُدھر
نیچے گرنا محل بلند بہت تھا زمین پر گرتے ہی ہاتھ پانوں سر پھوٹ گئے اور قضا کی بادشاہ نے بھی
چاہا کہ اوپر سے گر پڑے لوگوں نے پکڑا بولا ان فقرا کا قدم گھر میں نامبارک ہوا ایک بزرگ اُس
جماعت سے نکلکر بادشاہ کے پاس آیا اور لڑکے کو گود میں لیکر ایک چادر منگوائی اور لڑکے کو اُسمیں

لپیٹ کر محفل صوفیہ میں لے آیا اور پھر سماع شروع ہوا۔ تو بادشاہ بھی وہاں آن کر حیران کھڑا تھا
کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے جب مشائخ کو حال شروع ہوا۔ تو انہیں بزرگ نے لڑکے کے سر پر آکر کہا اُوٹھ
کھڑا ہو لڑکا تندرست صحیح سالم اُوٹھ کھڑا ہوا بادشاہ فقراء کے قدموں پر گرا اور عذر کیا فرمایا تم سب اپنے
گھروں میں بدستور رہو مجھ سے لاعلمی میں غلطی ہوئی تم سب میرا قصور معاف کرو پھر سب کو انعام و
خلعت دلا کر کے رخصت فرمایا بعد اسکے ایک اور حکایت بیان کی اوّل کہا حضرت شیخ الاسلام خواجہ
قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز شاید اس قصہ کے وقت حیات تھے یا شاید قضا فرمائی تھی خوب
یاد نہیں قاضی حمید الدین ناگوری زندہ تھے اُسوقت باران کی حاجت زیادہ ہوئی لوگ خشک سالی سے
گھبرا گئے تھے بادشاہ نے مشائخ کے پاس کہلا بھیجا جنگ و جدال ہمارا کام ہے اور دعا ہنگام حاجت
تمہارا ذمہ اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت برساوے قاضی حمید الدین ناگوری نے محفل سماع
کی فرمایش کی اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پانی برسیگا۔ بادشاہ نے دُرستی سامان کا حکم دیا کھانا تیار ہوا
فقراء حاضر ہوئے قاضی حمید الدین بھی آئے بعد طعام سماع شروع ہوا فقرا وجد میں آگئے۔ اودہر
باران شروع ہوا۔ اسقدر برسا کہ لوگ کہنے لگے اب موقوف ہو جاتا تو بہتر تھا ✦

والحمد للہ رب العالمین ✦

مجلس نہم

۔ سعادت قدمبوس میسّر ہوئی۔ جناب خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالخیر اُسوقت
حال و کیفیت میں تھے پوچھا کیا لکھتا ہے پھر فرمایا اس باب میں کچھ کہو کہی صوفی کہی قلندر بندہ نے
فی الحال یہ مصرع کہا ؏ گاہ صوفی وگہہ قلندر چیست ✦ فرمایا دوسرا بھی کہو کہ ؏ چوں قلندر شدے
قلندر باش ✦ پھر تھوڑی دیر فکر فرمائی اور کہا کیا لکھتا ہے پھر فرمایا میرا کیا وقت ہے کہ وعظ کہوں
اور تیرا کیا وقت ہے کہ قلندر ہوئے تو بہتر سب سے مشغولی بجا ہے جا گوشہ گیری اختیار کر یہ صورت
جس شخص کی تونے اختیار کی ہے وہ انہیں سے تھا کہ موئی سر بھی اُسپر گراں ہوئے تھے سر منڈا کر ایک پُرانی
قبر میں قبلہ رو جا بیٹھا اور ٹکٹکی آسمان کو باندہ کر حیران و مبہوت ہوگیا۔ دیکھو خود تونے کیا کہا ہے ✦
س در عشق چہ جائے خانہ داریست ✦ مجنوں شو و کوہ گیر و بگریز ✦ مجھ میں اسات نے اثر

کیا مگر اس طرح عرضداشت کی میں نے کہ اگرچہ پست ہوں مگر آپکی عنایت سے لوگوں میں رہتا ہوں اور لباس پہنتا ہوں اور تحصیل علم میں کوشش کرتا ہوں حضرت خواجہ نے بعد فکر کے سر اٹھایا اور آہ کی چشم حق بین سے بہائے فرمایا اگر ارشاد جناب شیخ کا نہوتا کہ ٹھہرا رہنا اور جفا و قفا خلق کے اٹھانا تو کہاں میں اور کہاں شہر ہوتا میں ہوتا اور کوہ و دشت اور مکرر یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا۔

شعر در عشق چہ جائے خانہ داری بست ✤ مجنوں شو و کوہ گیر و بخروش ✤ مجھ میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ مفعل سے باہر نکل آیا حیران تھا کہ کیا کروں کبھی دلمیں کہتا تھا کہ مقام خضر علیہ السلام میں جا کر مشغول ہوں کہ موضع باترہ عمدہ جگہ ہے کنارہ دریا فقرا، وہاں حضرت خضر سے ملا کرتے تھے پھر یہ سوچا کہ جمعہ و جماعت فوت ہوگی بہتر ہے کہ کیلو کھری میں جا بیٹھوں وطن مالوف میرا اور قرب دریا بھی ہے میرے والد مولنا تاج الدین علیہ الرحمۃ وہیں رہتے تھے اور میرا مولد بھی وہیں ہے اور مزار شریف حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کا بھی نزدیک ہے پھر یہ سوچا کہ یہ سب باتیں اپنی نمود کی ہیں کہاں جاؤں یہیں رہنا بہتر ہے کہ ملفوظات جناب شیخ الاسلام نصیر الحق والدین محمود سلمہ اللہ تعالیٰ کی جو شروع کی ہیں اگرچہ احاطہ اُن سب باتوں کا نہو سکے مگر جو کچھ میری فہم ناقص میں آوے لکھا کروں کہ یادگار زمانہ رہے اور خیال میں آتا تھا کہ من بعد حضرت خواجہ اب کوئی فائدہ بیان نہ فرمائینگے مگر بعد چار دن کے جب حاضر خدمت شریف ہوا تو آپنے بہت فوائد بیان فرمائے بلکہ پچھلے فوائد کہے ہوئے بھی مکرر کہے والحمد للہ رب العالمین ✤

مجلس دہم دولت قدم بوس حاصل ہوئی۔ میرے آنے سے پہلے چند احباب بہار کی طرف سے آئے ہوئے تھے اور حضرت خواجہ فوائد بیان کرکے استغراق میں تھے خبر کچھ نہ تھی آنکھ اٹھا کر مجکو دیکھا اور بیٹھنے کا حکم کرکے پھر آنکھیں بند کرلیں اور دیر تک مستغرق رہے پھر آنکھیں کھولکر فرمایا اسوقت حضرت خواجہ فضیل کے بیان حکایت میں تھی کہ جاذبہ حق آیا اور حق کیجانب کھنچ لے گیا۔ پھر فرمایا سالک متدارک ساتھ جذبہ کے ہے اور مجذوبات مطلق ہیں اور فرمایا سلوک مشروط بارادت ہے ہاتھ کسی مرشد کا پکڑنا چاہئے کہ رہبر ہو اور طریقہ ذکر و فکر کا تعلیم کرے اور جہاں

وقفہ عارض ہو دستگیری کرکے نکال لیجاوے میں نے عرض کی جسکا شیخ موجود ہو کیا اُسکو بھی وقفہ
واقع ہوتا ہے فرمایا ہاں اُسکو بھی سُلوک میں توقف واقع ہوتا ہے کہ المخلصون علی خطر عظیم نزدیکان
را بیش بود حیرانی * پھر فرمایا ایک سالک متدارک بجذبہ ہے اور ایک مجذوب متدارک بسلوک یہ دونو
شیخی کے ہیں مگر مجذوب مطلق جیسے مجانین اور سالک نامتدارک بجذبہ یہ دونوں شیخی اور متابعت
کے لایق نہیں من بعد فرمایا کہ سالک متدارک بجذبہ وہ ہوتا ہے کہ بقوت علم وعمل اور ارادت کے جو اُس
میں ہے سلوک کرے پھر آخر میں اُسکو جذبہ پیدا ہوا اور مجذوب متدارک بسلوک وہ ہے کہ اول اُسکو
جذبہ حاصل ہو پیچھے سلوک کرے تیسرا واقف ہے کہ اُس نے بزور علم ومجاہدہ سلوک کیا ہے مگر بسبب
کسی لغزش کے کہ اُسے اُس راہ میں ہوئے یا بہ سبب فقدان کسی شرط کے شرائط اس راہ سے اُوسی
اوپر نہیں چل سکتا جبتک شیخ وہاں سے اوپر نہ لیجاوے اسواسطے کہ اگر اُس کا کوئی شیخ نہوگا تو شیطان
ہر دم طمانچہ مارکر دور پھینک دیگا کہ من لیس لہ شیخ فشیخہ ابلیس مشہور ہے مگر جسکے حق میں عنایت ربانیہ
ہے اُسکو منزلِ مقصود پر پہنچا دیتی ہی پھر یہ بیت پڑہی **بیت** اُستادِ تو عشق است جو آنجا برسی *
از خود بزبان حال گوید چون کن * من بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہ العزیز
مجذوب سالک تھے اور خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں مجذوب
سالک ہوئے ہیں اور یہ حکایت فرمائی کہ ایکدن خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کاغذ زمین پر پڑا
پایا اُسکو اٹھا کر دیکھا تو اُسپر نام پاک اللہ تعالیٰ لکھا ہوا تھا اُسکو گرد وغبار سے صاف کرکے عطر ملا اور اوپر
طاق میں پاک وصاف جگہ رکھدیا ہاتف نے آواز دی یا بشر طیبت اسمی فطیبناک بعد اسکے قصہ حضرت
ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا کہا کہ وہ ایک دن تخت سلطنت پر بیٹھے ہوئے تھے خواجہ خضر اُس مکان
میں آئے کسی نے اُنکی ہیبت سے نہ روکا سب دروازوں سے گذرتے ہوئے خواجہ ابراہیم ادہم کے پاس
آئے اور کہا اے ابراہیم تمنے یہ سلطنت کس سے پائی ہے بولے باپ سے کہا اُنکو کس سے ملی تھی بولے دادا
سے کہا اُنکو کس سے پہنچی بولے پردادا سے حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب تمہارے پردادا مرے
تو کیا کچھ اس سلطنت سے کوئی چیز اپنے ہمراہ لیتے گئے بولے کچھ نہیں لیگئے سوائے اعمال صالحہ کے

حکایت

قصہ

پھر پوچھا جب تمہارے باپ کا انتقال ہوا تو اس مملکت سے کیا ہمراہ لیگئے بولے کچھ نہیں مگر اپنے اعمال پھر
پوچھا تم آخر وقت کیا لیجاؤ گے بولے میں بھی کچھ نہ لیجاؤنگا سوا اپنے اعمال کے حضرت خضر نے کہا جب
جانتے ہو کہ کچھ نہ لیجاؤ گے سوا نیک کاموں کے تو پھر نیک کاموں میں کیوں نہیں مشغول ہوتے اور
یہ کہہ کر غائب ہو گئے خواجہ ابراہیم نے پوچھا لوگوں سے یہ کون شخص تھا اور کہاں گیا لوگ چاروں
طرف دوڑے مگر کسیکو نہ پایا - لاچار لوٹ آئے خواجہ ابراہیم تخت سے اترے اور دلمیں انکے ایک
وحشت پیدا ہوئی - پریشانی میں پھرنے لگے کاروبار ملک و بادشاہی کا مشکل ہے آسانی سے نہیں
چھوٹ سکتا سوچا کہ محل میں جاؤں شاید مجمع حرم و کنیزوں میں دل کو آرام و راحت آوے اور
یہ پریشانی کچھ رفع ہو مگر جب اندر گئے تو ہر عورت انکو شیر و مار کیطرح دکھائی دیتی تھی باہر نکل آئے
اور دلمیں سوچنے لگے کہ شکار کو جاؤں شاید سیر و تماشے میں پریشانی کچھ کم ہو گھوڑے آراستہ ہو کر
آئے ہمراہی تیار ہوئے سوار ہو کر شہر سے نکلے میدان میں ایک ہرن دیکھا اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا -
کچھ دور بھاگ کر وہ ہرن کھڑا ہو گیا اور منہ پھیر کر عبارت فصیح میں کہا یا ابراھیم اخلقت لھذا وامرت
بھذا یعنے اے ابراہیم کیا تو اسواسطے پیدا ہوا اور اس کام کا تجھ کو حکم ہوا ہے یہ آواز سنکر کھڑے ہو گئے
اور ہرن کا پیچھا چھوڑا پھر گھوڑے کے نیچے زمین سے آواز آئی کہ واللہ ماخلقت لھذا وما امرت
بھذا یعنے قسم خدا کی تو اس واسطے نہیں پیدا ہوا نہ اسبات کا تجکو حکم ہوا ہے پھر تو خواجہ ابراہیم کو
طاقت نہ رہی گھوڑے سے اتر پڑے اور تنہا جنگل کو چلے لشکر میں شور و واویلا پڑا سب نے جمع ہو کر
منت کی گھوڑا سواری کو پاس لائے خواجہ ابراہیم نے کہا میں نے ترک سلطنت کی جسکو چاہو یہ کام سپرد
کرو ہر چند فہمائش اور کوشش کی کچھ مفید نہ ہوئی - لوگوں کو لوٹا دیا تنہا رہ گئے وہاں جنگل میں ایک
ساربان تھا اسکی کملی اس سے مانگ لی اور لباس شاہی اسکو دیا پھر اس کملی کو بیچ سے پھاڑ کر گردن
میں ڈال لی اور بیابان کی راہ لی ایک جگہ جنگل میں ستر مرد مرقع پوش سر پر خاک ڈالی ہوئی پڑے
دیکھے حیران ہوئے یہ کیا معاملہ ہے ہر شخص کے پاس جا کر کان لگایا کہ کوئی بات سننے میں آئے
کسی کی آواز نہ سنی سب مرے ہوئے پڑے تھے یہ ہر ایک کو اسیطرح دیکھتے ہوئے جب شروع

درویش کے پاس آئے تو اُسنے سر اُٹھایا اور آنکھ کھولی اور کہا اے ابراہیم ہم ستر درویش محبت آلہی
میں مرقع پوش ہوکر نکلتے تھے۔ اور وعدہ کیا تھا کہ خدا کیواسطے سفر کریں اور کسی چیز سے خوش نہوں
سوائے جمال پروردگار عزشانہ کے جب اس بیابان میں پہونچے تو خواجہ خضرؑ ہم سے ملے اُن سے ملکر
ہمکو خوشی ہوئی اور دلمیں سمجھے کہ مُلاقات ایسے بزرگ سے ہوئی۔ یہ سفر ہمارا مقبول ہے اُسیوقت
غیب سے آواز آئی کہ اے مدعیاں کاذب کیا تم نے اقرار نہ کیا تھا کہ ہم کسی چیز سے سوائے مشاہدۂ جمال
واحد متعال کے خوش نہونگے اب کیسے ایک فقیر کے آنے سے خوش ہوئے۔ خضر کون ہے ہمارا
ایک بندہ ہے سو اس بات کے خوف سے سبنے وفات کی فقط مجکو باقی رکھا کہ تو آوے تو تجھ سے
یہ راز کہدوں اور یہ کہکر اُسنے بھی وفات کی والحمد للہ علیٰ ذلک ؁

مجلس یازدہم - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر
باتوں میں تھے اور شرح اس قول کی شروع کی تھی کہ کما تکونوا یولّی علیکم یعنے تم جیسے
ہوگے حاکم و والی بھی تمہاری اُسیطور کے مسلط ہونگے جب میں محفل میں حاضر ہوا اور احباب اپنے
اپنے مقاموں پر باطمینان بٹھہ گئے تو جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلام پھر سرے سے شروع
کرتا ہوں اور یہ قصّہ کہا ایک درویش تھا کسی شہر میں گیا دیکھا شہر خوب آباد و آراستہ ہے مکانات
مکلف عمدہ دورویہ دوکانیں طباخ و قصّاب و حلوائی و بزاز وغیرہ سامان والوں کے اسباب سے
بھرے ہیں بلند و پختہ کوچے صاف درویش نے دلمیں کہا کیا خوب یہ شہر ہے اسمیں کچھ مدّت رہنا
چاہئیے پھر کہا تحقیق کرلینا چاہئے۔ کہ بادشاہ یہاں کا کیسا ہے اسمیں ایک گروہ مسلمانوں کا قریب
آیا اُس نے اُن سے جاکر پوچھا اے بھائیو میں اس شہر میں ابھی آیا ہوں اسکو عمدہ و آراستہ معمور
و آباد دیکھکر چاہتا ہوں کہ یہاں سکونت کروں پھر دلمیں آیا کہ اول دریافت کروں بادشاہ یہاں
کا کیسا ہے فی الفور تم لوگ سامنے آئے اب مجکو حال بادشاہ سے مطلع کرو کہ خلق اللہ سے اُسکا معاملہ
کیسا ہے اُن سبنے کہا بادشاہ سنت جماعت عامل دیندار رعیت پرور ہے یہ کہکر وہ لوگ چلے گئے۔
بعد اُنکے ایک اور گروہ مسلمانوں کا آگے آیا اُسنے اُنسے بھی وہی سوال کیا اُنہوں نے کہا بادشاہ

یہاں کا ظالم مفسد جاہل رعیت آزار ہے درویش یہ اختلاف تقریر سُنکر حیران ہوا کہ میں کس گروہ
کے قول پر عمل کروں کہ ایک اچھا کہتا ہے دوسرا بُرا اسی حال میں ایک عالم متقی روبرو آیا درویش
نے اُس سے بڑھ کر کہا مولانا مجکو ایک مشکل واقع ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ میں کس گروہ کے کہنے پر عمل
کروں اور تمام ماجرا بیان کر دیا اُس عالم نے کہا دونوں کے قول پر عمل کر یہ بولا بڑی مشکل ہوئی۔
دونوں قول باہم مخالف ہیں دونوں پر کس طرح عمل ہو سکے عالم نے کہا شاہ صاحب جس گروہ نے
بادشاہ کو عادل رعیت پرور اچھا کہا ہے اُن لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے اچھا اور بہتر ہے اللہ
تعالیٰ نے اُنپر بادشاہ کو ساتھ نیکی کے مقرر کیا ہے وہ اُنپر عدل و مرحمت کرتا ہے اور جس گروہ نے
ظالم مفسد رعیت آزار کہا اُنکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے اچھا نہیں اللہ تعالیٰ نے اُنپر بادشاہ کو جابر کر دیا
ہے موافق مضمون اس حدیث شریف کے کہ کما تکونوا یولی علیکم ایک عزیز نے اہلِ محفل سے عرض
کی کہ ملفوظ حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز میں لکھا ہوا ہے کہ درویشوں کا مقولہ ہے
کہ جو دو گائے ذبح کرے اُسنے گویا دو خون کئے اور جو چار ذبح کرے گویا چار خون کئے اور چار گوسفند
ذبح کرے اُسنے گویا ایک خون کیا حضرت خواجہ نے فرمایا لفظ ہارونی نہیں ہے بلکہ ہرونی بلا الف کے
ہے اور ہرون نام اُس گانوں کا ہے جہاں کے حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز تھے پھر فرمایا
ایسے ہی بزرگوں کے حق میں آیا ہے کہ الرجال فی القری یعنے مرد گانوں میں ہوا کرتے ہیں اور اکثر
مشائخ اور مردانِ خدا گانوں میں ہوئے ہیں پھر فرمایا وہ ملفوظ اُنکا نہیں ہے میری نظر میں بھی
آیا ہے اُسمیں بہت ایسی باتیں ہیں کہ مناسب اُنکے ارشاد و علم کے نہیں پھر فرمایا میرے حضرت
پیر و مُرشد جناب سلطان الاولیا قدس سرہ العزیز فرماتے تھے میں نے کوئی کتاب تصنیف
نہیں کی اسواسطے کہ خدمت شیخ الاسلام حضرت فریدالدین رح اور شیخ الاسلام حضرت مولانا قطب الدین
رحمۃ اللہ علیہ اور باقی خواجگان چشت وغیرہ مشائخ جو داخل ہمارے شجرہ میں ہیں کسی نے کوئی تصنیف
نہیں کی ہے میں نے عرض کی فوائد الفواد میں ہے کہ ایک شخص نے جناب سلطان الاولیا قدس سرہ
العزیز کی خدمت میں عرض کی میں نے ایک معتبر سے سُنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے آپ کی تصنیف

سے ایک کتاب دیکھی ہے حضرت سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اُسنے غلطی کی میں نے
کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ہے اس واسطے کہ ہمارے خواجگان نے کوئی تصنیف نہیں کی یہ سنکر
حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے ارشاد کیا کہ واقعی جناب حضرت سلطان الاولیا نے کوئی کتاب نہیں
تصنیف کی پھر میں نے عرض کی کہ یہ جو رسالے اسوقت میں دستیاب ہوئے ہیں ملفوظات
حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ملفوظات حضرت شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کیا بڑے
حضرت کے وقت میں ظاہر نہوئے تھے خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ تھے اگر اُن حضرات کی
تصنیف سے ہوتے تو بڑے حضرت ذکر اُنکا فرماتے اور دستیاب ہوتے اور یہ حکایت فرمائی
کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کو صحبت ایک مجذوب کی رہی ہے اُسکا نام حرک تھا ایکبار
وہ مجذوب کسی شہر میں گیا اور جامع مسجد میں جاکر درمیان محراب کے سو گیا اُس مسجد کی چھت اور
دیواریں سب چوبیں تھیں نماز کیوقت موذن نے آکر پانوں پکڑے اُسکو کھینچا وہ جاگ اوٹھا اور
ایک آہ کی مُنہ سے آگ نکلنے لگی اور مسجد جلنے لگی اور مجذوب وہاں سے چل نکلا آگ شہر کے مکانوں
میں پہونچی اور شہر جلنے لگا حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ اُس شہر میں تھے آنسے لوگوں نے یہ حال
موکر کیا کہ ایک درویش مسجد جامع میں سوتا تھا موذن نے گستاخی سے اُسکا پانوں پکڑ کر کھینچا اُس
نے ایک آہ کی آگ اُسکے مُنہ سے نکلی اوّل مسجد میں لگی پھر شہر میں اور وہ درویش چلا گیا اب شہر جل
رہا ہے شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا وہ فقیر کدھر گیا لوگوں نے کہا فلانی طرف شیخ اُس
طرف گئے اور اُس سے ملے کہا اے درویش یہ شہر مجکو بخشدے بولا نہ بخشوں گا کہا مہربانی کرو اور
مجکو بخشد و بولا جاتا تھا نی شہر تجکو دیا اُنھوں نے کہا اور کچھ اسپر زیادہ کرو بولا دو ثلث دئیے شیخ لوٹ آئے
ایک ثلث شہر جلگیا تھا اور دو ثلث سلامت اور اُسیکے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ ایک بار حضرت
خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کسی گانوں میں پہنچے کہ وہاں آتش پرست رہتے تھے اور ایک گنبد نخچیہ
بناکر سالہا سال سے اُسمیں آگ جلاتے تھے اور بجھنے نہ دیتے تھے سب اُس آگ کو پوجتے اور تعظیم
کرتے جناب خواجہ نے اُس آتش خانہ کے پاس جاکر اُن آتش پرستوں سے کہا تم اتنی مدت سے اس

آگ کو پوجتے ہو کیا ممکن ہے کہ تم اسکے اندر جاؤ اور یہ تمکو نہ جلائے سب نے کہا یہ ہم سے نہیں ہوسکتا
حضرت خواجہ نے فرمایا اگر میں اسکے اندر چلا جاؤں اور آگ مجھ کو نہ جلائے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے وہ
بولے اگر تو اسکے اندر جاوے اور آگ تجکو نہ جلا جاوے تو بیشک ہم سب مسلمان ہو جاوینگے حضرت خواجہ
نے انکے ایک بچہ کو گود میں اُٹھالیا اور آگ میں گھسکر اسکے ساتھ آرام بیٹھ گئے وہ لڑکا آپ کے پہلو کے پاس
بیٹھ کر کھیلنے لگا آتش پرستوں میں ایک شور و غل ہوا سب جمع ہوئے اور انکی سلامتی دیکھ کر سب نے
کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوئے پھر حضرت خواجہ آتشکدہ سے باہر آئے۔ اور اس لڑکے کو بھی باہر لائے۔
ان لوگوں نے لڑکے سے پوچھا کہ آگ میں تیرا کیا حال تھا اس نے کہا میں ایک عمدہ باغ میں بیٹھا ہوا تھا
بعد اسکے کرامت اولیا میں بیان شروع کیا فرمایا کرامت بطریق دوام نہیں ہوتی اور بیشک مسئلہ کرامت
کا علما نے اس آیۃ شریف کلام مجید سے کیا ہے فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا وكفلها زكريا
كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يا مريم انى لك هذا قالت هو من عند الله یعنی ہر بار
کہ حضرت زکریا پیغمبر علی نبینا و علیہ الصلوات والسلام محراب بیت المقدس میں آتے حضرت مریم پارسا کے
پاس کھانا پینا موجود پاتے پوچھتے یہ کہاں سے آیا ہے حضرت مریم فرماتیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا
ہے پس ہر بار سوال حضرت زکریا کا اور جواب مریم پارسا کا اس وجہ سے تھا کہ حضرت مریم ولیہ تھیں اور
کرامت اولیا بطریق دوام نہیں ہوا کرتی سن بعد حکایت افک حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی بیان فرمائی کہ جب چند لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے اور عائشہ صدیقہ بھی وہیں تھیں آنحضرت
نے فرمایا یا عائشہ ان كنت الممت ذنبا فاستغفر الله فان العبد اذا تاب تاب الله عليه جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام سنکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت غمگین اور شکستہ خاطر ہوئیں
اور اپنے والد حضرت ابوبکر رضی سے کہا تم میری طرف سے آنحضرت کو جواب دو۔ انہوں نے کہا واللہ میں
نہیں جانتا کہ کیا جواب دوں آنحضرت کو پھر اپنی ماں سے بولیں کہ تم میری طرف سے آنحضرت کو جواب دو
انھوں نے بھی عذر کیا لاچار حضرت عائشہ صدیقہ بولیں کہ ان صدقت فلا تصدقونی وان كذبت فقصدقونى

یعنے اگر سچ کہونگی تو مجکو جھوٹا جانوگے اور جو جھوٹ کہوں تو سچا سمجھوگے اسی اثنار میں اثر وحی پیشانی مبارک
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حال دیکھ کر کہا عنقریب
اللہ تعالیٰ میرا سچا ہونا بیان فرماویگا۔ مگر ماں باپ حضرت عائشہ صدیقہ رض کے دونوں سجدہ میں گر پڑے
تھے اور بگریہ وزاری جناب باری میں دعا کرتے تھے کہ اے پروردگار ہماری عزت وناموس تیرے ہاتھ
ہے ہمکو مخلوق میں شرمندہ وبدنام نہ کرنا ادھر بعد نزول وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر کہا اے
عائشہ بشارت اور مبارکی ہو مجکو اور تمکو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں کہا۔
الحمد للہ لا بحمدک بحمد اللہ تعالےٰ یعنے شکر واحسان خاص اللہ پاک کا ہے اور اس آیتہ نے نزول فرمایا الذین
جاؤ بالافک آخر رکوع تک۔ پہر ان لوگوں پر جنہوں نے تہمت لگائی تھی حد قذف جاری کی اور مروی
ہے کہ زمانِ تہمت میں کہ ہنوز آیتہ برأت نازل نہوئی تھی اور صحابہ رنج وفکر میں تھے حضرت ایوب انصاری رض
نے اپنے گھر میں یہ قصہ اپنی بیوی سے بیان کیا کہ لوگوں نے تہمت حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی ہے
اُنکی بیوی نے سنتے ہی کہا واللہ یہ تہمت جھوٹی بنائی ہوئی ہے ایوب انصاری نے کہا جسبات کا
علم نہ ہو اسمیں قسم مت کھا اُنھوں نے کہا اے ایوب اگر بجائے عائشہ کے میں ہوں اور بجائے صفوان
کے تم تو کیا تم کو مجھ پر گمان ایسی بات کا ہوگا اُنھوں نے کہا ہرگز نہیں وہ بولیں واللہ عائشہ مجھ سے
پاک وصاف زیادہ ہیں پھر کہا اگر بجائے صفوان کے تم ہو اور بجائے عائشہ میں ہوں تو تمکو اپنے اوپر
ایسی بات کا گمان ہوگا کہا نعوذ باللہ ہرگز نہوگا بولیں واللہ صفوان تم سے زیادہ پاک وبہتر ہے ایک
دوست محفل میں حاضر تھا عرض کی میں نے کتاب منہاج العابدین میں ایک بات دیکھی ہے وہ
مجھ کو بہت مشکل معلوم ہوئی ہے اوّل لکھا ہے کہ التعلق بالاسباب حمق وجہل بعد اسکے لکھا ہے کہ
سالک راہِ حق کو اگر شیطان وسوسہ ڈالے کہ تیرے اہل وعیال میں اگر تونے توکّل کیا تو وہ سب خراب
ہوجاوینگے تو جواب اسکا یہ ہے کہ سمجھے میرے فرزند وعیال یا اولیا رہیں یا اشقیا اگر اشقیا وبدبخت
ہیں تو مجکو اُنکا کچھ غم نہیں اور اگر اولیا روصالحین ہیں تو وہ سایہ عنایت آلہی میں ہیں میں کیوں اُنکا غم
کروں اُنکا مددگار تو خداوند کریم ہے پھر جناب خواجہ نے فرمایا کہ کسب کرنا مانع توکّل کا نہیں ہے اگر کوئی

عیالدار کچھ کسب کرے اور نظر اُسکے دل کی اُس کسب پر نہو بلکہ اللہ تعالی کیطرف ہو تو وہ متوکل ہے اور اگر کسب کرتا ہے اور نظر دل کسب پر ہے تو ایسا تعلق اسباب کا حمق اور جہالت ہے اور یہ آیت شریف

پڑھی وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝ اور اس پر یہ حکایت امام طائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائی کہ آپ سفر حج میں ہمراہ ایک قافلہ کے گئے تھے - قافلہ راہ بھولکر ادھر طرف پھرتا تھا اُنکی نگاہ ایک حبشی پر پڑی کہ دامنِ کوہ میں بیٹھا تھا بہ نہ پشت شکم سے لگا ہوا آپ اُس حبشی کے پاس گئے اور پوچھا ہم کس طرف جاویں اور راہ کدھر ہے اُس نے راہ بتائی اُنھوں نے دلمیں کہا یہ حبشی بیابان میں رہتا ہے بھوکا معلوم ہوتا ہے کچھ کھانا اسکے پاس لیجاؤں شاید یہ کھا کر سیر ہووے پھر قافلہ سے خشک روٹیاں جمع کرکے اُسکے پاس لیگئے حبشی یہ دیکھ کر اُنپر گرم ہوا اور منہ لیکر کہا اے فلانے یہ کیا حرکت ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوے کہ اُس نے میرا نام کیسے جانا - اُس نے کہا تو اس خدمت سے خوش ہوا نہیں جانتا کہ حق تعالی بلا واسطہ تیرے مجھکو ہمیشہ رزق پہونچاتا رہتا ہے انھوں نے تعجب کیا اور دلمیں کہا کیا قوت ایمان اور توکل پورا اسکا ہے حبشی نے انکے اس خطرہ سے مطلع ہوکر کہا کہ کیا تعجب کرتا ہے اگر بندگانِ خدا کہیں تو یہ سب پہاڑ اپنی جگہوں سے چلنے لگیں ہنوز اُسنے یہ بات پوری نہ کی تھی کہ سب چلنے لگے اُس نے دیکھ کر کہا میں بات کہتا ہوں تمکو حکم نہیں کرتا اپنی جگہ پر ٹھیرے رہو وہ پہاڑ ٹھہر گئے مقصود یہ ہے کہ جو اللہ تعالی پر توکل کرتا ہے اللہ تعالی اُسکو ہر کام میں کافی ہوتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ والحمد للہ رب العالمین۝

حکایت

مجلس دوازدہم - سعادت قدمبوس میسر ہوئی پہلے یہ فرمایا کہ اسوقت زیارت شیخ الاسلام حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے آیا ہوں اور یہ بات بڑے ذوق شوق سے کہی پھر کچھ دیر مراقب و خاموش رہے تا حق تعالی شانہ کیا کہلواتا ہے اسی درمیان میں ایک عزیز نے سوال کیا کہ یہ حال جو درویشوں کو ہوا کرتا ہے کہاں سے ہے اور کسطرح ہوتا ہے آپ نے فرمایا حال نتیجہ اعمال ہے اور عمل دو قسم ہیں عمل جوارح اور یہ ظاہر ہیں دوسرا عمل قلب اور اس عمل کو مراقبہ کہتے ہیں والمراقبۃ ان تلازم قلبك العلم بان اللہ تعالی ناظر الیك پھر فرمایا اول انوار علم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے

ہیں پھر اُنکا اثر دلوں پر پڑتا ہے اِسکے بعد جوارح پر اور اعضا کہ تابع دل کے ہیں جب دل متحرک ہوتا ہی
اور اعضا بھی حرکت کرتے ہیں پھر فرمایا جب آدمی کو انابت ظاہر ہوتی ہے تو اگر بسبب ندامت کے
معصیت سے ہے تو جانے منشا اس ارادت کا ظاہر قلب ہے اور اگر شوق و ذوق سے ہے تو منشا
اُس ارادت کا باطن قلب ہے اور اگر اِس انابت کے بعد ترک ماسوی اللہ پیش آوے تو منشا اُس ارادت کا
لطیفہ سِر ہے اُسپر عبادت عوارف کی ارشاد فرمائی کہ للمبتدی صاحب وقت وللمتوسط صاحب حال المنتہی
صاحب انفاس اور عزیزونکو یہ بات مشکل معلوم ہوئی مطلب دریافت کرنے لگے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اوّل توجہ اُس سائل کیطرف فرماکر کہا کہ اوّل تم کہو اس بارہ میں کیا سُنا ہے عوارف پڑھی ہے
یا نہیں اُسنے کچھ بیان کیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمایا کہ المبتدی صاحب وقت کیا معنے
صوفی مبتدی وہ ہے کہ اپنا وقت غنیمت جانے اور خیال کرے کہ سوا اُسکے اور وقت پاتا ہوں یا
نہیں اور اپنے اُس وقت کو غنیمت سمجھکر تلاوت یا نماز یا فکر میں صرف کرے اور جب سالک حفظ
اوقات پر مستقیم ہوا اور اپنے اوقات کو انواع عبادات و ریاضات سے معمور کیا اور استقامت پائی
تو امید ہے کہ اب صاحب وقت ہوجاوے اور مواہب نتیجہ مکاسب کے ہیں اور حال اثر اُن انوار کا ہی
جو علم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں پھر انکا اثر دلونپر پہونچتا ہے اور دل سے طرف اعضا کے
سرایت کرتا ہے اور حال پر طریق دوام نہیں ہوتا کہ الوقت سیف قاطع وارد ہے اور اگر حال کو دوام
ہو تو وہ مقام ہوجاتا ہے پھر فرمایا منتہی صاحب انفاس ہے اور ارباب طریقت نے ایک اور معنے
بھی کہے ہیں یعنی جو کچھ وہ کہے یا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ وہی کردیتا ہے پھر کہا یہ باتیں اصطلاح سے
متعلق ہیں بعض مشائخ کی اصطلاح میں صاحب وقت اِسکو کہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً اِسکو حال پیدا ہوا کرتا ہے
مگر غالب نہیں ہوا کرتا سو یہ یعنی المبتدی صاحب وقت کے ہیں اور متوسط صاحب حال اُسکو کہتے ہیں کہ حال
اسکو غالب ہو یعنے اکثر اوقات اُسپر حال ظاہر ہوا کرے والمنتہی صاحب انفاس صاحب انفاس اُسکو
کہتے ہیں جسکو حال مقارن انفاس ہوجاوے وہ نہیں سمجھتا کہ حال کوئی دم مقارن اُسکے نفس کا
نہیں ہے گویا حال اُسکا مقام ہوگیا ہے اور یہ فرماکر سرد سانس لئے اور یہ حدیث شریف پڑھی۔

ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا یعنے تحقیق تمہارے پرور دگار کو تمہارے ایام روزگار میں خوشبوئیں ہیں پس ان کے ساتھ اور فرمایا یہ امور وجدانی ہیں جب عبادت میں شب بیدار رہیں تو صبح کو بوئے خوش محسوس ہوتی ہے پھر فرمایا اگر درویش رات کو بھوکا سووے اور آخر شب کو عبادت میں جاگے اور ایسا مشغول بخدا ہو کہ تعلق باطن اسکا کسی چیز سے نہ ہو تو نزول انوار کا ارواح پر مشاہدہ کرتا ہے خواہ اسیوقت کوئی جاوے اور ترک علایق کرکے مجاہدہ کرے بیشک یہ احوال اسپر ظاہر ہونگے اسمیں انشاءاللہ تعالیٰ کچھ شبہہ نہیں اور اسکے مناسب یہ شعر پڑھا ۔

شعر

نظر در دیدہا ناقص فتاد است	وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

پھر فرمایا اصل کار محافظت نفس کی ہے مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ رکھے یعنے سانس روکے تا جمعیت باطن حاصل ہو جب سانس لیگا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پاویگا ایک عزیز نے پوچھا کہ سانس بزور روکے یا خود رک جاوے فرمایا اول میں خود روکے اور اسمیں مبتدی کو سعی و کوشش چاہیئے بعد کو سانس خود رکنے لگتا ہے مراقبہ میں اسیواسطے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو سانس گنے ہوئے لے کہ ایک معنی المنتہے صاحب نفس کے بھی کہی ہیں اور گروجوگیوں کے جنکو سدہ کہتے ہیں سانس گنے ہوئے لیا کرتے ہیں یہ کہکر پھر ایک آہ سرد سینہ مبارک سے لی اور فرمایا ہماری تمہاری مثال اس بھوکے درویش کی سی ہے کہ روبرو دوکان باورچی کے جاوے اور پختہ نعمتیں دیکھ کر انکی خوشبوئیں سونگھنے لگے رفیق سے کہے تیرے پاس قیمت ہو تو خرید کر کھا اب مجھ کو فرصت مشغولی اور اور خلوت کی نہیں ہے دن بھر مخلوق کے ساتھ رہنا چاہیئے بلکہ قیلولہ بھی میسر اکثر نہیں ہوتا بارہا قیلولہ کرنا چاہتا ہوں جگا دیتے ہیں کہ فلانہ آیا ہے اٹھئے اور تم لوگوں کو کہ فرصت ہے کیوں مشغول نہیں رہتے اسپر میں نے عرض کی کہ ہر چند جناب کا ظاہر خلق سے مشغول معلوم ہوتا ہے مگر باطن شریف ہمیشہ حق سے مشغول ہے پھر فرمایا اگر شب بیدار رہوں تو البتہ کچھ ذکر و شغل یا وظیفہ ادا ہوتا ہے مگر دن میں ہرگز کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن عنایت ربانیہ سے ناامید نہیں ہوں اور یہ بات نہایت شکستہ دلی سے

فرماکر گریہ کیا اور یہ بیت پڑھی **شعر**

این دلو تھی کہ درچہ انداختہ ام	تا اُمید نیم کہ پربرآید روزے

بعد اسکے گفتگو وصول الی اللہ اور طمانیت قلب کے ذکر میں آئی فرمایا نظر دل پر رکھ کر اور دلکو طرف حق کے متوجہ کرکے اور غیر حق کو دل سے نفی کرکے واسطے مشغولی کے بیٹھنا چاہئے۔ تب دیکھ کیا کچھ حاصل ہوتا ہے اور اس باب میں یہ حکایت فرمائی کہ ایک درویش سے پوچھا تمنے مشغولی کس سے سیکھی ہے کہا گربہ سے اس واسطے کہ دیکھا ہے تمنے بلی چوہے کے بل پہ ایسی حاضر اور متوجہ ہوکر بیٹھتی ہے کہ دُم اور مونچھ تک بال اسکے نہیں ہلتے +

مجلس ستیر دھم

سعادت پابوس حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکر اللہ تعالیٰ بالخیر باتوں میں تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ علماء طریقت کے نزدیک اگر حضوری نہو تو نماز روا نہیں اور اسکو قیاس ایک مسئلہ شرعی پر کیا ہے کہ اگر امام یعنی والی مسافر ہے تو حکم مقتدی کا بھی وہی ہوتا ہے اگرچہ اسنے نیت اقامت کی کری ہو اور اگر امام مقیم ہے تو مقتدی بھی مقیم ہوتا ہے اگرچہ نیت سفر کی کرے یہی حال دلکا نسبت اور اعضاء کے ہے حسب ارشاد جناب نبوت مآب کے ان فی جسد ابن آدم مضغۃ اذا صلحت صلح جمیع البدن واذا فسدت فسد جمیع البدن الا وھی القلب فرمایا دل امیر دراعضاء کا ہے اور قبلہ دل کا ذات پاک حق سبحانہ کی ہے اور قبلہ جوارح متابعت دل کے ہے پس جب دل اپنے قبلہ سے منھ پھیرے تو اور سب اعضا بھی پھر جاتے ہیں پھر فرمایا ایک بزرگ سے پوچھا کہ اگر مصلے کے اوپر نماز میں دل پر دنیا کا خیال گذرے تو کیا واجب آتا ہے اور اگر عقبیٰ کا خیال آوے تو کیا واجب ہوگا اس نے کہا اگر دُنیا گذری تو وضو واجب ہوتا ہے کہ دُنیا مُردار ہے الدنیا جیفۃ مُردار چیز کو اگر لیں سوچے جو مقام مناجات کا ہے ساتھ حق کے یا نہ سوچے دونوں حال میں وضو کافی ہوگا اور اگر عقبے کا خطرہ گذرے جو مطلوب زہاد وعباد کا ہے تو بہ نظر تشدید میں کہتا ہوں غسل لازم آویگا پھر حال استغراق کا نماز میں فرمایا کہ ایک بار سخت کانٹا پائے مبارک حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ میں چبھ گیا تھا اور درد اذیت کرتا تھا لہٰذا اُسکو نہ نکال سکتے تھے لوگوں نے باہم صلاح کی کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں تو کانٹا نکالنا جب حضرت

اسیر نے نماز میں سجدہ کیا لوگوں نے وہ خار پائے مبارک سے نکال لیا اور آپکو کچھ خبر نہوئی سبحان اللہ کیا
استغراق ہے کہ خار محکم پانوں سے نکالیں اور آپکو خبر نہ ہو پھر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے اُنکے چھوٹے بھائی شیخ احمد نے
آکر سلام کیا۔ امام نے کچھ جواب ندیا جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو بھائی پر عتاب کیا کہ میں تلاوت میں تھا مجھے سلام کیوں کیا انہیں
باتوں کیواسطے علم سیکھتے ہیں آپکے بھائی شیخ احمد نے علم زیادہ نہ پڑہا تھا مگر نہایت صاحب کشف تھے انہوں نے یہ سنکر کہا کہ ای بھائی جس
وقت میں نے آپکو سلام کیا تھا آپ اُسوقت ہو چکی دوکانوں میں تھے اور واقعی ایسا ہی تھا کہ سوق ایکے کشف امام حجۃ الاسلام کا
خیال اُسطرف گیا تھا میں نے بعد تمام اس حکایت کے خدمت مخدوم میں عرض کی کہ وفور علم امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا تو معلوم ہی مگر
انکا خطاب حجۃ الاسلام نہ معلوم کیسے ہوا کسی بادشاہ کا دیا ہوا یا کسی اور کا فرمایا اُسوقت کے علما نے انکو اپنی تحریر وں
میں حجۃ الاسلام لکھا ہے اور اُسوقت کے اکثر علما اُنکے شاگرد تھے پھر فرمایا جب سالک کامل ہوجاتا
ہے تو اُسکو قوت طیران کی حاصل ہوجاتی ہے خواہ عالم علوی میں ہو خواہ سفلی میں اور اعضا چونکہ تابع قلب کے
ہیں اور قلب تابع روح کا ہے جہانتک روح طیران کرتی ہے قلب و جوارح بھی وہاں تک طیران کرتے
ہیں پھر اُسی معنے میں یہہ حکایت فرمائی کہ غزنی میں محمود نام ایک دیوانہ تھا سید اجل غزنی کہ شغل تولیت
بھی اُسکو مفوض تھی اُس دیوانہ کا معتقد ہوگیا ایکبار وہ سید اجل متولی مدارس اُس دیوانہ کے پاس آیا
دیوانہ نے اُس سے کہا اے سید آج بعد نماز عشا کے کنجیں مدارس کی اپنے خود ہاتھ میں لیکر جانا اور ہر
حجرہ کو خود کھولکر اندر جانا سید نے یہہ بات قبول کی اور پہر رات گئے کنجیں مدارس کی خود اپنے ہاتھ میں
لیکر گھر سے نکلا پہلے قریب کے مدرسہ کو جاکر کھولا جب اندر گیا دیکھا محمود دیوانہ محراب کے روبرو بیٹھا ہوا ہے۔
قرآن شریف رحل پر روبرو کھلا رکھا ہے اور عمدہ قندیل روشن ہے تبرتیل و مشغولی تمام تلاوت میں
مشغول ہے سید خاموش وہاں سے لوٹ آیا اور دوسرے مدرسہ میں گیا وہاں بھی محمود دیوانہ کو اُسی
طرح دیکھا قصہ مختصر کہ سب مدرسوں میں گشت کی یہی حال معاینہ کیا پھر کلام مکان میں واقع ہوا کہ روا ہے
ایک شخص ایک وقت میں مشرق میں بھی ہو اور مغرب میں بھی یا ایک مکان کے متعدد گوشوں میں
موجود ہو مگر علما نے فرمایا ہے کہ اعتقاد کرنا ایک شخص کا ایک وقت دو مکانوں میں نہ چاہئے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

مجلس چہاردہم - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی - ایک شخص موضع سامانہ سے آیا تھا - جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکا سال دریافت کیا وہ بھائی مولانا فخر الدین زرادی کا تھا ارشاد فرمایا کہ میں اور مولانا فخر الدین ایک جگہ پڑھتے تھے مگر مولانا کا عقیدہ درویشوں سے نہ تھا ایکدن میں نے مولانا سے کہا کہ ایکبار میرے ہمراہ جناب مستطاب شیخ معظم سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں چلو مولانا نے کہا وہاں جاکر کیا کرونگا اور اُنکی ملاقات سے مجکو کیا حاصل ہیں نے مکرّر سہ کرّر کہا اور ہمراہ چلنے میں بہت اصرار کیا تو اُنھوں نے قبول کیا جب ہم دونوں خدمت فیضدرجت شیخ میں گئے تو حضرت نے فوائد علمی بہت بیان کئے یہاں تک کہ مولانا شیخ کی حسن تقریر اور بیان شافی سنکر حیران ہوگئے - جب ہم خدمت سے لوٹ آئے تو کہا آکر میں نے پوچھا مولانا کہو رنجی ہوئے یا نہیں کہا بھائی بیشک تم حق پر تھے اور میں باطل پر بعد چند روز کے مولانا نے کہا شیخ کیخدمت میں چلنا چاہیے - غرضکہ جاکر مرید ہوئے اور قصر کیا بعد چند مدت کے محلوق ہوئے پھر فرمایا کہ ان مولانا فخر الدین کیواسطے قبل مرید ہونے سے اُنکی والدہ ضعیفہ نے اپنے بھائی کی لڑکی سے منگنی کی تھی اور وطن قدیم انکا سامانہ تھا جب یہ وہاں سے دھلی آئے اور بیعت کی تو خرم نکاح فسخ کیا لڑکی والوں نے اُنکی طلب میں خط لکھا کہ سامانہ میں آکر شادی کرو اور لیجا ؤ یا جواب دو کہ لڑکی مقید بیٹھی ہے کسی اور جگہ اسکی شادی کردیں مولانا نے شادی سے انکار کیا اور اقارب مولانا بھی یہ نکاح نہیں چاہتے تھے فقط اُنکی والدہ مصر تھیں کہ اگر یہاں شادی نہ کریگا تو میں دودھ نہ بخشونگی لہذا وہ حیران و پریشان ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا یہ قصہ میرے نکاح کا حضرت شیخ کی خدمت شریف میں عرض کیا آپ ارشاد فرماتے ہیں مینے ایک دن مقرر کیا اور اُس روز ہم دونوں خدمت بابرکت شیخ میں حاضر ہوئے حضرت نے باتیں شروع کیں اور جب آپ تقریر فرماتے تو سب لوگ ایسے اُدھر متوجہ ہوتے تھے کہ سب باتیں بھولجاتے کچھ یاد نہ رہتا کہ دلمیں کیا تھا میں بھی ایسا محو ہوا کہ مولانا کا کام عرض کرنا بالکل بھول گیا ہرچند دو تین بار مولانا نے اشارہ کیا مگر میں شیخ کی باتوں میں ایسا محو تھا کہ کب مجکو کوئی بات یاد آتی یہاں تک کہ اُٹھتے وقت مولانا نے میرے زانو پر یاد دہانی کیواسطے ہاتھ رکھا تب

مجکو انکا کام یاد ہوا میں نے بڑہ کر عرض کی کہ مولانا کی وطن میں پہلے منگنی ہوگئی تھی اب انکو لڑکی والوں
نے خط لکھا ہے کہ آکر شادی کرو اور مولانا کے سب اقارب وہاں کی شادی سے راضی نہیں مگر انکی والدہ
کہتی ہیں جبتک تو وہاں شادی نہ کریگا میں تو دودھ نہ بخشونگی حضرت شیخ نے فرمایا مولانا کیا کہتی ہیں وہاں
شادی سے راضی ہیں یا نہیں میں نے عرض کی یہ رضی نہیں اور انکار صاف کرتے ہیں پھر جناب شیخ نے
پوچھا کہ وہیں سے انکار شادی ہے یا اور جگہ سے بھی مولانا نے خود جواب عرض کیا کہ میرا ارادہ اور کہیں
بھی شادی کا نہیں ہے یہ سنکر حضرت شیخ نے ایک مصلا سفید نکلوا کر مولانا کو دیا اور فرمایا اپنی والدہ سے
میرا سلام کہنا اور یہ جانماز میری طرف سے انکو دینا اور سوا اسکے اور کچھ نہ فرمایا مجلس برخاست ہوئی ہم
اپنے گھر آئے دوسرے دن میں نے مولانا سے پوچھا کہو کیا حال گذرا انہوں نے کہا جب میں گھر میں گیا تو
اپنی والدہ سے کہا کہ لو خدمت شیخ نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ مصلا عنایت فرمایا ہے وہ یہ سنکر اٹھیں
اور تعظیم کر کے اس مصلے پر دوگانہ نفل کا پڑہا اور یکایک یہی کہنا شروع کیا کہ میں جانتی ہوں تو یہ شادی
ہرگز نہ کریگا جا میں تجھ سے خوش ہوں اور تیری رضا سے راضی میری طرف سے کچھ اندیشہ نہ کر۔
والحمد للہ رب العالمین ؎

مجلس پانزدہم ۔ سعادت قدم بوس حاصل ہوئی ایک عالم ہدایہ اور بزدوی اور کشاف پڑہا
ہوا بیعت کو آیا تھا اور اس سعادت سے شرف اندوز ہو کر محلوق ہوا بعد اسکے جناب شیخ نے باب
تصوف میں یہ فائدہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی طریقت میں داخل ہو اسکو چاہیے آستین چھوٹی
کرے اور دامن اونچا رکھے اور سر منڈوائے آستین چھوٹی کرنا اسواسطے ہے کہ جب صوفی سلوک میں آیا
تو اوسکو ہاتھ قلم کرنا چاہیے تا انکو مخلوق کے آگے نہ پھیلائے اور جو چیز یا کام نہ کرنے کا ہو وہ ہاتھ میں
نہ اسکو ہاتھ لگائے لیکن ہاتھ قلم کرتا ہے تو بہت سی عبادتوں سے محروم رہیگا چنانچہ وضو غسل مصافحہ نہ
کر سکیگا تو اب کیا کرے جو چیز ہاتھ سے قریب ہے یعنے آستین اسکو کچھ کاٹے تا اسکو یاد رہے کہ تو بے دست
ہے گویا تیرا ہاتھ قطع ہو گیا ہے بعد اسکے ہاتھ کیسکے آگے نہ پھیلائے نہ لینے کی چیز کو ہاتھ لگائے اور دامن
اونچا کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ جب صوفی طریقت میں آتا ہے تو اسکو لازم آتا ہے کہ اپنے پانوں قطع

تا بُری جگہ نہ جائے اور محلِ معصیت میں نہ داخل ہو لیکن اگر پانوں کاٹتا ہے تو ثواب جماعت و جمعہ اور بہت
بھلائیوں سے باز رہیگا اب کیا کرے تو جو چیز پانوں کے پاس ہے یعنے دامن کو تاہ کرے گویا پانوں کاٹتے
ہیں اور سر منڈانے میں یہ اشارہ ہے کہ جب طریقت میں آیا تو لازم ہے کہ اپنا سر کاٹ ڈالے اسواسطے کہ
اوّل قدم راہِ حق میں سر بازی ہے لیکن اگر سر کاٹتا ہے تو مر یگا سب چیزوں سے محروم رہیگا کیا کرے کہ
سر ترشوائے گو سر کٹایا تو جیسے سر بریدہ سے کچھ کام نہیں ہوسکتا یوں ہی سر منڈوانے ہوئے سے بھی کوئی
امر خلاف شرع ظہور میں نہ آوے اور خیال رکھے کہ میں نے راہِ خدا میں سر کٹایا ہے دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے
کہ نیچے ہر بال کے شیطان ہے اور یہ آیتہ شریف پڑھے انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم سو
جسنے سر ترشوایا گویا اُس نے خانہ شیطان کا خراب کیا پھر فرمایا اگلی امتوں پر توبہ ساتھ قتل نفس کے ہوا
کرتی تھی چنانچہ فرمایا ہے فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم بعد ہ ارشاد کیا بعض کتابوں میں ہے کہ یہ آیت
منسوخ نہیں کہ توبہ اگلی امتوں کے ساتھ قتل نفس کی تھی اور امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی توبہ یہ مقرر ہوئی کہ گناہوں سے نادم ہو کر آئندہ کو ترک معاصی پر منضبط رہے تو جو شخص ترک شہوات
ولذات کرتا ہے وہ معنے میں اپنے نفس کو قتل کرتا ہے والحمد للہ رب العالمین ۞

مجلس شانزدہم ۔ سعادت قدمبوس میسر ہوئی مولانا کمال الدین علامی آپ کے بھانجے نے
سوال کیا کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ مقام مشاہدہ مقام ذکر سے افضل ہے خواجہ
ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا وجہ اسکی یہ ہے کہ کوئی ذکر ہو وہ متضمن سوال کو ہے اگر یا رزاق کہیگا تو گویا سوال
رزق کا کرتا ہے اور جو یا غفور کہیگا تو مغفرت کا سوال کرتا ہے اسیطرح سب صفات میں سوال ہے اور
اگر یا اللہ کہیگا تو یہ خود جامع جمیع صفات کمالیہ کا ہے لہذا مشاہدہ ذکر سے افضل ہوا بندہ نے عرض
کی کہ ذکر قلب کس طرح ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب حضرت خواجہ نے فرمایا
مُراد اِس سے ذکر لسانی ہے مگر ساتھ حضوری دل کے یعنے جب زبان سے ذکر میں مشغول ہوگا تو دلکو
اطمینان حاصل ہوگا پھر فرمایا کوئی ذکر ہو زبانی یا قلبی اُسمیں سوال ہی ہے میں نے عرض کی کیا سوال جناب
باری عز شانہ سے خلاف ادب ہے اگر بندہ اپنے پروردگار سے سوال نہ کرے تو کس سے کرے اس پر

جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث قدسی ارشاد فرمائی اذا شغل عبدی طاعتی عن الدنیا اعطیتہ افضل
ما اعطی السائلین ۔ کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یعنے جب بندہ میرا
دُعا سے میری عبادت کیطرف مشغول ہوتا ہے یعنی دعا چھوڑ کر عبادت کرتا ہے تو میں اُس بندہ کو بہتر اور
زائید دیتا ہوں اُسے جو دیتا ہوں سوال کرنیوالوں کو جبکہ دعا چھوڑ کر طاعت میں مشغول ہو لہذا مقام
مشاہدہ فکر سے افضل ہوا پھر فرمایا ذکر میں طلب ہے اور مشاہدہ اور حضور میں طلب نہیں ایک عزیز نے
عرض کی نہ معلوم یہ کلام حدیث ہے یا قول کسی بزرگ کا کہ الفقیر لا یسأل عن اللہ تعالے استحیاءً ولا عن
الناس استکفاءً یعنے فقیر سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ سے تو بہ باعث شرم و حیا کے کہ میں نے کونسا عمل
خیر کیا یا کونسی عبادت کا حق بجا لایا کہ سوال کروں اور لوگوں سے بھی نہیں سوال کرتا کہ معطی و مانع اور
قابض و باسط پروردگار عالم جل جلالہ ہے آدمی کیا چیز ہے جو اُس سے کچھ چیز کا سوال کرے پھر میں نے عرض
کی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم اور کلمات قدسیہ میں ہے انا جلیس من ذکرنی یہ مقتضے
اسکا ہے کہ ذکر افضل ہو مشاہدہ سے فرمایا حضور متضمن ذکر کو ہے کہ ذکر روح عبادت حضوری سے ہے
مگر ذکر میں کبھی حضور ہوتا ہے کبھی نہیں بعدہٗ فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء العلوم نے فرمایا
ہے ذکر اللسان لقلقۃ وذکر القلب وسوستہ وذکر الروح مشاهدة والحمد للہ رب العالمین ✦

مجلس ہفتدھم

سعادت قدم بوس حاصل ہوئی ایک مُرید خدمت میں حاضر تھا آپ
فرما رہے تھے کہ مشائخ سلف مُریدوں کو تاکید قلّت طعام اور قلت کلام اور قلت صحبت کی انام
سے کیا کرتے تھے کہ ہمیشہ خلوت میں رہے پھر فرمایا پانوں توڑ کر ایک گوشہ میں مشغول رہے اُس مرید نے
عرض کی کہ فدوی ہرگز گھر سے باہر نہیں جاتا اگر جاتا ہوں تو زیارت بزرگان طریقت کو یا قدمبوسی جناب
خواجہ کو فرمایا میں یہ جانتا ہوں مگر ہر دم مشغولی چاہیئے اگر مراقبہ میں ذوق پاوے تو مراقبہ کرے اور اگر
ذکر میں ذوق دیکھے تو ذکر کرے پھر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا
جمال الدین قصر تحانی اور مولانا شرف الدین علیہم الرحمۃ خدمت میں حضرت شیخ طاب ثراہ کے حاضر
ہوئے شیخ علیہ الرحمۃ نے مولانا حسام الدین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر کوئی ہر روز صائم اور ہر شب

قیام لیل کرے تو ایک بیوہ عورت کے برابر کام کیا کہ یہ عبادت بیوہ عورت بھی کر سکتی ہے مگر وہ مشغولی کہ بندگانِ
خدا اُسکے واسطے سے قربِ الٰہی تک پہونچے ہیں وہ اس مشغولی اور عبادت کے سوا ہے مولانا حسام الدین
وغیرہ احباب منتظر ہوئے کہ حضرت خواجہ شاید اسوقت اُسکا بیان فرماوینگے مگر اُس مجلس میں جناب
نے کچھ ارشاد نہ فرمایا فقط اُسیقدر کہا کہ تم سے اِسکو بیان کرونگا اُسکو قریب چھ مہینے کے گذر گئے بعد
اسکے پھر مولانا حسام الدین اور بھی احباب ایکدن حاضر خدمت فیضدرجت تھے اور اُسوقت محمد کاتب
صاحب سلطان علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی کہ مُرید حضرت خواجہ کا ہوا تھا آیا اور زمین بوسی کرکے
بیٹھا ہوا تھا حضرت نے اُس سے پُوچھا کہاں تھے اُسنے عرض کی بارگاہِ سلطانی سے حاضر ہوا ہوں
آج جناب بادشاہ نے پچاس ہزار تنکہ کم و بیش بندگان خدا کو بطریق انعام بانٹے ہیں حضرت خواجہ نے
یہ سُنکر مولانا حسام الدین کیطرف مُونھ کیا اور فرمایا کہو انعام سلطان بہتر ہے یا ایفائے وعدہ جو
تم سے کیا ہے سب احباب نے سر جھکا کر عرض کی کہ وفائے وعدہ بعد اُسکے جناب خواجہ قدس سرہٗ
العزیز نے ارشاد فرمایا کہ سالکوں کی مشغولی مبنی چھ چیز و نیر ہے **اوّل** خلوت وہ بھی ایسے کہ باہر نہ نکلے
مگر بواسطے نکان و تنگدلی و قبض فیضان اور ضروریات طہارت وغیرہ کو **دوسرے** وضو ہمیشہ
تاکہ اگر غلبہ خواب سے سُو گیا تو اٹھکر فی الفور وضو کر لیا کرے کہ دوام طہارت میں خلل نہ واقع ہو۔
تیسرے صوم دوام **چوتھے** سکوت دائمی یعنی غیر ذکر و قرارت سے خاموش رہے **پانچویں** دوام
ربط دل کا شیخ کیساتھ جو عبارت ہی تعلق سے مُریدکے دل کی شیخ کی طرف **چھٹے** مٹانا خواطر و خیالات
غیر حق کا والحمد للہ رب العالمین ۔

مجلس ہیجدہم - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی - میں نے عرض کی کہ اس شہر میں میرا
دل کسی چیز سے متعلق نہیں - مگر جو کچھ تعلق ہے وہ روضہ متبرکہ حضرت شیخ طاب ثراہ سے ہے
یا اس محفل فیض شمائل جناب سعادت مآب سے کہ براہ نوازش آپ کبھی مجکو قلندر خطاب فرماتے
ہیں کبھی صوفی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا کہ صوفی جب تک سلوک نہ کرے اور قطع
منازل نہوں حد مقصود کو نہیں پہونچتا جیسے کوئی اگر ایک جگہ بیٹھا رہے راہ نہ چلے اور چاہے منزل کو

پہنچوں توکب پہنچیگا اور فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جاھدوا شرط ہی لنھدینھم اسکی جزاہے
شرط کی تحقیق غذا کیسے وجود میں آئے بعد اسکے فائدہ مجاھدہ کا بیان کیا کہ حاصل مجاہدہ کیا ہی جاننا
چاہئے کہ فائدہ مجاہدہ کا صرف القلب عن التفات لغیر اللہ الی الاستغراق فی طاعت اللہ ہے یعنی پھرنا
دل کا غیر خدا سے طرف استغراق کے طاعت خدا میں بعدہ فرمایا یہ سر کلمہ لا الہ الا اللہ کا ہے صرف
قلب غیر اللہ سے حاصل نفی کا ہے اور استغراق فی طاعت اللہ حاصل اثبات میں نے عرض کی کہ
تبصدق خواجہ کے یہ بندہ مشغولی رکھتا ہی لیکن صوم صوم ممکن نہیں کہ ہوا دہلی کے موسم گرما میں معلوم
ہے گویا آگ برستی ہے وسبب تشنگی زیادتی کرتی ہے فرمایا اے درویش اگر روزہ نہیں رکھہ سکتا تو تقلیل طعام
کرمیں نے یہ نصیحت قبول کی پھر پوچھا کسجگہ مشغول رہتے ہو گہر میں یا اور کہیں میں نے عرض کی گہر میں
اگرچہ کاروبار و شور وغل مزاحمت کرتے ہیں مگر مجکو شغل سے مانع نہیں ہوتی اگر کبھی دل تنگ ہوجاتا ہی
تو کسی باغ یا جنگل میں چلا جاتا ہوں اور کسی درخت کے نیچے جہاں کوئی مجھ کو اور میں کسیکو ندیکھوں اور مقام
صاف و پاکیزہ ہو تو وہاں کچھ دیر مشغول ہوتا ہوں اور اگر وہاں بہی کوئی خلش پیدا ہوتی ہے تو اور دور
نکلجاتا ہوں فرمایا دوات و قلم اور کاغذ تو ہمراہ رکھتا ہے اور شعر و غزل میں مشغول ہوتے ہو سو میں اس
مشغولی کو نہیں کہتا مشغولی خاص اللہ تعالیٰ کیساتھ چاہئے میں نے عرض کی یہ سچ ہے جنابنے از روئے
کشف یہ فرمایا ہے اکثر دوات قلم کاغذ ساتھ رکھتا ہوں اگر کچھ نظم یاد آوے تو لکھ لوں لیکن جب خاطر جمع
کرتا ہوں تو مشغولی میں کوئی خلل انداز نہیں ہوتا مشغولی صرف ہوتی ہے فرمایا اگر دل سب خطرات
سے پھیر کر مشغول ہوتے ہو تو یہ بہت اچھی بات ہے کہ کوئی اور حجاب شعر کہنے سے زیادہ نہیں میں نے
عرض کی میں ایسا شاعر نہیں بلکہ پہلے بالکل شعر کہنا ترک کر دیا تھا۔ جناب خواجہ نے فرمایا کہ بالکل شعر گوئی
نہ چھوڑو گاہ گاہ کہہ لیا کرو۔

مجلس نوزدہم

سعادت قدمبوس حاصل ہوئی اسدن دوسرا روز ماہ رجب المرجب
کا تھا۔ مجھ سے پوچھا روزہ کا کیا حال ہے رکھ سکو گے یا نہیں میں نے عرض کی کل پہلی تاریخ ماہ رجب
کی دن جمعہ کا تھا نیت روزہ کی کری جب نماز جمعہ سے لوٹا تو بے حال گھر آیا حسبقدر پانی ٹھہر گیا

پیاس و خشکی بڑہتی گئی افطار کے وقت پانی بہت پیا پیونکا غلبہ ہوا عشا نہ پڑہ سکا تہجد کو جب اُٹھا تو بھول گیا جانا نماز پڑہ لی ہے نماز فجر کیوقت گھر والوں سے پُوچھا کہ آج عشا پڑہ لی تھی یا نہیں وہ بولے تم بے حال ہوگئے تھے نہ معلوم پڑھی یا نہیں بعد غور معلوم ہوا کہ نہیں پڑھی ہے فرض عشا قضا ہوئی اور روزہ نفل خدا جانے قبول ہوا یا نہیں یہ سُنکر جناب خواجہ نے افسوس کیا اور فرمایا کہ ہم جو کبر سنی کے روزہ رکھ سکتے ہیں تم کیوں نہیں رکھ سکتے میں نے عرض کی کہ میں نے تقلیل طعام کی ہے فرمایا تقلیل طعام میں غرض حاصل ہے پھر پوچھا خواب کیا دیکھا ہے میں نے شب کو خواب دیکھا تھا اور بالکل بھولگیا تھا آپنے براہِ کشف دریافت فرمایا اِس سے یاد آگیا کہ میں نے جناب خواجہ کو دیکھا ہے اور اُسی حال میں عرض کرتا ہوں کہ میں ملفوظ جناب کی لکھتا ہوں بعد بیداری خیال ہوا کہ اِن دنوں لکھنا چھوڑ دیا ہے اور خدمت عالی میں عرضی لکھنی کی کری ہے بعد اتمام اس کلام کے پُوچھا کسقدر لکھا ہے عرض کی قریب سات جزو کے مرتّب ہوگئے ہیں فرمایا خاص میری ملفوظ عرض کی ہاں جناب کی فرمایا میں جانتا تھا ابھی نہیں لکھنا شروع کیا عرض کی جب یہ جلد اوّل تمام ہوجاویگی تو سُنانیکو حاضر ہونگا فرمایا جسقدر لکھی ہے لے آؤ غرض جو واقعہ خواب میں ہوا تھا بعینہ بیداری میں متحقق ہوا والحمد للہ رب العالمین ؀

مجلس ہشتم

سعادت قدم بوس میسر ہوئی میں نے قبل شروع تحریر ملفوظات کی زبان مبارک حضرت خواجہ سے ایک حکایت سنی تھی دلمیں سوچا کہ عرض کروں تا وہی حکایت پھر ارشاد فرماویں جناب خواجہ کسی عزیز کا خط ملاحظہ فرما رہے تھے دیکھ کر اُسکو جواب دیا پھر ایک کتاب جو روبرو رکھی ہوئی تھی اٹھا کر ہاتھ میں لی اور کھولکر ملاحظہ فرما کر بند کی اور رکھ دی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا کہتا ہے میں نے عرض کی کہ جنابنے پہلے ایک بار حکایت حضرت مخدوم آدم کی فرمائی تھی وہ بھولگیا ہوں تمنا اُسکے پھر سننے کی ہے جناب خواجہ نے بمقتضائے مرحمت فرمایا کہ مخدوم نام حکیم سنائی کے والد ماجد کا ہے اور آدم نام اُنکے دادا کا ہے اُسوقت میں ایک مجذوب تھا سنیہ نام یہ مخدوم اُسکے پاس جایا کرتا۔ اور خدمت اُسکی کیا کرتا ایک دن وہ مجذوب خوش تھا۔ مخدوم سے بولا تیرے یہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ شہرہ اُسکا سب اقلیموں میں پہونچیگا اور وہ صاحب ولایت اور کشف و کرامت والا ہوگا یہ کہہ کر بعد چند روز کے وہ دیوانہ مرگیا

اور محدود کے گھر حکیم سنائی پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہوئے تو وہ کوئی علامت اُنمیں نہ تھی اور کچھ نشانِ صلاحیت
ظاہر نہ تھا ایکدن محدود آدم نے سنائی کو روبرو بُلایا اور کہا ایک دیوانہ یہاں تھا سینہ نام بزرگ صاحب کشف و
کرامات اُس نے تیرے حق میں کچھ کہا تھا اور اسکی بات خلاف نہیں ہوتی مگر میں تجھمیں کوئی علامت اسکی نہیں
پاتا چل میں تجھ کو اسکی قبر پر لیچلوں سنائی کو اُسکی قبر پر لیجا کر سامنے کھڑا کیا اور کہا اے خواجہ آپنے اِس لڑکے کے
حق جو کچھ فرمایا تھا آپکا ارشاد خلاف نہیں مگر اس لڑکے میں اُسبات کی کوئی علامت ہم نہیں پاتے یہ کہہ کر وہاں سے
لوٹ آئے اور سنائی سے کہا چالیس دن بلاناغہ اس قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھا کر سنائی نے یہ بات قبول کی
اور ہر روز محدود آدم بعد نماز صبح سنائی کو انکی قبر پر بھیجا کرتے اسی طرح اُنتالیس دن گذرے چالیسویں دن سنائی
قبر کیطرف جاتے تھے شیخ عثمان خیرآبادی راہ میں ملے اور وہ اُن دونوں کودک تھے سنائی اور اُنمیں باہم محبت
ہوئی پوچھا کہاں جاتے ہو سنائی نے کہا مجذوب کی زیارت کو جاتا ہوں شیخ عثمان نے کہا میں بھی چلتا ہوں
اُنھوں نے کہا چلو غرضکہ یہ دونوں ملکر زیارت کو گئے اور زیارت کر کے لوٹے راہ میں ایک دوکان پر ایک
درویش بیٹھا تھا مبتلا مرض جذام کا کہتے ہیں اُس فقیر نے یہ مرض اللہ تعالیٰ سے عاکر کے چاہا تھا کہ کوئی اُس کے
پاس نہ آوے جب اُسنے سنائی اور شیخ عثمان کو دیکھا تو پکارا اے لڑکو جلد یہاں آؤ۔ یہ دونوں اُسکے پاس
گئے اور باادب کھڑے ہوئے اُسنے کہا جلدی جا کر میرے واسطے کاک و شوربا خرید لاؤ۔ یہ جلدی بازار میں آئے
ایک نے اپنے دستار گروی رکھکر شوربا لیا دوسرے نے جبہ رکھکر کاک خریدے اور بتعظیم تمام اُس فقیر کے روبرو
لائے درویش نے کاک لیکر شوربے میں ڈالدئے اور اُنگلیوں سے خوب مَسلا کہ خون اور پیپ اُسکی انگلیوں
کا شوربے میں خوب ملگیا پھر اُن دونوں سے کہا بیٹھو کھاؤ۔ اُنھوں نے بلا کراہیت وہ ثرید کھایا اور پیالہ
چاٹا تب درویش نے کہا آدمی جبتک خون نہیں کھاتا مرد نہیں ہوتا اب تمنے خون کھالیا۔ جاؤ مرد ہوگئے
خواجہ سنائی پر علم نظم کھُل گیا کہ وہ اُسمیں شہرۂ آفاق ہوئے۔ اور صاحب سخن اور صاحب ولایت دونوں ہوئے
اور شیخ عثمان خیرآبادی کو ولایت ہوئی کہ راہِ تصوف اُن پر روشن ہوئی بعد اتمام اِس حکایت کے جناب
خواجہ نے آہ سرد کی فرمایا درویشی عالم بے نیازی ہے بندہ کو اس بات سے دلمیں ایک شورش پیدا ہوئی سوچا
کہ اس راہ میں کسی کی قرابت اور محبت پر اعتماد نچاہئے۔ اور اپنے ذکر و فکر پر ناز نہ کرے کہ پروردگار بے

نیاز ہے اگر تمام عالم اُسکا مطیع ہو تو ذرہ برابر اُسکے ملک میں زیادہ نہو گا۔ اور اگر سب نافرمان ہو جاویں تو کچھ نقصان نہ آوے گا کہ مالک بے نیاز ہے والحمد للہ علی ذالک ۔

مجلس بست و یکم - دولت استفادہ حاصل ہوئی بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔ بعضے فقیر بعضے عالم بعضے سائل انمیں ایک لنگڑا تھا ایک نابینا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بمقتضائے مکارم اخلاق کے اول نابینا کا حال پوچھا اور بہت پرسش اور دلجوئی اُسکی کی اور جو مانگا اُسکو دیا۔ پھر لنگڑے پر رحمت فرمائی۔ جب یہ سب لوٹ گئے تو یہ حکایت فرمائی کہ جن روزوں شیخ الاسلام حضرت رکن الحق والدین سہروردی ملتان سے یہاں دہلی تشریف لائے تو جماعت قلندروں اور جوالقیوں کے فقرا ملنے کو آئی قلندروں نے کہا شیخ ہم کو شربت پلوائیں۔ شیخ نے اُنکو کچھ دلوایا پھر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو سردار اور سرگروہ اس جماعت کا ہو اُسے تین کام چاہئیں ایک کچھ مال ہو کہ اگر یہ لوگ کچھ طلب کریں تو دے سکے قلندروں نے اُسوقت شربت مانگا اگر کچھ نہو گا تو کہاں سے دیگا۔ وہ لوگ برا کہتے جاوینگے اور بسبب ناحق بدگوئی کے عذاب قیامت میں گرفتار ہونگے دوسرے علم چاہئے کہ عالم ہو کہ اگر اہل علم ملنے آویں تو اُن سے اُنکے موافق ملے تیسرے صاحب حال و کشف و کرامات ہو کہ درویشوں سے موافق اُنکے حال اور رتبہ کے صحبت رکھے مگر میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مال کی کچھ حاجت نہیں فقط علم و حال کافی ہے پھر مناسب اُن فوائد کے یہ حکایت فرمائی کہ ایکبار جناب شیخ نجیب الدین متوکل المجاز عید سے لوٹ کر گھر کو آتے تھے اور تمام مخلوق اُنکے ہاتھ پانوں تبرکا چومتی تھی ایک ہجوم خلق اللہ تھا۔ اُسمیں چند درویش مسافر آئے اور اُنھوں نے پہلے سے حضرت شیخ نجیب الدین کو نہ دیکھا تھا۔ لوگوں سے پوچھا یہ کون شیخ ہے کہ اسقدر خلق نے اُسپر ہجوم کر رکھا ہے لوگوں نے کہا یہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ہیں فقیروں نے باہم کہا یہ کوئی بڑا شیخ معلوم ہوتا ہے۔ چلو آج اسکے دسترخوان پر کھانا کھائیں جب حضرت شیخ گھر آئے اور لوگ رخصت ہوئے تو وہ مسافر فقیر کے پاس آئے اور کہا اے شیخ ہم اس شہر میں مسافرانہ آئے ہیں تم کو بزرگ دیکھا دلمیں سوچا کہ یہ بڑا شیخ ہے آج اسکے خوان سے کھانا کھاویں شیخ نے اُنکو مرحبا کہا اور بٹھایا مگر حضرت شیخ کا گھر بہت تنگ تھا۔ فقط ایک حجرہ معہ بالاخانہ۔

کاہ پوش کے تھا شیخ اوپر رہتے اور گھر والے نیچے شیخ بیوی کے پاس آئے اور کہا چند فقرا مسافر آئے ہوئے ہیں کچھ ہو تو نکالو۔ بیوی نے فرمایا مالک خانہ تم ہو دیکھو اگر کچھ رکھا ہو نکال لاؤ شیخ نے کہا اپنی چادر سر سے اُتار دو کہ بازار میں بیچکر نان وشوربا خرید لاویں۔ اُس پارسا نے فقرا کے لئے اوڑھنی اتار دی شیخ نے اُسمیں چند پیوند لگے دیکھے فرمایا اِسے کون خریدیگا۔ پھر اپنا مصلا دیکھا وہ بھی پیوندی تھا شیخ باہر نکل آئے عادت فقرا ہے کہ اگر درویش صاحب خانہ کے پاس کچھ موجود نہ ہو تو کوزہ آب ہاتھ میں لیکر پایان مجلس کھڑا ہو شیخ نے بھی ویسا ہی کیا۔ لوٹا پانی کا بھر کر ہاتھ میں لیا اور کنارہ مجلس میں کھڑے ہوئے۔ وہ فقرا صاحب دل تھے سمجھ گئے اور تبرکاً کوزہ آب ہاتھ میں لیکر تھوڑا تھوڑا پانی لیا اور رخصت ہوئے اور شیخ بالاخانہ پر جاکر مشغول بیٹھے۔ دلمیں کہا ایسا عید کا دن جاوے اور میرے اطفال کے مونھ میں کچھ طعام نہ جاوے لوگ سے فراویں اور نامراد جاویں۔ شیخ اسی فکر میں تھے کہ ایک شخص یہ شعر پڑھتا ہوا اوپر آیا۔

شعر

	دل گفت مرا اگر نمائی بینیم		با دل گفتم دلا خضر را بینی	

شیخ سمجھ گئے کہ خواجہ خضر رحمۃ اللہ علیہ ہیں تنظیم کو اوٹھے خضر پاس بیٹھے اور کہا دل سے کیا لڑائی کر رہے تھے کہ ایسی عید جاوے اور میری اہل وعیال بھوکے رہیں جا میرے واسطے کچھ کھانا لا شیخ نے کہا خواجہ پر روشن ہے کہ میری لڑائی دل سے یہی تھی کہ گھر میں کچھ موجود نہیں حضرت خضر نے فرمایا دل مطمئن رکھ گھر میں جا جو کچھ ہو لے آ شیخ اوپر سے نیچے اُترے اور گھر میں گئے۔ خوان پر طعام رکھا ہوا دیکھا۔ بیوی سے پوچھا یہ کھانا کون لایا ہے بیوی نے کہا ایک مرد آیا تھا میں چھپ گئی وہ کھانا رکھ کر چلا گیا۔ شیخ کچھ کھانا اُسمیں سے دامن میں لیکر اوپر آئے دیکھا حضرت خضر نہیں ہیں اُنھوں نے دلمیں کہا۔ یہ سعادت جو مجھکو ملی ہے بے نوائی اور بے سروسامانی کی برکت سے ہے۔ بعد بیان اس قصہ کے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جیسے اہل دُنیا کو خوشی واطمینان مال ومنال اور دیہات وزراعت سے ہوتا ہے اور جانتے ہیں کہ ہم کو دیہات وزراعت سے ملتا رہیگا یا تجارت کرتا ہوں مال موجود ہے اسیطرح فقیر کو چاہیے کہ جانے میرا حافظ ومددگار ذاتِ پاک پروردگار عز اسمہ کی ہے جو کچھ چاہے اُس سے چاہے نقد ہو یا کوئی جنس ہو

پھر فرمایا حدیث میں آیا ہے فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے کل من کد یمینک وعرق جبینک
ولا تاکل من دینک اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاؤ اور جو کوئی کچھ کام میں محنت کرتا ہے پسینہ محنت سے
اسکی پیشانی پر آجاتا ہے اور فرمایا مت کھا اپنے دین سے یعنی اپنی عبادت مت بیچ کہ ریاکاری سے
لوگوں کو معتقد کرکے کچھ مال دنیا فانی کا جمع کرے بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ یہ معنے علماء کے ہیں اہل تصوف
یوں معنے کہتے ہیں کہ کُل مِن کدّ یمینک یعنی جب تجھ کو کوئی حاجت پیش آئے تو ہاتھ اللہ تعالیٰ کے آگے پھیلا
اور اپنی حاجت اُسی سے طلب کر اور الحاح وزاری سے دعا مانگ اسمیں مَیں نے عرض کی کہ اس
صورت پر عرق جبینک کیسے درست آویگا فرمایا جب ہاتھ درگاہِ خدا میں بلند کرکے الحاح وزاری
سوال میں کریگا تو غالب ہے کہ پسینہ پیشانی پر آجاویگا اسواسطے کہ دل اُس وقت گرم ہوگا اور حرارت
غالب ہوکر پیشانی پسیجگی اور لا تاکل من دینک یہ ہے کہ درویش گدڑی پہنے اور کلاہ دراز سر پر رکھے
اور ملوک وامراء کے گھر جاوے اور یہ ظاہر کرے کہ میں مرد درویش ہوں کچھ مجکو دو یا کسی غنی مالدار
کی مسجد میں بہت نماز و وظیفہ پڑھے تا صاحب مسجد جانے کہ ایسا ایک درویش مشغول آیا ہے یا لوگوں
کے گھر جاکر پنج آیت پڑھا کرے تو ان سب صورتوں سے منع فرمایا کہ یہ گویا اپنا دین کھانا ہے۔
والحمد للہ رب العالمین ؎

مجلس بست ودوم

سعادت پابوس حاصل ہوئی گفتگو تبدیل اوصاف ذمیمہ میں ساتھ
صفات حمیدہ کی تھی۔ فرمایا شیخ ابو علی محامدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت ابو القاسم گرگانیؒ
سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے سالک کو چاہئے اسقدر مجاہدہ کرے کہ ننانوین اوصاف جو نود
نام حق تعالیٰ میں ہین وہ سب اوصاف اُس سالک کے ہوجاوین اور وہ باوجود اسکے ہنوز سالک غیر
واصل ہو اس سے مراد شیخ ابو القاسم کی یہ ہے کہ جو اسم یا صفت کہ مناسب صفت بشری اور
موافق حال انسانی کی ہی حاصل کرے چنانچہ مثلے اسم رحیم سے رحمت اور علیٰ ہذا القیاس باقی اوصاف
کو اسپر ایک عالم نے سوال کیا کہ صفت کبریائی مین کس طرح ہوگا۔ حضرت خواجہ نے صفتِ کبریائی
کے معنے میں یہ قصہ فرمایا کہ ایک بار بغداد میں پانی بکثرت برسا دجلہ نے طغیانی کی شہر میں پانی آگیا

اکثر شہر بغداد کے لوگ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کے پاس آئے اور اس حال
سے مطلع کیا شیخ نے خادم سے کہا درہ لاؤ وہ حجرے سے لے آیا آپنے اُس خادم سے کہا یہ درہ لیجا اور
دجلہ میں جہاں گھاٹ سے بڑھ آیا ہے مار اور کہدے یہ درہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کا ہے آگے
نہ آ۔لوٹ جا خادم نے جاکر اُسمیں درہ مارا۔اور پیغام کہدیا ہر درہ پر دریا ہٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ اپنی جگہ
سابق پر پہنچا بعدہٗ خادم لوٹ آیا جب یہ ماجرا شیخ ابو الغیث یمنیؒ نے سُنا تو اُنھوں نے شیخ الشیوخ
کو بحوالہ اس قصہ کے خط لکھا کہ مردانِ خدا اسرار الٰہی ظاہر نہیں کرتے ہیں شیخ نے خط پڑھ کر رکھ دیا اور
فرمایا عوام اس سر کو کیا سمجھیں بعد اسکے حضرت خواجہ نے فرمایا یہ صفت کبریائی ہے شیخ الشیوخ نے
ابو الغیث کو نہ دیکھا اُسی مقام بالاتر پر نظر کی اور یہ بات کہی کہ عامی اس سر کو کیا جانے بعدہٗ فرمایا کہ کبر و
تکبّر بعض مقام میں آیا ہے اور یہ حدیث نقل کی کہ تماہ مع المتابہ یعنی ارشاد نبوی ہے کہ متکبر سے
تکبر کرو اور اسی باب میں یہ دوسری حدیث پڑھی التکبّر مع المتکبّر صدقۃ یعنی متکبرون سے تکبر کرنا
صدقہ کی فضیلت کے برابر ہے پھر فرمایا کہ عز و ذل یہ دونوں صفت پروردگار کی ہین مگر حق بندی
کا عز و ذل مین یہ ہے کہ اپنے آپ کو ملوک و اُمرا کے در پر خوار و ذلیل نہ بنائے کہ دل کے صدر مجلس
مین بیٹھنے کو تو صف النعال مین بیٹھے پھر فرمایا کتاب مین ہے کہ جو شخص کسی صفت پر مرتا ہے قیامت
کو اسی صفت اور اُسکی مناسب صورت پر اُٹھیگا مثلاً اگر کسی کو شہوت بہت ہے اور اُسی صفت پر مرا
تو اُسکو صورت خنزیر مین حشر کرینگے اور اگر صفت غضب پر ہوگا تو صورت پلنگ پر اُٹھیگا بعد
اُسکے آپ نے ایک آہ کی اور کچھ دیر چُپ رہے پھر فرمایا مشکل کام ہے کہ خلق حال پر نظر رکھتی ہے اور
انجام کو نہیں دیکھتی اور یہ آیتہ شریفہ پڑھی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ پھر
بیان شرح صدر فرمایا کہ خود آنحضرت سے سوال کیا کہ ما علامتہ شرح الصدر یا رسول اللہ قال علیہ
السلام التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل وصولہ یعنی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے سوال کیا کہ علامت شرح صدر کی کیا ہے آپ نے فرمایا نشان
کشادگی دل کا یہ ہے کہ دور رکھے اپنے آپ کو سرائے غرور سے اور رجوع کرے طرف دار الخلود کے

اور مرنے کو تیار رہیں موت کے آنے سے پہلے۔ والحمد للہ رب العلمین ۰

مجلس بست وسوم

سعادت قدم بوس حاصل ہوئی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے حکایت شیخ جلال الدین تبریزیؒ کی شروع کی تھی بندہ پہنچا فرمایا ان شیخ جلال الدین تبریزیؒ کا یہ قاعدہ تھا کہ نماز اشراق پڑھ کر سو جاتے تھے اور اسکی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ حدیث شریف میں آنحضرت سے مروی ہے کہ فرمایا جو بعد اشراق سوئے گا اسکو فقر و محتاجی آویگی روپیہ پیسہ اسکے ہاتھ میں نرہے گا شیخ جلال الدین تبریزیؒ اسی نیت سے سویا کرتے تھے کہ دنیا کچھ انکے پاس نہ رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شیخ نماز عشاء پڑھ کر مراقبہ کیا کرتے تمام رات نہ سوتے سو جو رات بھر جاگے گا البتہ اشراق کو اُس پر نیند غالب ہوگی پھر فرمایا درویشوں میں دو طرح سے دشنام دیتے ہیں کہتے ہیں فلانا مقلد ہے یا فلانا حرب ہے مقلد اُسے کہتے ہیں جو بے عمل و ریاضت صورت درویشوں کی بنائے اور مخلوق سے سوال کرے اور حرب وہ ہے کہ سوال تو نہ کرے مگر خرقہ و کلاہ مکلف فقیرانہ پہن کر امرا و سلاطین کے یہاں آمد و رفت رکھے اور بے مانگے منھ سے یہ اظہار کرے کہ میں درویش ہوں کچھ مجھے دیں تو ایسے کو حرب کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ دین فروشی ہے بمصداق اس حدیث شریف کے کہ فرمایا ہے کل من کد یمنیك وعرق جبینك ولا تاکل من دینك پھر فرمایا ایک کدیمین عوام کا ہے اور ایک خواص کا عوام کا کدیمیں تو یہ ہے کہ وقت حاجت بازار میں جاکر محنت مزدوری کرے اور کدیمیں خواص کا یہ ہے کہ جب کچھ حاجت پڑے تو دروازہ گھر کا بند کرکے ایک گوشہ میں قبلہ رو بیٹھ کر خداوند کریم کے آگے دست دعا بلند کرے اور حاجت چاہے اگرچہ زوال مرض کا طالب ہو بعد اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ابو سعید تین شخصوں کا نام ہے ایک ابو سعید ابو الخیر دوسرے شیخ ابو سعید تبریزی مرشد شیخ جلال الدین تبریزی کے تیسرے شیخ ابو سعید اقطع ابو سعید ابو الخیر شیخ موضع میہنہ میں تھے اور ابو سعید تبریزی موضع تبریز میں اور ابو سعید اقطع بغداد میں تھے اور انکو اقطع اسواسطے کہتے ہیں کہ انکا ہاتھ تہمت طراری میں کاٹا گیا تھا حکایت قصہ انکے ہاتھ کٹنے کا یوں ہے کہ اول حال میں جب یہ ابو سعید اقطع مشہور نہ تھے تو ایکبار ان کے گھر میں متواتر چند فاقہ ہوئے ان کی بیوی نے

طعنہ سے یوں کہا کہ میں یہ زہد و تقوٰی تیرا برابر دانگ کے نہیں جانتی بازار جا کر کچھ لا کہ قوت اہل وعیال
کا ہو یہ بازار گئے اور کسی سے کچھ سوال کر کے لیا اُسیوقت کسی نے ایک شخص کی جیب کاٹی تھی اُس نے
انکو پکڑا کہ تو نے میری جیب کاٹی ہے آخر شیخکو اس جھگڑے میں حاکم کے پاس لے گئے حاکم نے ہاتھ
کاٹنے کا حکم دیا جلاد نے ہاتھ کاٹ دیا۔ اُنھوں نے پیادگانِ سرکار سے کہا کہ حکم جاری ہو چکا اب یہ
کٹا ہاتھ تمھارے کس کام آویگا اگر مجکو دیدو تو تمھاری عنایت ہے غرض وہ ہاتھ لیکر گھر آئے اور اپنے
روبرو رکھ کر رونا شروع کیا اپنے نفس کو ملامت کی کہ جو خزانہ آلہی چھوڑ کر غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہی
اُسکی یہی سزا ہوتی ہے تو نے خزانہ آشنا چھوڑ کر خزانہ بیگانہ کو ہاتھ بڑھایا اور اپنی حاجت خدائے تعالیٰ
سے طلب نہ کر کے اُسکی غیر کی خواہش کی لہذا اس تہمت میں ہاتھ کٹا پھر دل سے کہا اے دل تو نے
دیکھا کہ ہاتھ پر کیا گذرا اگر تو بھی خزانہ خدا کو چھوڑ کر خزانہ غیر سے اُمید رکھیگا تو تیری بھی یہی سزا ہوگی بعد اُس
کے پھر شیخ نے کسی سے سوال نکیا بعد اُسکے جناب خواجہ نے فرمایا صوفیہ نے کہا ہے الصوفی غنی
من اللہ تعالیٰ یعنی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کیجانب سے غنی ہو اسواسطے کہ اُسکو دُنیا کی طرف کچھ
حاجت نہیں ہوتی کہ خدائے تعالیٰ سے طلب کرے پس وہ غنی ہوا پھر فرمایا سوال کے تین مرتبے
ہیں اول یہ کہ جو حاجت ہو خدا سے طلب کرے دوسرے یہ کہ اپنی سب حاجتیں خدا کے تفویض کرے
اور کسی چیز کی طلب و عدم طلب سے کام نہ رکھے تیسرا مقام اعلیٰ ان دونوں سے ہے کہ خدائے تعالےٰ
سے اُسکے قُرب کی بھی دُعا نہ مانگے مصروفِ عبادت رہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حدیث قُدسی کہ ہے اذا اشغل عبدی طاعتی عن الدعاء اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنی
جب بندہ میرا عبادت میں مشغول ہوتا ہے دُعا سے کہ دعا چھوڑ کر عبادت میں دوبارہ ہتا ہے تو دیتا
ہوں میں اُسکو بہتر اور زائد اُسے جو دیتا ہوں سائلوں کو فرمایا شغل عنہ لے مونہ پھیرا اُس نے اسمیں ایک
عزیز نے سوال کیا کہ مقام رضا برتر ہے یا مقام تفویض کا فرمایا تفویض میں اختیار او فعل بندہ کا
ہے کہ افوض امری الی اللہ مگر رضا میں مشائخ کا اختلاف ہے حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
الرضا سکون القلب تحت جریان الحکم اور فرمایا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے الرضاء

سرور القلب بمرور القضا حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے رضا سے سوال کیا انہوں نے فرمایا رضا یہ ہے کہ جیسے کوئی نعمت سے خوش ہوتا ہے یہ مصیبت سے خوش ہو یعنی شادی و مصیبت دونوں کے پہنچنے سے برابر راضی رہے بعدہٗ فرمایا اول مرتبہ فقرہ ہے من بعد صبر کا پھر تفویض کا سب کے بعد مرتبہ رضا کا اور رضا سب مقامات سے بلند تر ہے پھر انکی شرح فرمائی کہ تقریر یہ ہے کہ اگر شدائد و محن روزگار کی کسیکو لاحق ہوں اور اُسکا نفس کہے کہ یہاں سے اُٹھکر اور جگہہ چل تا یہ شدائد تجھ سے دفع ہوں تو اپنے اس خطرہ نفس کو دفع کرے لیکن اگر یہ خطرہ اور دفع اُسکی عادت ہوگیا ہو تو صبر کہیں گے بعد اسکے تیسرا مرتبہ تفویض کا ہے یعنے اپنے کام سب خدا کے سپرد و تفویض کرے اگر شدائد ہوں یا نعمت خواہ دوزخ میں جاوے خواہ بہشت میں اور یہ مصرعہ پڑھا ع بار رد و قبول تو مرا کارے نیست ۔ چوتھا مقام رضا کا ہے کہ رتبہ صحابہ کرام کا تھا اسیواسطے اُنکے حق میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ واقع ہے یہ وہ مقام ہے کہ اُس میں طوق شدائد اور وصول نعمت یکساں ہے بعد اسکے یہ آیتہ پڑھی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتٰکم فرمایا کشاف میں لکھا ہے کہ وقت وصول رنج و محنت کے ممکن نہیں کہ حزن و غم نہ ہو یا وقت وصول نعمت کے فرحت نہو پس یہ نہی و ممانعت کیسے درست ہوگی فرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ وقت وصول محنت کے جو صدمہ حاصل ہوتی ہے وہ بمنزلہ خطرہ کے ہے اُسے ماخوذ نہوگا مگر اُسکے تصمیم کرنے کا تو ماخوذ ہے مثلاً کسیکے دلمیں معصیت کا خیال گذرا اور اُس نے قوت نور ایمان سے اسکو دفع کیا تو یہ خود محض ایمان ہے اِسی باب میں ارشاد ہے کہ ذلک محض الایمان ۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ جو خطرات دلمیں آتے ہیں اگر میں جلکر کوئلہ ہوجاؤں تو بہتر ہے اُنکے ظاہر کرنے سے آنحضرت نے پوچھا کیا تم اُنکو دفع کرتی ہو عرض کی ہاں دفع کرتی ہوں فرمایا یہ ایمان خالص ہے پھر دوسری مثال بیان فرمائی کہ فتح بدر سے آنحضرت کو فرحت ہوئی اور شکست اُحد سے محزون ہوئے تھے اور سب صحابہ مغموم تھے مگر یہ حالتیں بطور خطرہ کے تھیں کہ قوت ایمانی سے مندفع ہوئیں تو محل اعتبار سے خارج ہیں لیکن اگر یہ خطرہ مصمم اور راسخ ہوجاتے اور مقرون بفعل ہو تو اُسپر مواخذہ ہے اور اُسی پر قیاس مرتبہ اہل استغراق کا ہے کہ وہ اپنے حالت

استغراق میں مشاہدہ حضوری کا کرتے ہیں اور باقی حالتوں سے اُنکو غفلت ہوتی ہے مگر جو اہل دعوت ہیں
وہ اُس استغراق و مشغولی حق میں دعوتِ خلق بھی کرتے ہیں۔ مشغولی دعوت سے اور دعوت مشغولی
سے مانع نہیں ہوتی اور یہہ مرتبہ انبیائے کرام کا ہے جب آدمی باوجود موانع اور دواعی کے تعلقات بشری
کو اپنے سے دور وجدا کرتا ہے تو اُسمیں اُسکو تعجب اور مشقت حاصل ہوتی ہے کہ اگر تعجب اور محنت نہ ہوتو
اجر نہو گا۔ پھر حدیث شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمائی
تھی بیان کی کہ انما اجرک علی قدر تعبک ونصبک پھر کہا ملائکہ علیہ السلام کو عبادت جبلی اور طبعی ہے اُنکو دواعی
اور موانع نہیں ہیں انسان جو باوجود دواعی و موانع کے قطع علائق کرتا ہے اور عبادت اور امر آلہی میں مشغول
ہوتا ہے اِسواسطے مرتبہ اسکا ملائکہ سے بالاتر ہوا پھر فرمایا حکما میں سے درمیان ارسطو اور افلاطون آلہی
کے خطرات میں اختلاف ہے ایک نے کہا سالک اُسوقت مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے کہ خطرہ کا اُسپر گذر نہ
ہوئے دوسرے نے کہا کہ خطرہ نہونا ممکن نہیں اور دلیل اپنی یہ کلیہ مسئلہ بیان کرتی ہے کہ حسنات
الابرار سیئات للمقربین کو مقربین کی حسنات ابرار سیئات ہیں سو جب حسنہ اُسکے حق میں سیئہ ہوا تو
خطرہ بطریق اولی ہوگا اور یہ حدیث شریف فرمائی کہ فرمایا ہے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
انہ لیغان علی قلبی کہ البتہ حجاب و پردہ کیا جاتا ہے میرے دل پر اور بیان معنی خطرہ میں یہہ حکایت فرمائی
کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر نہایت صاحب حسن وجمال تھیں ناگاہ اُنکے یہاں
ایک شخص پیر آن کر مہمان ہوا کھانا کھاتے میں مہمان نے پانی مانگا شیخ کی صاحبزادی نے کوزۂ آب لاکر بعد
تمام اُسکو پلایا۔ اُسوقت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے دلمیں یہ خطرہ گذرا کہ دیکھیں کونسا نیک بخت آدمی ہوگا کہ
اُس سے اِس دختر کا نکاح ہو بمجرد اِس خطرہ کے وقوع کے شہر میں شہرہ ہوگیا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر چاہتا ہے
کہ اپنی دختر کو نکاح میں لاوے پس وہی خطرہ اُنپر موجب اس آوازے کا ہوا والحمد للہ رب العالمین ◆

مجلس بست و چہارم - سعادت قدم بوس ہاتھ آئی گفتگو محبت مال وجاہ میں واقع ہوئی
فرمایا جبتک محبت غیر خدا کی دلمیں ہے کچہ بو اُسس جانب سے نہیں آتی اُسپر یہ حدیث شریف فرمائی کہ
آخر ما یخرج عن روس الصدیقین حب الدنیا یعنے آخری چیز جو صدیقوں کے سر سے دُور ہوتی ہے وہ

محبت جاہ و مال کی ہے کہ محبت جاہ اور شرف نفس بدتر معاصی کا ہے صداقت کے ساتھ جمع نہیں ہوتے
پھر فرمایا جاننا چاہیے کہ جاہ کیا چیز ہے جاہ مشتق وجاہت سے ہے یعنی جسکو قرب خدا حاصل ہو اگویا اُسکو وجاہت
حاصل ہوئی پس جب قرب سبب وجاہت کا ہوا جب قرب آیا تو کیسے اُسکے دلمیں کوئی چیز سوائے خدا کی
رہیگی پھر یہ بیت پڑھی **بیت** نیک و بدخود گذاشتیم جملہ بدوست * گر بخشد و یا زندہ کند او داند *
سپردم بتو مایۂ خویش را * تو دانی حساب کم و بیش را *
پھر مناسب محبت الٰہی کے یہ فرمایا کہ جب خدائے تعالےٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو خطاب فرماتا ہے کہ میں نے فلانے بندہ کو دوست اپنا کیا ہے تو بھی اُسے دوست رکھ
پس جبرئیل بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں اور آسمان میں پکار کر دیتے ہیں کہ اے ملائکہ آسمان خدا فلانے
بندہ کو دوست رکھتا ہے تم بھی اُسے دوست رکھو پس اھل آسمان ہفتم اُسے دوست رکھتے ہیں اور
اسیطرح ہر آسمان والے نیچے کے آسمان والوں کو پکار دیتے ہیں یہاں تک کہ قبولیت اُسکے دلوں
میں اہل زمین کے رکھی جاتی ہے پھر یہ دو حدیثیں بندہ سے لکھوائیں عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
دینار عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تعالی اذا احب عبدا یقول بجبرئیل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل فی السماء ان اللہ قد
احب فلانا فحبہ اھل السماء موضع القبول فی الارض بعدہ فرمایا مروی ہے کہ دوستی اُسکی دریا میں
ڈالی جاتی ہے جو اُسکا پانی پیتا ہے اُس بندہ کو دوست رکھتا ہے پھر فرمایا بہت میٹھی چیز ہے محبت جاہ
و مال کی دوسری یہ حدیث شریف لکھوائی کہ ماذیبان ضاریان ارسلا فی غنم باکبر فسادا فیھما من
حب المال والجاہ فی قلب المراء للمسلم والحمد للہ رب العالمین *

مجلس بست و پنجم

شرف پابوس حاصل ہوا۔ ایک عالم نے آکر عرض کی کہ فلانے سرداراشاہی
نے سلام عرض کیا ہے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اُسکا کیا حال ہے کہا اُسے کچھ زر سرکاری
کا مطالبہ ہے لہٰذا اُسکو قید کیا ہے اور مارپیٹ کرتے ہیں فرمایا شغل دُنیا یہی پہل دیتا ہے خاص کر
اس زمانہ میں کہ اگلے وقتوں میں سب کام والے دنیا کے کار خدائے تعالےٰ میں زاہد اُس سے

اُس سے متوجہ ہوتے تھے کہ دُنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گویا لباس دُنیا میں معاملہ جنید و شبلی
کا رکھتے تھے اور اِس بات کو مکرر فرمایا پھر مناسب اُسکے یہ حکایت فرمائی کہ سلطان علاء الدین جہانسوز
مُغل تھا جب اُس نے غزنی پر فوجکشی کی تو سپاہ اُسکی بہت تھی یہاں جن افسران فوجکو میر ہزارہ کہتے
ہیں وہاں انکو میر اِن لک کہتے ہیں بعد فتح غزنی کے اپنے بھائی کو وہاں حاکم کرکے اپنے ولایت کو لوٹ
آیا رعایائے غزنی بوڈر سے متفرق ہوگئے تھے اور خوف سے بھاگ گئے تھے بعد چلے جانے سلطان کے
اپنے مکانوں اور دوکانوں پر آگئے اور جماعت شہریوں کی بہت ہوگئی برادر سلطان کے پاس لشکر کم
تھا کہ جان لیا تھا ملک زیر حکومت ہمارے ہوگیا بہت فوج رکھنے کی حاجت نہیں سب شہریوں نے
دیکھا کہ سپاہ اسکی کم ہے غدر کرکے برادر سلطان کو مار ڈالا اور جب خبر غدر اور قتل بھائی کی سلطان نے
سُنی تو قسم کھائی کہ اب ایک آدمی غزنی کا زندہ نہ چھوڑونگا غضبناک ہوکر معہ لشکر دوبارہ غزنی پر آیا۔
اور قتلِ عام کرکے شہر کو جلا دیا یہانتک کہ مُردوں کو تربتوں سے اُکھاڑ کر جلا دیا۔ اسیواسطے اُسکو
علاء الدین جہانسوز کہتے ہیں پھر حکم دیا کہ گھوڑوں کو زراعت سبز کھلاویں لشکریوں نے گھوڑوں کو خوب
خوید مُسلمانوں کی زراعت سے کھلائی مگر ایک ترک لشکر کا کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کاہ خشک
چرا رہا تھا ایک مُغل نے اُسکو دیکھ کر کہا کہ خوید کیوں نہیں کھلاتا عجب ترک ہے اسواسطے ترکوں کو
نادان کہتے ہیں ہم یہاں بمشقت یلغار کرکے آئے اپنے گھوڑوں کو تباہ کیا تو بھی ہمارے گھوڑوں کے
ساتھ اپنے گھوڑے کو خوید چرا کہ تر و تازہ ہوجاوے تُرک یہ سُنکر چپ ہو رہا دوبارہ اُس مُغل نے پھر کہا
کہ خوید کیوں نہیں کھلاتا سوکھی گھانس کیوں کھلاتا ہے اِسپر بھی وہ ترک نہ بولا تیسری بار اُس نے
کہا کیا تو جنید اور شبلی پیدا ہوا ہے جو خوید مسلمانوں کے گھوڑے کو کھلا کر آسودہ نہیں کرتا۔ یہ بات
اُس ترک کو بُری معلوم ہوئی کہا اے کافر تو مجھے جنید و شبلی کہتا ہے مَیں لائق نہیں ہوں کہ اُن کا
مرتبہ حاصل کروں مگر مردانِ خدا اگر اِس حصار کو کہیں رواں ہو تو چلنے لگے ہنوز اُس سے یہ بات پوری
نہ نکلی تھی کہ فقط اُسکی اشارت انگشت سے وہ حصار چلنے لگا تُرک نے دیکھ کر کہا اے حصار میں نے
بات کہی تھی ٹھہر جا وہ ٹھہر گیا۔ مُغل یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور تُرک کے قدم پر گر کر مُسلمان ہوا۔

جب حضرت خواجہ نے یہ حکایت تمام کی ایک صوفی آیا پیر بھائی ہمارا اور بعد بیٹھنے کے شکایت زمانے
کی شروع کی حضرت خواجہ نے بسبب اخلاق کے کہ آپ کی ذات شریف میں ازلی ہیں سب سنکر عمدہ
جواب فرمایا اُس صوفی نے یہ نقل بیان کی کہ ایکبار ایک مرید مریدان جناب شیخ الاسلام فرید الحق
والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ہمارے شیخ جناب سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت
میں آیا اور قصہ اپنا بیان کیا کہ مینے ایکبار حضرت شیخ کیخدمت میں عرضکی کہ شیخ تیری ایک دختر کورہی
اور میری پانچ چھ دختریں کورہیں شیخ نے فرمایا کیا کہتا ہے اب کیا کروں کہا مجھے کسی کے سپرد کردو
کہ خدمت میری کیا کرے اُسی حال میں ظفرخاں حاضر خدمت ہوا حضرت شیخ نے اُس سے سفارش
کی اُسنے عرض کی کہ گھر اور کھانا موجود ہے آپ اُنسے فرماویں کہ وہاں چلکر رہیں مَیں ہر طرح خدمت کرتا
رہوں گا حضرت شیخ نے اُس سے کہا اِنکے ہمراہ جاکر اِنکے یہاں رہا کر وہ بآرام تمام رہنے لگے حضرت خواجہ
نے جب یہ حکایت سُنی فرمایا اے عزیز اُسوقت معتقد بہت تھے۔ اس ہمارے تمہارے زمانہ میں
کسے کہیں بہرحال گذر کرنا چاہئے اُس درویش نے کہا مَیں سمجھا کہ صبر کرنا چاہئے اور شکایت کرنا اچھا
نہیں لیکن آج ہمارے شیخکی جگہ آپ ہیں بجا ہے میں اپنا درد آپ سے بیان کروں ایک غلام زادہ ہے
وہ ہر روز مزدوری کیا کرتا ہے اُس میں سے دو حصہ اُسکو دیتا ہوں ایک حصہ آپ خرچ کرتا ہوں بعد
اسکے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے باب صبر اور نگاہ داشت انصاف میں یہ حکایت فرمائی کہ مولانا
فخر الدین مزوری مُریدان سلطان الاولیا قدس سرّہ سے تھے کتابت کیا کرتے بعد لکھنے کے وہ کتاب
لوگوں کو دکھلا کر پُوچھتے کہ یہ کتابت کتنے کی ہے وہ کہتے ہر جزو اسکا شنشگانی مزدوری رکھتا ہے وہ کہتے
ہیں اسکی قیمت فی جزو چار جیتل لونگا نہ زیادہ اگر کوئی بارہ پیسے دیتا نہ لیتے وہی چار جیتل لیتے جب یہ پیر
معمر ہوا اور لکھنا ترک ہوا تو قاضی حمید الدین ملک التجار نے سلطان علاء الدین کی خدمت میں عرض کی
کہ اس شہر میں ایک بہت بڑے عالم و بزرگ ہیں عمر بھر کتابت کر کے گذران کی اب بسبب کبرسنی کے
نہیں لکھ سکتے عسرت سے گذرتی ہے بیت المال سے روزینہ اُنکا مقرر ہوجانا بہتر اور موجب برکت جان
ومال سلطانی کا ہے بادشاہ نے روزانہ ایک تنکہ اُن کا مقرر فرمادیا مگر اُنھوں نے نہ قبول کیا بادشاہ نے

بہ لاچاری فرمایا خیر جو یہ کہیں اُتنا ہی دیا کرو اُسپر یاروں کی سعی و کوشش سے وہی ششکانی روزینہ قبول
فرمایا حضرت خواجہ کی چشم مبارک میں یہ کہہ کر پانی بھر آیا اور کہا کیا پختہ توکّل اور پورا ترک تھا اور یہ حکایت
فرمائی کہ جب جناب شیخ الاسلام فرید الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ہانسی سے واسطے زیارت روضہ متبرکہ حضرت
قطب الدین طاب ثراہ کی دہلی میں آئے تو مولانا شیخ بدرالدین غزنوی جو خلیفہ حضرت یہاں تھے اُن سے
ملنے گئے تو اُنسے پوچھا کہ جناب شیخ نے وقت رحلت کیا کچھ وصیّت فرمائی تھی اُنھوں نے کہا یہ وصیّت
کی ہے کہ میرا مُصلا خاص مولانا مسعود کو سپرد کرنا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین کا نام مسعود تھا اور دوسری
وصیّت یہ تھی کہ میری زوجہ سے اگر چاہیں نکاح بھی کرلیں میری خوشی ہے حضرت فرید الحق والدین نے یہ سنکر
کہا دوسری وصیّت مَیں قبول نہیں کر سکتا پھر اُنھوں نے وہ مُصلائے مبارک شیخ فرید الدین قدس
سرہ کو دیا لہٰذا اُنپر ہجوم مخلوق کا ہونے لگا اور کثرت آمد و شد سے خلل اوقات شریفہ میں واقع ہوا ۔
حضرت شیخ نے کہا مَیں یہاں مشغول رہ نہیں سکتا اور بلا اطلاع دہلی سے نکلکر ہانسی تشریف لے آئے
اور وہاں بھی قرار نہ لیا کہ بڑا شہر تھا اژدہام ہوا کرتا چل نکلے جس قصبہ میں جاتے توقف نہ فرماتے لوگوں
کی آمد و رفت سے اور فرماتے مجھے ایسے موضع میں رہنا پسند ہے جہاں کوئی معتقد میرا نہ ہوتا میں فارغ
البال ہوکر مشغول رہا کروں یہاں تک کہ اجودھن میں آئے وہاں کے لوگوں کو سخت دل بدخو پایا کہ فقرا
کے معتقد نہ تھے حضرت شیخ نے فرمایا یہ مقام لایق میری سکونت کے ہے وہاں ٹھہر گئے کوئی متوجہ اُنکے
حال کا نہوا باہر شہر سے کریل کا بن تھا شیخ اُسمیں بفراغت مشغول رہتے اور اکثر اوقات مسجد جامع میں
مراقب رہتے وہاں اطمینان کلّی پایا وہیں آپکے چند پسر متولد ہوئے کبھی دائی آکر عرض کرتی کہ آج مخدوم
زادہ پیدا ہوا ہے اور فاقہ ہے اور فلانی بیوی کے یہاں تین دن سے فاقہ ہے آپکی دو تین حرمین تھیں
حضرت شیخ فرمایا کرتے کہ مَیں اُسکا یہ کہنا شل ہوا کے جانتا ہوں کہ ایک کان میں آئی دوسرے سے
نکل گئی دل اللہ تعالیٰ سے ایسا مشغول تھا کہ ایسی باتیں فقر و فاقہ کی آپ کے دلمیں گذر نہ پاتی تھیں
آخر اللہ تعالےٰ نے دروازہ نعمتوں کا آپ پر کھولا اور دنیا متوجہ ہوئی ‌•

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس بست و ششم - سعادت قدم بوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر
اول یہ بات فرمائی کہ ضرور ہے محبت اس مرد اور دنیا کی دلمیں نہ ہو اور جو کچھ اُسکے پاس آئے اُسے راہِ
خدا میں صرف کرے پھر یہ حکایت بیان کی کہ قزل بادشاہ مغل تھا یہ قزل سوا اُس قزل سابق کے ہی
اُسکا ایک داروغہ مطبخ تھا نہایت سخی دینے والا جو موجود ہوتا دیدیا کرتا بلکہ قرض لیکر ہر سائل کو دیتا مال
شاہی کے صرف میں کچھ تامل نہ کرتا انجام کار وقتِ محاسبہ اُسپر ایک لاکھ چوبیس ہزار دینار برآمد ہوئے
کہ خرچ باورچی خانہ شاہی سے فقرا کو بانٹ دئے تھے پھر فرمایا جہاں ایک مطبخ کا یہ خرچ ہو اور کارخانوں
کا اُسی پر حساب کیا چاہئے کہ کیا کچھ صرف ہوگا اُسکے عہد میں یہ قاعدہ مقرر تھا کہ جسپر مال شاہی نکلتا اُسپر
مار دھاڑ اور قید نہ کرتے تھے قاضی شرع کے یہاں بھیجدیتے قاضی موافق اپنے حساب لیتا اگر اُسکے ذمہ
مال ثابت ہوتا تو اُسکے وصول تک وہ قیدخانہ میں مقید کر دیتا جب بعد حساب اُسکو مقید کیا تو اُس
قیدخانہ میں کچھ اوپر ساٹھ آدمی اور قید تھے داروغہ مطبخ نے اپنے لڑکے کو قید میں بلاکر دوات قلم اور کاغذ
منگوایا اور خفیہ اُن سب کے نام لکھے اور جسقدر اُنمیں ہر ایک کے ذمہ مطالبہ سلطانی تھا تعداد اُسکی ہر ایک
کے نام کے ساتھ لکھی وہ سب قرضہ بتیس ہزار تنکہ ہوا اپنے فرزند سے بلاکر پوشیدہ کہا گھر جاکر قبا ہائے زرین
اور سیلہ مندیل پشمینہ زیور وغیرہ جو کچھ ہے اندازہ کرا کر فروخت کرا اور قیمت اُسکی لے آ۔ لڑکا کیا جانے کیا کریگا
فقط یہ سمجھا کہ اپنے ذمہ کا مال دیکر قید سے چھوٹا چاہتا ہے لڑکے نے سب مال و اسباب فروخت کرکے
روپئے لے آیا داروغہ نے جو شمار کیا تو وہی بتیس ہزار تنکہ نکلے داروغہ نے ہاتھ اپنی ڈاڑھی اور مونھ
پر پھیر کر الحمد للہ کہا لڑکا یہ سنکر حیران ہوا کہ باپ پر مطالبہ ایک لاکھ چوبیس ہزار دینار کا ہے یہ کس واسطے
بتیس ہزار تنکہ سے خوش ہوکر الحمد للہ کہتا ہے اسقدر سے کب اسکی گلو خلاصی ہوگی پھر اُس داروغہ نے
اُس نقد سے ساٹھ گرہیں کچھ اوپر کپڑوں میں پھاڑ کر باندہیں مختلف العدد ہر ایک قیدی کیواسطے ایک
گرہ بتعداد اُسکے قرض کے اور چونکہ اُن قیدیوں کو مقدور نہ تھا کہ مال اپنے حصہ کا دیکر رہا ہوں داروغہ
نے ہر ایک کو ایک گرہ اُسکے قرض کے موافق دیکر کہا تم سب یہ اپنا قرضہ دیکر بعد رہائی گھر جاؤ اور سب
کو چھڑا دیا قزل بادشاہ نے جب قصہ اپنے داروغہ کا سنا براہِ معدلت فرمایا ایسا شخص خائن نہیں ہوتا

اس نے بیشک یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار دینار نقرار اور درماندوں کو دیئے ہیں درحقیقت وہ ثواب
مجھ کو ہے میں نے اسکو بخشا اُس سے کہدیں بخوشی اپنے گھر جاوے بعد اس حکایت کے خدمت خواجہ نے
یہ آیتہ شریف پڑھی ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ یعنی پسند کرتے ہیں غیروں کو اپنی
جانوں پر اگرچہ خود حاجت مند ہوں والحمد للہ رب العالمین ٭

مجلس بست وہفتم - سعادت پابوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ
بالخیر نے فرمایا لوگوں نے اس حدیث سے سوال کیا تھا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم والتحیتہ نے
لو کانت الدنیا برکۃ دما اکل المؤمن الا الحلال یعنے اگر دنیا تمام حوض خون کا ہوجاوے مومن سوا
حلال کے نہ کھاوے گا جواب فرمایا دوسرے حدیث میں آیا ہے المومن لا یاکل الاعن فاقتہ یعنے
فاقہ کیوقت کھاتا ہے اور حالت مخمصہ میں اُسکو مُردار حلال ہوجاتا ہے یہ توجیہ اھل علم کی ہے لیکن اھل
طریقت نے اسکے معنے دو طرح کہے ہیں ایک لایق بیان کرنے کے ہے اور دوسرے نہ کہنے کے سو
لایق بیان یہ ہے کہ اگر تمام دنیا حوض خون کا بنجاوے تو مومن اپنا قوت ذکر آلہی سے کرتا ہے اور آیتہ
شریفہ پڑہی انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایماناً
وعلی ربھم یتوکلون انما کلمہ حصر کا ہے اور مومنون مقابل کافرون کے ہے اور زیادت ایمان سے مُراد
زیادتی تقویٰ ہے وعلی ربہم مفعول مقدم مقتضے حصر کو ہے یتوکلون کے معنے یعتمدون ہیں اسپر ایک
عالم نے اعتراض کیا کہ موافق اس توجیہ کے جو کوئی فاقہ سے نہ کھاوے تو وہ مومن نہ ہو فرمایا ارشاد نبوی ہے
کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقنی قوت آنحضرت شریف کا ذکر آلہی سے تھا اور قرب بارگاہ رب العزت
سے پھر یہ حکایت شیخ عقال مغربی کی فرمائی کہ اُنھوں نے سات برس کچھ نہ کھایا حرم کعبہ میں مراقب تھے
اور نماز کیوقت ہوش میں آتے اُٹھ کر نماز پڑھتے پھر مراقبہ میں ہوجاتے اسمیں ایک اہل علم نے پوچھا انکا
ذکر لسانی تھا یا دلی فرمایا ذکر زبان بھوک پیاس زیادہ پیدا کرتا ہے کہ اعضا حرکت میں آتے ہیں اور انکی
حرکت سے گرسنگی بڑھتی ہے مگر جب ذکر دلمیں پہنچتا ہے تو خواہش طعام جاتی رہتی ہے یہ ارشاد خواجہ کا
لوگوں کو دشوار معلوم ہوا کہ آدمی سات برس تک بے کھائے کیسے زندہ رہے گا حضرت خواجہ نے فرمایا

تمکو اسکی مثال عالم ظاہر میں تبلاؤں۔ اِس شہر میں ایک شخص رشید پنڈت نام تھا خدا تعالیٰ اُسے
غریق رحمت کرے سوداگروں کی رسم ہے کہ دوکان فروخت جدا گانہ مکان سکونت سے ہوتی ہے
اُنکی چھوکری آکر کہتی خواجہ نہاری تیار ہے کھالو کہتے ذرا صبر کرا ور حساب میں مشغول ہوجاتے تھوڑی دیر
بعد وہ پھر آتی کہتی میاں دنکا کھانا سرد و خراب ہوگیا چلکر کھالو یہ کہتے چُپ رہ تھوڑا حساب رہ گیا ہے
یہاں تک کہ دوپہر ڈھلجاتا وہ پھر آتی کہتی نماز ظہر ہوگئی تمنے کھانا نہیں کھایا یہ کہتے کیا آج اب تک
نہیں کھایا ہے وہ کہتی کہاں کھایا ہے میں چند بار بُلانے آئی کوشش کی مگر تم نے نہیں کھایا غرضکہ وہ
حساب میں ایسے مشغول ہوتے کہ طعام یاد نہ آتا کہ کھاچکا ہوں یا نہیں پھر فرمایا عالم عشق میں ایسا ہی
ہوا کرتا ہے کہ جب عاشق کا دل معشوق سے متعلق ہوا تو اُسکو طعام یا خواب یاد نہیں رہتا پس جب
عالم ظاہر میں یہ معاملہ ہے تو عالم باطن کا معاملہ بطریق اولیٰ مؤثر زیادہ ہوگا جو شخص مشغول مشاہدات عالم
غیب کا ہوگا اُسے طعام کسکا پانی کسکا خواب کس کا اسپر ایک طالب علم نے سوال کیا کہ میں نے ایک
حدیث دیکھی ہے فرمایا آنحضرت نے کمل من الرجال کثیر و لم یکمل من النساء غیر مریم بنت عمران و اسیہ
امراتہ فرعون اسمیں کمال نسا کو مقابل کمال رجال کے رکھا ہے سو وہ کیا کمال ہے خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ
بالخیر نے معنے کمال اور نہایت کمالیت رجال کا بیان فرمایا کہ للنہایۃ ھوالرجوع الی البدایۃ فرمایا مرد
نہایت سے بازگشت طرف بدایت کے ہے یعنے جیسے لوگ بدایت میں مرفوع القلم ہوتے ہیں نہایت
میں بھی مرفوع القلم ہو وہ منتہی اور کامل ہوگا پھر فرمایا کہ مرد بہت رتبہ کمال کو پہونچے ہیں مگر عورتوں سے
بھی دو عورتیں مرتبہ کمالیت کو پہونچی ہیں مگر بہ نسبت اپنے زمانہ کے ایک مریم بنت عمران دوسری
آسیہ زوجہ فرعون کہ جب اُنکو تکالیف و محنتیں پہونچیں تو اُنہوں نے صبر کیا رتبہ کمال حاصل ہوا لگر ازواج
مطہرات ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کاملتر سب سے تھیں اسیواسطے وہاں تخصیص زمانہ کی
کہدی گئی کہ اسوقت میں اُنھوں نے صبر میں کمال پایا لیکن مرد اکثر کمال کو پہونچے ہیں پھر فرمایا یہ حدیث
مشارق الانوار میں ہے پھر فرمایا کمال انبیا کا کم کمال رسل سے ہے اور کمال اولیا کم کمال انبیاء سے ہے پھر
کمالات اولیا باہم متفاوت ہوتے ہیں کہتے ہیں فلانا عالم علم میں کامل ہے یا فلاں زاہد زہد میں کامل ہے

اس سے یہ مراد نہیں کہ اوروں کو کمال نہیں لیکن اُس نے اس وصفِ خاص میں شہرت پائی ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدق میں کمال پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل میں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیا میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہ نے شجاعت میں تو کیا اور صحابہ کرام سے کسی میں صدق وعدل وحیا وشجاعت نہ تھی مگر ان خلفائے راشدین نے اُن اوصاف سے شہرت پائی جیسے حاتم سخاوت میں مشہور ہوا تو کیا اوروں میں سخاوت نہ تھی لیکن حاتم سخاوت میں مشہور ہو گیا والحمد للہ رب العالمین ۔

مجلس بست وہشتم - سعادتِ قدم بوس حاصل ہوئی۔ ایک سید خدمت شریف میں بارادہ بیعت آیا تھا پوچھا کیا نام ہے عرض کی شرف پوچھا کیا کام کرتے ہو اُسکے جواب میں تاخیر ہوئی میں نے کہا یہ دارو غہ جوھری بازار کے ہیں نہایت مرد صالح ہیں انکی ایک والدہ عابدہ ہیں ان کا گھرخانہ صفا ہے اکثر ملاقات انکی درویشوں سے رہتی ہے بعد اسکے حضرت خواجہ نے کلاہ منگوائی اور دستِ مبارک واسطے بیعت کرنے کے بڑھایا اور اقرار لیا پھر دوگانہ نفل پڑھوائی بعد نماز اندر آکر بیٹھا۔ اُسے ارشاد کیا کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر امر میں کرنا چاہئے اور تم سے زیبا تر ہے کہ تم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور متابعت رسول فقط دو چیز میں ہے کہ جو کچھ خدا اور رسول نے کہا وہ کرنا چاہئے اور جس سے خدا اور رسول نے منع کیا اُس سے بچنا چاہئے اور خرید وفروخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہ آوے مثلاً ایک چیز پانچ درم کی خریدی ہوئی ہے جب مشتری کو آمادہ لینے پر دیکھے تو یہ نہ کہے کہ میں نے چھ درم کو لی ہے سات درم کو دونگا اسمیں ہرگز کچھ برکت نہیں ہوتی بلکہ نقصان واقع ہوتا ہے اور مال اُسکا تلف ہو جاتا ہے ہاں اگر کہے کہ پانچ درم ایک دانگ کو دونگا تو اُسکے اس ایک دانگ میں برکتیں پیدا ہونگی۔ اور مال اُسکا اسطرح بڑھیگا کہ وہ نہ جانے گا کہاں سے بڑھا پھر یہ حکایت فرمائی کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حال ایک تاجر بزرگ کا لکھا ہے کہ بغداد میں تھے اُنکو خواجہ محمد منکدر کہتے تھے دوکان بزازی کیا کرتے موسم سرما میں کبادے نبو اکر بیچتے جب دوکان سے کہیں کام کو جاتے تو غلام کو بٹھا جاتے اور تاکید کرجاتے کہ خبردار یہ لبادہ دو دینار کو وہ اور یہ تین دینار کو اسمیں کم وبیشی نہ کرنا ایک دن ایک اعرابی آیا اور غلام سے پوچھا فلانا لبادہ کس قیمت

دیگا دہ دو دینار کی قیمت کا تھا غلام نے کہا تین دینار کا اعرابی کو سستا معلوم ہوا تین دینار دیکر خرید لیا راہ میں اُسے محمد منکدر ملے اپنا لبادہ پہچان کر اُس سے پوچھا کہ شیخ یہ لبادہ کتنے کو لیا ہے کہا تین دینار میں محمد منکدر نے کہا اس قسم کے لبادے دو دینار کو آتے ہیں نہ زیادہ کو دوکاندار نے ایک دینار تجھ سے زیادہ لیا ہے لوٹ آؤ لبادہ پھیر دو اور یہ ظاہر نہ کیا کہ میری دوکان کا ہے۔ اعرابی نازک مزاج ہوا کرتے ہیں۔ سمجھا اس نے یہ پسند کیا ہے اور سستا جانکر پھیروانا ہے کہ خود خریدے غصّہ ہو کر کہا خواجہ یہ لبادہ ہمارے ملک میں دس بارہ دینار کا ہے تو براہِ فریب مجھ سے پھروا کر خود خریدنا چاہتا ہے۔ حضرت محمد منکدر نے جب دیکھا کہ اِسکے دلمیں شک ہوا الغرض غصّہ ہوتا ہے کہا شیخ بے ذوق نہو یہ لبادہ میری دوکان کا ہے میں غلام سے کہہ آیا تھا کہ اس قسم کا لبادہ دو دینار کو دینا اُس نے تم سے تین دینار لے لئے ہیں میری ہمراہ چلو ایک دینار تمکو پھیر دوں یا اِس سے عمدہ لبادہ تین دینار والا تم کو دوں۔ اعرابی یہ سنکر ہمراہ آیا حضرت محمد منکدر نے ایک دینار اُسکو دوکان سے واپس دلوایا۔ اعرابی نے وہاں سے لوٹکر لوگوں سے پوچھا یہ دوکاندار کون ہے نہایت امین دیانتدار معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے کہا اِنکو شیخ محمد منکدر کہتے ہیں اعرابی نے تعجب سے کہا شیخ محمد منکدر یہی ہیں ہم تو اپنے وطن میں بڑے سخت حوادث میں اِنکے نام کو اپنا شفیع کرتے ہیں انکے نام کی برکت سے سب مشکل آسان ہو جاتی ہے ہم جانتے تھے محمد منکدر کوئی بڑا شیخ ہے خانقاہ میں رہتا ہوگا یہ نہ معلوم تھا کہ وہ یوں زُمرۂ تاجروں میں ہونگے۔ مقصود اِس حکایت سے صدق انکا ہے ✦

والحمد للّٰہ رب العالمین ✦

مجلس بست ونہم سعادت قدم بوس میسر ہوئی۔ حضرت خواجہ پر حال طاری تھا کیفیت میں خاطر شریف مضمحل تھی۔ دستِ مبارک زمین پر ٹیک لیا تھا۔ اور غلبۂ حال سے ایک پیچ دستار مبارک کا کھل گیا تھا۔ عالم بے خبری تھی۔ پھر آہستہ فرمایا انا عند المنکسرۃ قلوبھم والمندرستہ قبورھم پھر خاموش رہے اور دو تین بار درد سے سر ہلایا اور فرمایا عین القضاۃ ہمدانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ✦ **ھ** برنخاستہ زجان وتن ومی باید ✦ سرآمدہ خونشتن مے باید ✦ در ہر قدمے ہزار بند افزون است ✦ زیں گرم روے بندشکن مے باید ✦ پھر فرمایا ایک بند شرعی

ہے ایک بند نفسانی چاہئے کہ بند شرعی بھی توڑدے اور بند نفسانی بھی۔ بند شرعی زن و فرزند ہیں
اور بند نفسانی شہوات و لذات ہیں۔ جس دلمیں محبت آلہی نے جگہ کی اسکی نظر میں زن و فرزند کس
کے ماہین کیسی پھر یہ مثنوی مولانا نظامی علیہ الرحمتہ کی پڑہی۔

شعر

یارب تومرا بروے لیلے	ہر لحظہ بدہ زیادے میلے

پھر یہ حکایت فرمائی کہ شیخ عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ حالت نوعمری میں مجذوب ہوئے اُنکو ایک حال
پیدا ہوا کہ گیارہ بارہ سال کی عمر میں مکتب کو جاتے تھے۔ چند غلامان ترکی اُسکے ہمراہ تھے انکا باپ
مرد معتبر و دولتمند تھا یہ عثمان سوداگروں کا ساجبہ قیمتی پہنے دستار مصری سر پر باندہے تھے جاتے ہوئے راہ میں اُنہوں
نے ایک گدھا پڑا ہوا دیکھا کہ پشت اُسکی زخمی تھی۔ کوّے گوشت اور چمڑا اُسکا نوچتے تھے وہ ایسا عاجز تھا
کہ سر بھی نہ ہلا سکتا تھا کہ اُنکو اُڑا دے خواجہ عثمان اُسکو ایسا لاچار دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور اُسکے حال پر
افسوس کیا اور براہ رحم دلی جبہ اپنا اُتار کر اُسپر ڈالا اور پگڑی اُتار اُسپر باندھی کہ گر نہ پڑے غلامان ترک سے
کہا خوب لپیٹ کر باندھو کہ کھلنے نہ پاوے اُسکا یہ رحم گدھے پر بارگاہ کبریائی میں مقبول ہوا جذبہ آلہی متوجہ
ہوا وہ مجذوب ہو گیا اور اُسیطرح سر و تن برہنہ فقط پائجامہ پہنے بازار میں جاتا تھا کچھ خبر نہ تھی کہاں جاتا
ہوں یہاں تک کہ دروازہ پر حضرت معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے جا نکلے شیخ اپنی دہلیز میں بیٹھے تھے اور بہت
مُرید گرد آپ کے تھے اُنکو دیکھ کر باادب سلام کیا اور خدمت میں بیٹھ گئے شیخ بیان سلوک میں تھے لڑکے کو
سر و تن برہنہ اور غلامان ترکی کو پیچھے شور کرتے ہوئے دیکھ کر نور معرفت سے معلوم کر لیا کہ اس طفل کو جذبہ
آلہی پہونچا ہے ہر ساعت محبت آلہی بڑھتی جاتی ہے۔ غلامان ترکی دوڑ کر اُسکے گھر گئے اور عثمان کے
والد کو اُنکی دیوانگی کی اطلاع دی باپ سُنکر دوڑتا ہوا آیا۔ فرزند کو حضرت شیخ معاذ رازی کے پاس دیکھا
کہ سر اُنکی چوکھٹ پر رکھے ہوئے ہے باپ غم دیدہ پایان مجلس میں بیٹھ گیا شیخ نے پوچھا یہ لڑکا تمہارا ہے
بولا ہاں فرمایا اسے قرب آلہی تک پہونچا دیا ہے یہ مجذوب کامل ہو گیا ہے اس بیان میں شیخکو حال پیدا ہوا
گاہے خاموش گاہے روتے اور یہ شعر پڑھتے **شعر** در ہر قدمے ہزار بند افزون است ۞ زین گرم

روے بند شکن مے بادیدہ پہر شیخ نے پوچھا اس لڑکے کی ماں ہے باپ نے کہا اسکے ماں بہن سب ہیں اور پریشان
حال گریہ وزاری کر رہے ہیں تب شیخ نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا بابا اگر چاہتا ہے کہ یہ حالِ معرفت تجھ کو
ہمیشہ رہے تو اپنے والد کے ہمراہ گہر جاؤ اور ماں باپ کی خدمت میں رہا کر اُس نے فرمانِ شیخ قبول کیا اور
باپ کے ہمراہ گہر گیا - وہاں باپ نے کہا اے پدر مہربان تمہاری اور راہ ہے اور میری راہ اور ہے - اُس کا
باپ سوداگر تھا اہلِ دُنیا سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ میں کام آپکا کیا کروں تو یہ ہرگز مجھ سے نہو سکیگا مجھ سے
آپکو اسقدر راحت ہوگی کہ مجکو دیکھا کریں سو اُسکے اور کچھ مجھسے فائدہ نہوگا مجکو گہر میں کوئی جگہ الگ تعین کریں میں وہاں مشغول رہا
کروں باپ نے کہا اے فرزند سعید آجتک تو بیٹا تھا اور میں باپ یہاں اور یہیں اب تم مالک و مختار ہو اور ہم سب تیرے لونڈی
غلام ہیں اور یہ گہر مال و اسباب ملک تیرا ہے کس بندے کی دلی تمنا یہ نہوگی جو تمکو اللہ تعالے نے
روزی کی ہے جہاں پسند ہو رہو پہر اُسے ایک حجرہ گہر کا دیا وہ اُسمیں دَر بند کئے ہوئے ہمیشہ مشغول
رہتا نماز کیوقت اذان سنکر دروازہ کہولتا اور مسجد میں جاکر نماز با جماعت پڑھتا پہر آکر مشغول ہو جاتا -
یہاں تک کہ عمر بست سالگی میں عارفِ کامل ہوگیا پس مولانا کمال الدین سامانہ نے عرض کی کہ کیا مرتبہ
اجتبا یہی ہے جو اس آیت شریفہ اور حدیث میں ہے ثم اجتباہ ربہ اور یہ حدیث پڑہی اذا احب اللہ عبداً
اجتباہ ثم اذا احبہ الحب البالغ اجتباہ فرمایا جو شخص پھول ہنتا ہے خار و خس دُور کر کے نئے پھول چن لیتا
ہے اس پھول چننے کو اجتباہ کہتے ہیں سو جسکو جذبہ آلہی آلیتا ہے اوصاف ذمیمہ اُسکے دُور ہو جاتے ہیں وہ
شخص مخلص ہو جاتا ہے پہر فرمایا مخلَص مخلِص سے افضل ہے مخلَص وہ مجذوب متدارک بسلوک ہے اور مخلِص
سالک متدارک بجذبہ ہے فرمایا جسکو جذبہ آلہی آلیتا ہے وہ جو کام کرتا ہے قوۃ جذبہ سے کرتا ہے اُسمیں شیطان و
نفس کا دخل نہیں ہوتا اسپر یہ آیت پڑہی قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور
جو سالک متدارک بجذبہ عمل کیا کرتا ہے تو اُسکو سو بار نفس و شیطان معصیت کے دلدل میں گرا دیتے ہیں گر
وہ سلوک میں ویسا ہی کوشش کرتا ہے پہر جب جذبہ آتا ہے تو شیطان و نفس سے مطمئن ہو جاتا ہے
پہر قاضی آدم نے سوال کیا کہ اس صورت میں مجذوب متدارک بسلوک فاضل تر ہوا خدمت خواجہ ذکرہ
اللہ تعالے بالخیر نے فرمایا یہ بات مختلف فیہ مشائخ کی ہے شیخ الشیوخ فرماتے ہیں کہ مجذوب متدارک

سلوک افضل ہے اور دوسرے مشائخ کہتے ہیں سالک متدارک بجذبہ فاضلتر ہے اور ہر فرقہ اپنے
دعوی پر دلائل لاتا ہے اور جو لوگ سالک متدارک بجذبہ کو افضل کہتے ہیں اُنکی یہ دلیل عمدہ ہے کہ وہ اپنے
اعمال میں خونِ جگر کھاتا ہے رنج وتعب زیادہ اُٹھاتا ہے ہر زماں اُسکو نفس وشیطان معصیت میں
آلودہ کرتا ہے اور وہ نکلکر تائب وعابد بنتا ہے اور یہ حدیث شریف بھی اسیطرف اشارت کرتی ہے
قال علیہ السلام انما اجرك علی قدر تعبك ونصبك چونکہ اُسکو تعب ونصب زیادہ ہوا لہذا وہ افضل
ہوا اور مجذوب متدارک بسلوک کو جذبہ حاصل ہوا اور سلاح ہاتھ میں آئے اب جو عمل کرتا ہے جذبہ کی قوت
سے کرتا ہے شیطان اُسے بھاگتا ہے جیسے ایک عاشق زینہ بام معشوق تک پہونچا اور قرب حاصل کیا اگر
اُسکو ماں باپ اقارب روکیں اور نصیحت کریں کہ یہ کام اچھا نہیں وہ کب سنتا ہے اسیطرح جسکو عشق و
محبت حاصل ہوئی وہ شیطان کی کب سنتا ہے۔ اور نفس کی بات کب مانتا ہے۔ ان دونوں کو اُسپر
دخل نہیں رہتا والحمد للہ رب العالمین ❖

مجلس سی ام

سعادتِ قدم بوس میسر ہوئی خدمتِ خواجہ ذکرہ اللہ تعالی بالخیر نے یہ حکایت
بیان ہمت میں فرمائی ایک بزرگ تھے اُنہوں نے شب کو نذر کی کہ جو فتوح کل مجکو ملیگی وہ اُس درویش
کو دیدوں گا۔ جو مجکو پہلے ملیگا اتفاقاً اُس فجر کو خلیفہ وقت نے اُسے ہزار دینار بطریق فتوح بھیجے۔ وہ
اُن ہزار دیناروں کو لیکر گھر سے باہر نکلا دیکھا ایک غریب حجام سے اصلاح بنوا رہا ہے اور اپنے دل میں
سوچ رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نقد نہیں ہے حجام کو کیا دونگا اُسی حال میں یہ بزرگ اُسکے پاس آئے
اور موافق نذر شب کے وہ ہزار دینار اُسکو دئے اُس شخص نے لیکر وہ سب مال حجام کو دیا اُن بزرگ
نے جانا اس نے بے دیکھے یہ حجام کو دیا ہے اگر جانتا اسمیں ہزار اشرفی ہیں تو سب نہ دیتا لہذا اُس سے
کہا اے عزیز اسمیں ہزار اشرفی ہیں اُس فقیر نے سُنکر کہا کیا نذر شب کی بھولگیا ہے یاد کر تو نے کیا اقرار
کیا تھا اور جب حجام نے دیکھا کہ مجکو ہزار دینار دیتا ہے اُس فقیر سے کہا جب میں نے تیرا خط بنانا شروع
کیا تھا تو جان لیا تھا کہ تو مرد فقیر ہے مجکو کچھ نہ دیگا سو میں نے بہ نظر آخرت للہ تیرا خط بنایا ہے اب میں
ثواب آخرت لینا یہ ہزار دینار لیکر باطل نہیں کرتا اور جسکو چاہے دے غرضکہ وہ ہزار دینار نہ اُس فقیر

انے لئے نہ اُس حجام نے دونوں نے موافق ہمت عالی کے کام کیا پھر یہ آیت شریف ارشاد فرمائی ما زاغ البصر وما طغی بعدہٗ فرمایا تمام خزانے روئے زمین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ کرائے بلاحساب آخرت کے مگر آپنے انکو گوشۂ چشم سے بھی نہ دیکھا اور کچھ التفات انکی طرف نہ کی اسپر یہ حدیث پڑھی والذی نفس محمد بیدہ لو سألت ربی ان یجری معی جبال الدنیا ذہبا لاجراھا حیث ذہبتہا ولکن آخرت جوعہا علی شبعہا وفقرھا علی غناہا وحزنہا علی فرحہا اور یہ شعر پڑھا*

شعر

کوہ زریں رود گو ہر خاک چیست	پیش وجہ اللہ ذکر خاک چیست

مجلس سی ویکم - سعادت قدم بوس میسر ہوئی - ایک شخص نو وارد تھا اپنے حصول مطلب کی دعا اور مدد چاہتا تھا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکے واسطے فاتحہ پڑھی اور دعا کی پھر فرمایا راحت خانۂ فقیر میں ہے اور دُنیا دار کے گھر میں کسیطرح راحت وآرام نہیں سوائے غم واندوہ کے یہ فرق ہے کہ فقیر کے یہاں غم واندوہ دنیا کا نہیں اگر ہے تو غم واندوہ طلب حق کا ہے اور اس غم واندوہ کے ضمن میں ہر گونہ شادی وفرحت ہے اور کیا خوب کہا ہے اس باب میں۔

شعر

با دوست کنج فقر بہشت است و بوستاں	بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری

فرمایا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو دیکھتا یہ تصور کرتا تھا کہ ابھی انکا شاید کوئی فرزند عزیز یا مادر و پدر نے انتقال کیا اُنکے غمگین و متفکر رہنے سے اور یہ حدیث فرمائی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم طویل الحزن کثیر الفکر پھر یہ حکایت بیان کی کہ بوسعید بادشاہ کو ایک وقت ایسا حال پیدا ہوا کہ دیوار محل سے سر اپنا مارتے تھے اور زار زار رو کر یہ کہتے تھے کہ میں نے کیا کیا جو مجھے بدترین مردم کیا ایک سردار انکا محرم راز کہ قرابت بھی رکھتا تھا روبرو آیا اور یہ حال دیکھ کر کہا اے بادشاہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں تیسرے مرتبہ میں یاد فرمایا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاع امری فقد اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ

آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں کہ مجکو بدترین مُردم کیا ہے سلطان بوسعید نے اُسسے جواب کہا مجھہ سے اِس
دعوی پر ایک دلیل قطعی سُن وہ یہ ہے کہ مثال میرے مانند اُس سوداگر کے ہے کہ اُسکے بہت غلام ہیں
وہ ایک کو بہ نظر کسی استحقاق کے عزت بخش کر اور سب پر امیر کردے اور سب کو اُسکی اطاعت کا حکم
کرے کہ اُسکا مطیع میر افرماں بردار ہے اور جو اطاعت اُسکی نہ کرے اُسکو میں عتاب و عذاب کرونگا پہر
وہ غلام برگزیدہ عزت یافتہ اپنے مولی مربی کے دشمنوں سے ملے اور موافقت کرے اور جو کچھ دشمن اُسکے
مولی و مہربان کی کہیں یہ غلام ویسا ہی کرے تو کیا وہ بدترین مُردم ہوگا یا نہیں اُس سردار نے کہا
بے شک ہوگا سلطان نے کہا وہ غلام طاغی باغی میں ہوں کہ پروردگار عالم عز اسمہ نے مجکو بلا استحقاق
کسی خدمت کی اور مخلوق سے برگزیدہ اور بلند مرتبہ فرمایا میں نے نفس و شیطان سے کہ دشمنان آلہی
ہیں یاری اور موافقت کی ہے جو یہہ کہتے ہیں کرتا ہوں مولا کے امر و نہی کا لحاظ نہیں رکہتا تو کہو مولا
مجازی اُس غلام سے کسقدر ناراض و خشمگین ہوگا اللہ تعالے مالک حقیقی نے مجکو امر و نہی فرمائے
ہیں حکم نہیں بجالاتا اور ممنوعات کرتا ہوں۔ مبادا غیرت آلہی متوجہ انتقام ہو پہر فرمایا دُنیادار کو اگر
شدائد محن پیش آویں تو یہ اُسکے خیر و نجات کی دلیل ہے کہ اُسکے گناہوں کے مکفرات ہوجاتے ہیں
اور خطائیں اُسکی بخشی جاتی ہیں اور جس مشغول دنیا کو رنج و تکلیف نہ پہونچے اور خوش و خورم کامیاب
ہوکر ترک اوامر اور اقدام منکرات و قبائح پر کرے تو یہ اُسکے حق میں استدراج ہے نعوذ باللہ
تعالے منہا لوگ تھوڑی مقدرت میں دنیا کی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور بندگانِ خدا کو رنج پہونچاتے
ہیں اور آہ دل سوختہ سے حذر نہیں کرتے آخر آہ مظلوموں کی اُنپر خرابی لاتی رہی کہ آہ دلہا آتشے است

شعر

دانی کہ رہِ سوختگاں را اثر بود ۔۔۔ بگذار نالہ کہ برآید ز سینہ ہا

اور یہ حکایت فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کے ایک عزیز خواجہ
عزیز الدین نام کہ ایک مدت اُنکے فوت کو گذری ہے رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے تھے کہ میں ایک جگہ دعوت
کو گیا تھا وہیں جب بعد عصر وہاں سے کہا کر آیا تو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت

نے پوچھا کہ کہاں تھا۔ عرض کی فلاں جگہ دعوت میں گیا تھا وہاں اکثر اعزہ یہ باتیں کرتے تھے کہ جناب
سلطان الاولیا کی خاطر شریف امور دنیا وی سے فارغ ہے آپ کو کوئی غم اور فکر اس جہان کی نہیں جناب
شیخ قدس سرہ العزیز نے یہ سُنکر فرمایا جسقدر مجکو غم واندوہ رہتا ہے کسیکو اس جہان میں نہوگا اسواسطے
کہ مخلوق خدا جو میرے پاس آتی ہے اور اپنے رنج وتکلیف بیان کرتی ہے اُن سب کا بوجھ میرے جان
ودل پر پڑتا ہے اور ہر ایک کیواسطے دل کڑھتا ہے وہ عجب دل ہوگا جو مسلمان بھائی کا غم سُنے
اور اُسمیں اثر نہو یہی حکمت ہے کہ کامل بندے اللہ کے جو شہروں کو چھوڑکر کوہ وبیاباں میں بسر کرتے ہیں
تا کوئی اُنکے پاس نہ آوے اور اپنا رنج سُناکر اُنکو رنجیدہ نہ کرے اسپر یہ حدیث شریف پڑھی ہے کہ اللمومنون
کرجل واحد ان اشتکٰی عینہ اشتکٰی کلہ وان اشتکٰی راسہ اشتکٰی کلہ فرمایا یہ حدیث مصابیح میں
ہے قاضی آدم نے موافق اسکے دوسری حدیث پڑھی مثل الناس کالبنیان یشد بعضہ بعضا +
پھر فرمایا میرے پاس آنے والا یا اہل دنیا سے ہے یا اہل فقر سے اگر اہل دُنیا سے ہے تو دل اُوسکا
متعلق بدنیا ہوتا ہے جب وہ آتا ہے تو مَیں اُسکو دیکھکر احوال دریافت کرتا ہوں وہ کچھ کہتا ہے مگر جو
کچھ اُسکے دلمیں ہوتا ہے وہ مجھپر بطریق انعکاس میرے دل پہ منکشف ہوتا ہے لہذا قلق واضطراب پیدا
ہوتا ہے اور اگر وہ اہل فقر سے ہے تو دل اُسکا متعلق بحق ہوتا ہے اُسکی کیفیت مجھمیں ظاہر ہوتی ہے
دل خوش ہوتا ہے کہ یاد خدا ورسول کی ہوتی ہے مگر بے فائدہ باتوں سے دلمیں نفرت پیدا ہوتی ہے
بعضے ایسے بے قید وحشی مزاج ہوتے ہیں کہ فلانا کام ہمارا جلدی کردے ورنہ بُرا کہتے ہیں جھگڑتے ہیں
نہیں جانتے کہ درویشوں کو ہر کام میں تحمل کرنا چاہئے اور اسباب میں یہ حکایت فرمائی کہ میرے
بھائی خواجہ عطا نبیرہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے لاوبالی مزاج تھے ایکبار حضرت
شیخ سلطان الاولیا کی خدمت شریف میں آئے اور دوات وقلم نکالکر حضرت شیخ کے روبرو رکھدی
اور کہا فلانے امیر کو رقعہ لکھدو کہ مجکو کچھ دے شیخ نے عذر فرمایا وہ میرے پاس آمد ورفت نہیں کرتا
غیر شخص کی سفارش کیسے کروں مگر تم کو جو اُس سے توقع ہو بیان کرو کہ میں اپنے پاس سے دیدوں
بولے جو تمہارے دل میں آئے دیدو مگر رقعہ سفارشی بھی لکھ دو شیخ نے فرمایا خیر باد یہ طریقہ درویشوں کا

نہیں ہے کہ رقعے لکھا کریں خصوصاً جبکہ میں نے اُسے نہ دیکھا ہو نہ اُسنے مجھے اور نہ یہاں آیا ہو
یہ کہکر آپ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا فرمایا اُس نیکبخت نے شیخکو برا کہنا شروع کیا کہ کمے فلانے مُرید
میرے دادا کا اور غلام ہمارا ہے تو میں تیرا خواجہ زادہ ہوں ایک رقعہ لکھنے کو کہتا ہوں اور تو نہیں
لکھتا یہ کہکر دوات اُٹھاکر زمین پر زور سے ماری اور جانے کو اُٹھے خدمت شیخ نے ہاتھ بڑھاکر دامن
اُسکا پکڑ لیا فرمایا بے خوش ہوئے مت جاؤ۔ رضامند ہوکر جانا قاضی آدم نے عرض کی یہ اخلاق بہ
کسب حاصل ہوتے ہیں یا صحبتِ پیرِ کامل سے کہا کبھی بھی ہوتے ہیں۔ مگر صحبت سے خوبتر ہوتے
ہیں اور یہ آیت شریفہ پڑھی اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کہ مشیر اسیطرف ہے۔

والحمد للہ رب العالمین ﴿

مجلس سی و دوم - سعادتِ پابوس ہاتھ آئی۔ ایک عالم خدمت میں آیا خدمت خواجہ ذکرہ
اللہ تعالیٰ بالخیر نے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ عرض کی کہ میں غلامان حضوری سے ہوں موضع سہانے
کا وہاں کے لوگ اکثر صالح ہیں اور بیشتر ہیں کے مُرید ہیں اور وہاں کی عورتیں بھی یہیں بیعت رکھتی
ہیں اور مردوں سے زیادہ تر صالح ہیں میں نے کہا کہ یہ صلاحیت وہاں کے لوگوں کی آپ کی بیعت
کی برکت سے ہے پھر اُس مولوی سے پوچھا کیا شغل رکھتے ہو کہا لڑکوں کو پڑھایا کرتا ہوں فرمایا بہتر
کام ہے مطالعہ کتب میں مشغول رہنا اور دوسروں کو قرآن پڑھانا جو اس کام میں رہتا ہے وہ ہمیشہ
باوضو رہتا ہے یہ عمدہ مشغولی ہے پھر یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس
اللہ سرہ العزیز اوش میں تھے اوش نام ایک شہر کا ترکستان میں ہے وہاں جب آپکی عمر کم تھی اور آپ
کے والد ماجد نے رحلت فرمائی تو والدہ ماجدہ شریفہ سے فرمایا میں قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہوں مجھے
کسی اُستاد کے پاس بٹھادو۔ والدہ نے تختی اور شیرینی دیکر ایک لڑکے کے ہمراہ حافظجی کے پاس
جو محلہ میں پڑھاتا تھا بھیجا راہ میں انکو ایک پیر مرد ملا خواجہ قطب الدین نے انکو سلام کیا انہوں نے پوچھا
لڑکے کہاں جاتا ہے کہا قرآن شریف پڑھنے جاتا ہوں میری ماں نے مسجد میں حافظ معلم کے پاس
بھیجا ہے اُس بزرگ نے کہا مسجد جاتا ہے تو میرے ساتھ چل جہاں میں لے چلوں کہ قرآن وہاں پڑھنا

خواجہ قطب الدین نے فرمایا بہت خوب اُس بزرگ کے ہمراہ ہوئے وہ انکو ایک مسجد میں لایا کہ حافظ بیٹھا ہوا چند لڑکوں کو قرآن مجید پڑھا رہا تھا اُس نے اُس بزرگ کو دیکھ کر تعظیم کو کھڑا ہوا اور قدموں پہ گرا پھر اُس حافظ سے اُس بزرگ نے کہا میں اس لڑکے کو تیرے پاس لایا ہوں اسپر کوشش کر کے قرآن پڑھانا اُس نے قبول کر کے اپنے پاس بٹھالیا جب وہ بزرگ لوٹ گئے تو حافظ قطب الدین سے پوچھا یہ ہمراہ تمہارے کون شخص ہے کہا میں آتا تھا راہ میں کہ میری ماں نے محلہ کی مسجد میں حافظ کے پاس قرآن پڑھنے بھیجا تھا یہ بزرگ مل گئے پوچھا کہاں جاتا ہے میرے ساتھ آ جہاں میں لیچلوں مجکو آپ کی خدمت میں لے آئے حافظ نے پوچھا کبھی انکو دیکھا ہے اور پہچانتے ہو کہا نہ پہچانتا ہوں حافظ نے کہا یہ حضرت خضر علیہ السّلام تھے یہ کہہ کر حضرت خواجہ آنکھوں میں اشک بھر لائے اور فرمایا خواجہ قطب الدین نے اُس حافظ سے قرآن ناظرہ تمام کیا مگر جب بڑے ہوئے اور اُس شہر میں آئے تو بعد عمر تیس برس کے قرآن یاد کیا والحمد للہ رب العالمین +

مجلس سی و سوئم - سعادت پابوس حاصل ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا کہ حرکات و سکنات اعضا کی بواسطے ارادت دل کی ہوتی ہے دل آمر ہے اور اعضا مامور اول ارادت دل میں پیدا ہوتی ہے کہ فلاں کام کروں گا من بعد اعضا کام میں آتے ہیں اور اُسکے عکس میں معاملہ دل کے تابع اعضا کے ہوں یہ صورت ہے کہ جب کوئی حرکت جوارح سے وجود میں آتی ہے تو وہ ارادت کیسے مگر اُس حرکت سے دل میں کچھ اثر ضرور ظاہر ہوگا یہ عکس معاملہ کا ہے وہاں دل تابع جارح کا تھا صوفی چاہئے کہ نگہبان جوارح کا ہو اسواسطے کہ وہ حرکت عبادت ہے بعد اُسکے دلمیں ظلمت ہوگی - اور جو اگر معصیت ہے تو ظلمت اُسکے دلمیں پیدا ہوگی پھر فرمایا صوفی ابن الوقت ہے اور معنے اُسکے یہ ہیں کہ اگر عبادت کرنا چاہے تو بالفعل کرے تاخیر اسمیں نہ کرے اور اگر چاہتا ہے کہ وہ حجاب جو درمیان مردم اور حق کے ہے مرتفع ہو جاوے تو مجاہدہ کرے اور سختی نفس پر لازم پکڑے تا وہ پردہ درمیان سے اٹھ جاوے اور اسی معنی میں فرمایا ہے کہ ایک بزرگ تھے انکو شیخ ابوبکر محمد کہتے تھے منجملہ مجذوبان حق سے تھے کوئی پیر شیخ اُنکا نہ تھا مگر تصرفات جذبات الٰہی سے مقامات عالیہ پائے تھے اور جانے مسافت سلوک

مع عقبات کے طے کی تھی سو اُن سے منقول ہے کہ فرمایا چالیس سال میں سلوک میں تھا ایک ایسا مقام سمت پیش آیا کہ دو سال تک اُسکی سختی سے خونِ شکم میں پڑا اور بہت خون پیا تا بہ عنایت الٰہی اُس مقام سے مجکو عبور حاصل ہوا قاضی آدم نے اُسوقت سوال کیا کہ حجاب کیا ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا اول معاملہ خلق کا بیان کرتا ہوں اُس سے حال حجابوں کا خود معلوم ہوجاویگا پس خلق تین قسم پر ہے عوام اور خواص اور اخص الخواص حجاب عوام کے معاصی ہیں اور حجاب خواص کے اُمور مباحہ اور حجاب اخص الخواص کے حسنات اور اِسی طرف اشارہ اِس قول میں ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین پھر اِس باب میں یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جب اذان سُنتے طمانچے اپنے مونھ مبارک پر مارتے اور فرماتے ابوسعید بیچارے کو کہاں سے کہاں لائے ہیں ابھی عالم لاہوت میں تھا اب اُسکو عالم ناسوت میں لاتے ہیں اسواسطے کہ عالم لاہوت عبارت قُرب و مشاہدہ سے ہے اور عبادت امر ہے اور اوامر عالم ناسوت میں ہوا کرتے ہیں اور یہ پہلے عالم سے کمتر و اخس ہے پھر یہ حدیث فرمائی کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل میں نے عرض کی کیا یہ وقت سوائے انبیاء علیہ السلام کے اولیاء کو بھی ہوتے ہیں فرمایا ہاں ہوتے ہیں اور یہ حکایت بیان کی کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک بزرگ کے در پر تشریف لائے خادم نے اُن سے کہا خواجہ خضر باہر کھڑے ہیں کہا اِس وقت کھو لوٹ جاویں میرا یہ وقت خاص ہے خضر جاکر پھر آجاوینگے اور اگر یہ وقت میرا گیا تو پھر نہ آویگا پھر فرمایا البتہ سالک لیکے وقت آتا ہے مگر اُسکو دوام نہیں ہوتا اگر اُسوقت کوئی اُسکے پاس آتا ہے تو اُسپر گراں گذرتا ہے کہ اُسکو جو مشغولی حق میں ذوق حاصل ہے جاتا رہتا ہے پھر فرمایا جملہ مشائخ رحمہم اللہ تعالےٰ اِسپر متفق ہیں۔ کہ جسکو جاذبہ الٰہی حاصل ہوتا ہے اُسکو بارگاہِ قُرب حضرت عزت تک پہونچا دیتا ہے شب ہو یا روز۔ مگر وہیں کم ہوتا ہے اور اکثر ایسا وقت صبح کو میسر ہوتا ہے اور اسپر یہ حدیث پڑھی ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لہا اور اکثر یہ خوشبوئیں صبح کو محسوس ہوتی ہیں اُسوقت جو بیداری کی حلاوت کریگا البتہ اُن خوشبوؤں کو پاویگا اور یہ اُمور وجدانی ہیں بعدہ یہ فرمایا ان النبی علیہ السلام سال جبرئیل عن افضل الاوقات فقال لا ادری ولکن اذا مضی نصف اللیل تنزل الملائکۃ ویہتز العرش پھر کہا

حفظ یہی تو خوش نہیں ہوتی بلکہ اُس بوسے خوش کیساتھ اور بہت نعمتیں ہوتی ہیں اور یہ حدیث پڑھی
من اخلص للہ تعالیٰ اربعین صباحاً ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ الی لسانہ اور کہا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام شبہائے متبرکہ میں سنویا کرتے چنانچہ راتوں میں عشرہ ذی الحجہ کی شب بیدار رہتے پھر فرمایا ابن
سفنا آسان ہے چاہیئے سُنکر اُسپر عمل کرے اگر تمام وکمال نہو سکے تو دس میں دو پر عمل کریں ایسا نہو
کہ ایک کان سے سُنا دوسرے سے نکالدیا۔

شعر

اُستاد تو عشق است چو آنجا برسے	او خود بزبان حال گوید چوں کن

پھر یاروں سے فرمایا نماز چاشت ادا کرو میں باہر نکلا اُس میں جماعت قلندروں کی آئی انکو اندر
بلوایا بندہ اگرچہ بصورت قلندر رہے مگر صحبت ساتھ صوفیوں کے رکھتا ہے جب قلندر خدمت خواجہ سے
رخصت ہوکر باہر آئے تو پھر یاروں کو اندر بلوایا میں باہر مجلس گذشتہ لکھنے لگا تھا حضرت خواجہ نے چاہا کوئی
حکایت کہیں لہذا بندہ کو یاد کیا کہ فلاں کہاں ہے میرے بڑے بھائی مولانا سراج الدین نے عرض
کی کہ وہ ملفوظ گرامی لکھ رہا ہے کہا بلاؤ جب میں حاضر ہوا تو جناب خواجہ نے یہ حکایت شروع کی کہ شیخ
عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو فرقہ آتا وہ اُن سے ایسا ملتے کہ وہ جانتے کہ شیخ ہمارے دین
ومذہب میں ہے مثلاً اگر قلندر آتے تو اُن سے اس محبت سے انکے موافق باتیں کرتے کہ وہ کہتے کہ
شیخ صورت میں صوفی ہے لیکن درحقیقت معنے میں قلندر ہے اور اگر جوالقی آتے وہ بھی ایسا ہی خیال
کرتے اگر علما آتے اُن سے بھی یہی معاملہ ہوتا وہ کہتے شیخ تو بڑا عالم ہے صورت صوفیہ کی بنائی ہے سو اگر
بھی ملکر یہی کہتے غرض ہر قوم کا یہ قاعدہ تھا کہ گورستان ہر فریق کا جُدا ہوا کرتا تھا۔ قلندر اگر مرتا تو اُسکو
مقابر قلندروں میں دفن کرتے نہ اور جگہ اسیطرح صوفی صوفیوں میں اور جوالقی جوالقیوں میں اور عالم
عالموں میں وعلیٰ ہذا القیاس اگر اہل کلاہ یا سوداگر یا الملباخ یا قصاب مرتا تو اپنے جنس کے لوگوں میں
دفن ہوتا جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب ہوا تو فرزندوں کو بلاکر کہا یہ شخص مرنے والا ہے مگر میں
نے اپنی حیات میں اس خوش اخلاقی سے عمر بسر کی ہے کہ ہر طائفہ اگر کہے گا شیخ عبداللہ انصاری ہمارے

گروہ سے تھا تم اب لیکر کیا کروگے صاحبزادوں نے کہا جو شیخ فرماویں ہم اسپر عمل کریں فرمایا بعد وفات جنازہ درست کرکے باہر گھر سے رکھدینا اور ہر گروہ سے کہنا کہ جنازہ اٹھاویں جنکے ہاتھوں سے جنازہ اٹھے میں اسی طائفہ سے ہوں اسی گروہ میں دفن کرنا غرض جب شیخ نے رحلت کی سب گروہ حاضر ہوئے ہر گروہ شیخ کو اپنی جماعت سے بتاتا تھا شیخ کے فرزندوں نے جنازہ گھر سے باہر لاکر رکھدیا اور کہا ہر گروہ آکر اٹھاوے جنکے ہاتھوں سے جنازہ شیخ اٹھے وہ اپنے گورستان میں لیجاکر رکھے اول قلندروں نے آکر اٹھایا مگر جنازہ نہ ہلا گویا زمین سے سلا ہوا ہے وہ لوٹ گئے۔ جوالقی آئے پہر دولتمند اور سوداگر اہل کلاہ۔ ہر ایک جدا جدا آئے مگر کسی سے جنازہ نہ اٹھا آخر گروہ صوفیہ کا آیا انکے ہاتھ لگاتے ہی جنازہ اٹھا وہ لے گئے اس حکایت میں لوگوں کو ذوق بہت حاصل ہوا۔ پہر فرمایا درویش کو لایق ہے کہ مخلوق کے ساتھ ایسا معاملہ رکھے کہ ہر کوئی جانے فلانا درمیان ہمارے ہے میں نے عرض کی کہ قول کن مع الناس کواحد منہم کے یہی معنے ہیں یا اور فرمایا یہ حدیث مشارق میں نہیں ایک عالم حاضر تھے بولے میں نے فلانی کتاب میں دیکھی ہے اسکو حدیث لکھا ہے فرمایا یہ قول متعلق اخلاق سے ہے یعنے تصنع اور تکلف نہ کر ہر خلق کے ساتھ مثل اُسکے رہو آنحضرت علیہ السلام ساتھ مخلوق کے مانند انکے ہوا کرتے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ بعد اسکے یہ آیت شریف پڑھی اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

مجلس سی و چہارم

سعادت پابوس ہاتھ آئی۔ قوال سرود کہہ رہے تھے اور جناب خواجہ سماع میں مستغرق تھے گاہ گاہ آنکھ کھول لیتے مگر بات نہ کرتے تھے جب مطرب خاموش ہوئے تب حضرت خواجہ نے ہر ایک کا حال پوچھا ایک شخص بیعت کو آیا تھا اُسے مرید کیا اور رخصت فرمایا مولانا برہان الدین اور دو صوفی اور تھے مجکو نزدیک بُلاکر فرمایا ما حجر راجع الا من الطریق کہا نفس شیطان جسکو بہکا کر راہ حق سے پہیرتے ہیں تو یہ بربادی انکے درمیان سلوک اور وسط راہ میں ہوتی ہے اور جنہنے سلوک تمام کیا اور مقصود کو پہونچا تو نفس شیطان اُسکی راہ نہیں مار سکتے کہ وہ راہ طے کرکے منزل پہونچگیا فرماتا ہے اللہ تعالےٰ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ اور جو درمیان راہ کے

ہے تو شیطان اُسکی نظروں میں دُنیا کو آراستہ اور مزین کر کے دکھاتا ہے چونکہ وہ ابھی راہ میں ہے اور خام ہے کمتر اور حقیر چیز سے فریفتہ ہوجاتا ہے مثلاً کسیکو دیکھتا ہے کہ خلق اُسپر متوجہ ہے اور دور تک شہرہ ہے تو ہر گھڑی اسکو نفس کہتا ہے تو ایسا نہیں کوئی ایسی تدبیر کر کہ تو بھی ویسا مرجع خلق بنے اور مشہور ہوئے یہ نہیں سمجھتا کہ اُسکو حق تعالےٰ نے یہ مرتبہ عنایت کیا ہے وہ اپنی خواہش و رغبت سے ایسا نہیں بنا ہے اگر چاہتا تو اُسکی خواہش سے کچھ نہوتا سو ایسے تفکرات و تخیلات بھی از قبیلہ دنیا ہے اور دنیا کی خاصیت ہے کہ اگر اُسکو طلب کرو تو بھاگتی ہے اور جو اُس سے بھاگو تو پیچھے دوڑتی ہے پھر فرمایا صوفی کو چاہیئے اپنے نفس پر مجاہدہ اختیار کرے مجاہدہ سخت کہ ایک دو ماہ یا ایک دو سال برابر مجاہدہ کرے علی الدوام اور مشائخ سلف نے ہر امر میں تقلیل کا امر فرمایا ہے کہ قلت الطعام و قلت المنام و قلت الصحبة مع الانام کم کھاوے کم سووے لوگوں سے ملنا ترک کرے پھر یہ دو شعر زبانِ مبارک سے فرمائے۔ کہ دلوں کو راحت حاصل ہوئی ؀

اشعار

راہ زنان ندرہِ دل زنند	راہ نبزدیکی منزل زنند
تر سلم زیشان کہ شبخون کنند	خوار ازیں دائرہ بیروں کنند

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀

مجلس پنجم - سعادتِ پابوس میسر ہوئی۔ خدمتِ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا اس وقت سید چھجو کرد یزی میرے پاس آئے تھے اور بیان کیا کہ شیخ حاجی رحمت بیمار ہیں لہذا اسوقت انکی مزاج پرسی کو جاتا ہوں پھر دربارہ بیماری کے فرمایا کہ ایکبار شیخ الاسلام حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئی نہایت سخت بیماری کہ اشتہا بالکل ساقط ہوگئی کہ چند روز آپنے نہ کچھ کھانا کھایا نہ پانی پیا آپ کے صاحبزادے اور اہل قرابت جمع ہوئے اور طبیب کو لائے اُسنے نبض دیکھ کر کہا الحکام نبض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو کوئی عارضہ نہیں علاج کیا کروں یہ کہہ کر لوٹ گیا مگر بیماری شیخ کی زیادہ ہوئی یاروں کو روبرو بلوایا میرے حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ میں اُنہیں دنوں

اجودھن میں گیا تھا۔ مجکو بھی بلایا اور شیخ بدرالدین اسحاق اور باقی یار اور مُرید بھی آئے حضرت شیخ نے
فرمایا تم سب جاکر مشغول ہو اور مُراقبہ میں پروردگار سے یہ دعا کرو کہ مجکو صحت عطا فرماوے سب نے اُس
ت مراقبہ کیا بدرالدین سلیمان حضرت شیخ کے صاحبزادے نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آکر کہتا ہے تمہارے
باپ پر جادو کیا ہے اُنھوں نے پوچھا کس نے کیا ہے اُس نے کہا شہاب کے فرزند نے اور اجودھن میں ایک
شخص تھا اُسکو شہاب ساحر کہا کرتے تھے فنِ سحر میں کامل مشہور تھا پھر اُسی نے خواب میں کہا کوئی جاکر
شہاب ساحر کی گور کے سرھنے بیٹھ کر یہ پڑھے شیخکو صحت ہو جاویگی بدرالدین سلیمان نے کہا جب اُس نے
وہ عبارت پڑہی تو مجکو خواب میں ہی یاد ہوگئی وہ یہ تھی ایها المقبور المبتلی اعلم مالك اینك لحل سر واى
فقل له لیکف باسه عنا والا الحق به مالحق بنا فجر کو اپنے والد جناب شیخ سے جاکر عرض کی کہ مَیں نے یہ خواب
دیکھا ہے آپ نے مولانا نظام الدین سلطان الاولیا کو بلواکر فرمایا یہ عبارت یاد کرلو اور قبرستان میں جاکر
تُربت شہاب ساحر کی دریافت کرکے اُسکے سرھنے بیٹھ کر یہ کلمات پڑہنا میرے شیخ حضرت نظام الدین فرماتے
تھے میں گیا اور شہاب ساحر کی قبر دریافت کرکے اُسکے سرھنے بیٹھا اور یہ پڑہنا شروع کیا اُس قبر کا چبوترہ
کچ کا بنا ہوا پختہ تھا مگر سرھنے تھوڑی جگہ پر مٹی پڑی ہوئی تھی اتفاقًا میرا ہاتھ اُس کچی زمین پر لگا مٹی اَلگ
ہوئی مَیں نے اور کُریدا ایک گڑہا ہوگیا میں نے اُسمیں ہاتھ ڈالا اور سمجھا شاید نیچے سے چبوترہ خام ہو اوپر چونہ ہے
غرض اتنا گڑہا ہوا کہ میرا ہاتھ اُسمیں چلا گیا اور اُسکے اندر ایک پُتلی میرے ہاتھ کو لگی۔ مَیں نے اُ۔ نکالکر
دیکھا تو ایک مُورت ماش کے آٹے کی بنی ہوئی تھی۔ اور بہت سوئیاں اُسمیں چبہی ہوئی تہیں گھوڑ۔ ، کے دُم
کے بال اوپر لپٹے ہوئے تھے مَیں جلد اُسکو خدمت شریف شیخ میں لے آیا فرمایا ایک ایک سوئی نکالو ہر سوئی
نکلنے سے بیماری شیخ کی کم ہوتی جاتی تھی اور آرام معلوم ہوتا تھا جب سب سوئیں نکالیں تو فرمایا اس مورت
کو توڑو اُسکے توڑنے کے بعد فرمایا میں بالکل اچھا ہوگیا غرض وہ مُورت توڑکر پانی میں ڈالدی خدمت شیخ نے
بالکل صحت و عافیت پائی قاضی آدم نے عرض کی کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کیا تھا دختران
لبید نے اور پتلا بناکر چاہ میں ڈالا تھا اُسی کے دفع شر کو معوذتین نازل ہوئیں اور کہا مشہور ہونا اور شہد
میں رہنا بھی بلا لاتا ہے پھر کہا میرے شیخ مولانا نظام الدین پر بھی جادو کیا تھا اور یہ آیت شریفہ پڑہی۔

یا اتبعوا ماتتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر پھر یہ دوسری حکایت بیان فرمائی کہ اودھ میں ایک بزاز تھا اُسکا لڑکا سخت بیمار ہوا مولانا داود کو اُس سے محبت تھی اُسکے فرزند کی عیادت کو گئے وہ اُنکو دیکھ کر دوڑا اور قدموں میں گر پڑا اور کہا شیخ میرے ایک ہی لڑکا ہے وہ بھی ہاتھ سے جاتا ہے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُسکو صحت دے مولانا داود نے کہا کچھ مال مجکو دینے کا اقرار کر تو دُعا کروں گا۔ کہا چوتھائی مال دونگا مولانا داود اُسکے فرزند بیمار کے سر پر جاکر کھڑے ہوئے اور کچھ پڑھا پھر اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کھڑا ہو وہ فی الفور اُٹھ کر بیٹھ گیا گویا کچھ بیمار نہ تھا پھر اُس بزاز سے کہا تیرا لڑکا اچھا ہوا جو نذر کی ہے حاضر کر وہ گیا اور حساب کرکے ربع مال سے کچھ زیادہ لایا اور مولانا کے روبرو رکھا پانسو ٹنکہ تھے مولانا اُسمیں سے تین سو ٹنکہ لیکر باہر نکلے جو ملتا اُسے کچھ دیتے یہاں تک کہ جب گھر پہنچے سب صرف ہو چکا تھا پھر مناقب مولانا داود میں یہ حکایت فرمائی کہ اُس طرف اُنکے قصّے بہت مشہور ہیں مگر ایکبار اودھ میں ایک اور بزرگ تھے وہ سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ اُنپر چادر لوڑھا دی گئی اور تجہیز و تکفین اُنکی لوگ کرنے لگے مولانا داود اور ایک دوسرے بزرگ مولانا رضی الدین منصور یہ دونوں وہاں گئے وہ حال دیکھ کر آپس میں کہا اب ہم جو یہاں آگئے ہیں تو اُسکو اس طرح چھوڑ جانا مناسب نہیں آؤ دعا واسطے اُنکی کی کریں پھر مولانا رضی الدین نے کہا ایک طرف اِس مریض کے تم قبول کرلو اور دوسری طرف میں۔ مولانا داود نے سر کیجانب قبول کی اور مولٰنا رضی الدین نے پاؤں کیطرف پھران دونوں نے بیٹھ کر کچھ پڑھا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس مریض کا ہاتھ پکڑ کر کہا اُٹھ کھڑا ہو وہ فی الفور اُٹھ کھڑا ہوا بالکل تندرست تھا پھر مولانا داود کی تعریف فرمائی کہ وہ بعد نماز صبح کے گھر سے نکلکر صحرا کو جاتے وہاں مشغول ہوتے غزالان صحرائی گرد اگرد اُنکے کھڑے ہوجاتے اور اُنکا تماشہ دیکھ کر حیران رہا کرتے پھر حضرت خواجہ یہ حکایت فرماکر کچھ عالمِ تفکر میں رہے پھر فرمایا ایک آیت یاد کرتا ہوں یاد نہیں شاید مطابق حکایت سابق کے کوئی آیت دلمیں گذری ہوگی مگر اُس وقت یاد نہ آئی حمائل شریف جو اُتار کے کھولی تو قدرت الٰہی سے وہی آیت نکل آئی حمائل رکھ کر فرمایا لگئی اور یہ آیتہ پڑھی یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ہ واو بمعنے مع ہے فرمایا کشاف میں

ہے کہ وَمَنِ اتبعکَ کا عطف کاف حَسبکَ پر نہیں ہے اسواسطے کہ محل کا مجرور ہے اور عطف اسم ظاہر کا ضمیر مجرور
پر روا نہیں جیسی تسائلون بہ والارحام میم کی فتح سے پڑھا ہے اسواسطے کہ عطف ضمیر مجرور پہ بغیر اظہار حرف جر کے
روا نہیں ہے پہر فرمایا عطف ومن اتبعک کا لفظ مبارک اللہ پر بھی بعضوں نے کہا ہے ای یکفیک اللہ
ومن اتبعک پہر فرمایا کفایت کرنے میں اللہ تعالےٰ نے مومنین تبعین کو اپنے ساتہ شریک کیا ہے یعنے کافی
ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور جو تابع تمہارے ہیں مومنین سے اس فائدہ شرکت میں راحت بے نہایت حاصل
ہوئی - وَالحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ۝

مجلس سی وششم

سعادت ملاقات حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند فوائد ذکر فرمائے
ایک عالم بیٹھے ہوئے تھے اسمیں بندہ پہونچا عنایت سے نزدیک بیٹھنے کو فرمایا اور کہا ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت فیضدرجت میں آیا اور عرض کی اوحنی یارسول اللہ فقرا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ فقال الرجل کفانی
یارسول اللہ فقال علیہ السلام فقہ الرجل - غرضکہ شنیدہ پر عمل کرنے سے اِنسان فقیہ ہوجاتا ہے
پہر ایک شخص بڑا امراء دنیا سے کہ اپنے منصب سے معزول ہوگیا تھا خواجہ کی خدمت میں واسطے استمداد دعا
، آیا تھا اور آپ کی برکت سے اُس ضیق سے خلاصی پاکر کامیاب ہوا تھا حاضر ہوا اُسکے آنے سے خواجہ
وقت خوش ہوا فرمایا خوش آمدی مرحبا بنشین کخلاص ہوگیا عرض کی بہ برکت دعائے مخدوم کے آج کی
رات خلاص ہوا ہوں فرمایا جب کوئی خار کسی کے پاؤں میں چبھے یا چینونٹی کاٹے تو یہ سمجھے یہ میرے عمل
کا ہجرا ہے جیسا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم فرمایا
مصیبت کے معنے اصابت مکروہ کے ہیں از قسم مجاز متعارف کے پہر کہا جو مکروہ کسی کو پہونچتا ہے اُسکو
سے گناہ اُس شخص کے بخشے جاتے ہیں کہ اُسکو وہ مصیبت تنبہ اور آگاہ کردیتی ہے متوجہ بخدا ہوتا ہے
اور جو حسرت وندامت حاصل ہوتی ہے اُس سے خطائیں اُسکی معاف ہوتی ہیں پہر فرمایا جسکو خدا ئے
تعالےٰ کچھ رنج ومصیبت پہونچاتا ہے تو یہ اُسکی سعادت اور نیک انجامی کی دلیل ہے مگر جسکو عمر دراز اور
اسباب دنیا بفراغت ہوں اور کچھ رنج وتکلیف نہ پہونچے اور عبادت میں کوتاہی کرے تو یہ اُسکے حق میں

استدراج ہے اور موجب عذاب سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ میں یہی اشارہ ہے پھر فرمایا فرعون
کا کبھی سر نہ دُکھا عمر دراز پائی دعوئ خدائی کا کیا فرمایا مال و فرزندوں کو شارع نے فتنہ کہا ہے انما اموالکم
واولادکم فتنۃ انکا فتنہ ہونا یوں ہے کہ تو چاہتا ہے کوئی دم گھر کے کونے میں بیٹھ کر مشغول بخدا ہو فرزند
آتے ہیں اور دامن کھینچتے ہیں کہ ہمکو تیری اس مشغولی سے کیا فائدہ باہر جاکر کچھ لا جو ہم کھاویں وہ فرزندوں
کی جہت سے ترک مشغولی کرتا ہے اور باہر نکلکر پریشان و سرگرداں پھرتا ہے پس اولاد فتنہ ہوئی اور مال بھی
فتنہ ہے اسواسطے کہ جبتک مال نہیں خدا سے مشغول ہے جب مال ہوا تو کنیزان حسین یاد ہوئیں اور راحت و
دنی کی طلب ہوئی لہذا مال بھی فتنہ ہوا مگر جسکو خدا نے مال دیا اور وہ اُسکو راہِ خدا میں صرف کرتا ہے
کہ فقرا کو دیتا ہے صلہ رحم بجالاتا ہے یا عمارت۔ مسجد۔ یا پل یا چاہ یا رباط وغیرہ خیرات میں صرف کرتا ہے۔
غرضکہ مال کو آلہ حصول حسنات کا بناتا ہے تو وہ مال اُسکے حق میں فتنہ نہیں پھر فرمایا انسان جس کام میں
ہو اُسے کیا کرے حکومت اور شغل دنیا بھی کرے مگر چاہیے کہ زبان کسی دم ذکر آلہی سے خالی نہ ہو کھڑے
بیٹھے لیٹے یادِ خدا میں رہے اور آیت شریف پڑھے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم
جب زبان ذکر خدا میں لگی رہیگی تو اُمید ہے کہ تمام غم و فکر دنیا کے تیرے دل سے دور ہو جاوینگے اور بے
غم رہے گا پھر فرمایا اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ اپنے گوشہ گھر میں یا مسجد یا قبرستان میں یادِ خدا میں
انسان مشغول رہے اور شیاطین انس سے میل و جول نہ رکھے شیاطین انس وہ لوگ ہیں جو یادِ خدا سے
روکتے ہیں۔ جب تو چاہتا ہے یاد خدا کرے تو ہمنشین تیرا اُسوقت خدائے تعالے ہوتا ہے فرماتا ہے
انا جلیس من ذکرنی اور قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے اے بندو تم میرا ذکر کرو
میں تمہارا ذکر کروں گا جب تو ذکر خدا سے دور ہوگا تو تیرا جلیس شیطان ہوگا فرماتا ہے ومن یعش عن
ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا یعنے جو ذکر خدا سے روگرداں ہوتا ہے ہم اُسپر شیطان کو مسلط کرتے ہیں
پس خیال کرنا چاہیے کہ ذکر آلہی کون مصاحب ہے پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا اُسوقت اللہ تعالی مصاحب
ہوتا ہے دیکھو فرمایا ہے انا جلیس من ذکرنی میں ہمنشین اُسکا ہوں جو میرے ذکر میں رہے پھر فرمایا حضرت
ابو بکر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہ العزیز نے عوارف میں فرمایا ہے اصبحوا

مع اللہ تعالیٰ فان لم تستطیعوا فاصحبوا مع من یصحب مع اللہ تعالیٰ لیوصلکم برکت صحبتہم الی صحبۃ

اللہ تعالیٰ + پھر یہ حکایت کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل

میں ایک بُت پرست تھا کہ چار سو برس بُت پرستی کی تھی کبھی ناغہ نہ کی سر کو بُت کے قدموں میں ڈالے

رکھتا ایک دن اُسے بخار آیا دَوڑا گیا سر بُت کے قدموں پر رکھکر کہا تو میرا خدا ہے اور میرا پروردگا

ہے مجھ سے یہ تپ دور کر دے دیر تک بُت سے کہا تھر سے کیا جواب سنتا اور پھر بخار زیادہ ہوا تو اُٹھ

کر بُت پر ایک لات ماری اور کہا تو پروردگار نہیں مندر سے نکلکر چلا راہ میں ایک مسجد سامنے آئی اسمیں

گیا اور ایکبار کہا اے خدائے موسیٰ تو ہر طرف سے آواز سنے لبیک عبدی لبیک عبدی مروی ہے

کہ ستر بار لبیک سنے بلا واسطے غیر کے بت پرست حیران رہا کہ چار سو برس سر بُت کے قدموں سے نہ

اٹھایا اور کبھی کوئی حاجت اُس سے نہ مانگی آج ایک حاجت چاہی تھی وہ حاصل نہ ہوئی ہر چند الحاح و

زاری کرتا رہا اور یہاں ایک بار موسیٰ کے خدا کو پکارا تو اُس نے جواب میں ستر بار لبیک عبدی کہا میں آج

سے اُسکا بندہ ہوں وہ عمر میری ضائع ہوئی پھر عرض حاجت کی کہ اے سچے معبود بخار مجھ سے دور کر۔

فی الفور تپ جاتی رہی وہاں سے اُٹھکر حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے موسیٰ اگر کوئی

چار سو برس تک دَم بھر بُت کے قدموں سے سر نہ اٹھاوے پھر اُسے ترک کرے اور بیزار ہو تو آپ اُسکے

حق میں کیا فرماتے ہیں یہ سُنکر حضرت موسیٰ کے چہرہ مبارک پر غصہ ظاہر ہوا بُت پرست یہ دیکھ کر بھاگا اور

بار بار پیچھے پھر کر دیکھتا جاتا تھا باعتماد کرم الٰہی کے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوۃ والسلام مجھ کو

واپس بلوائیں جب دور چلا گیا فی الفور حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جلد جا کر میرے بندے

سے ملو اور کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس بت پرستی کرتا اور وقت حاجت اُس سے نا اُمید ہو کر

مجھ کو ایکبار پکارتا تو میں بمقتضائے کرم و رحم کے ستر بار تجھ کو بلا واسطہ جواب دیتا اور جو حاجت چاہتا۔

بر لاتا غرض حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوۃ والسلام اُسکے پیچھے ننگے پاؤں دَوڑے اور بلا یا کہ تیری

توبہ اور ایمان قبول ہوا حکم خداوندی یہ ہوا ہے کہ اگر چار سو برس کیا چار ہزار برس تک اگر بُت پوجتا اور سر

اُسکے قدموں میں ڈالے رکھتا پھر جب اُس سے نا اُمید ہو کر ہماری بارگاہِ عالی پر آتا اور ایکبار پکارتا تو

استدراج ہے اور موجب عذاب سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ میں یہی اشارہ ہے پھر فرمایا فرعون
کا کبھی سر نہ دُکھا عمر دراز پائی دعویٰ خدائی کا کیا فرمایا مال و فرزندوں کو شارع نے فتنہ کہا ہے انما اموالکم
و اولادکم فتنہ انکا فتنہ ہونا یوں ہے کہ تو چاہتا ہے کوئی دم گھر کے کونے میں بیٹھ کر مشغول بخدا ہو فرزند
آتے ہیں اور دامن کھینچتے ہیں کہ ہمکو تیری اس مشغولی سے کیا فائدہ باہر جاکر کچھ لا جو ہم کھاویں وہ فرزندوں
کی جہت سے ترک مشغولی کرتا ہے اور باہر نکلکر پریشان و سرگرداں پھرتا ہے پس اولاد فتنہ ہوئی اور مال بھی
فتنہ ہے اسواسطے کہ جبتک مال نہیں خدا سے مشغول ہے جب مال ہوا تو کنیزان حسین یاد ہوئیں اور راحت و
ذوق کی طلب ہوئی لہذا مال بھی فتنہ ہوا مگر جسکو خدا نے مال دیا اور وہ اُسکو راہِ خدا میں صرف کرتا ہے
کہ فقرا کو دیتا ہے صلہ رحم بجا لاتا ہے یا عمارت۔ مسجد۔ یا پل یا چاہ یا رباط وغیرہ خیرات میں صرف کرتا ہے۔
غرضکہ مال کو آلہ حصول حسنات کا بناتا ہے تو وہ مال اُسکے حق میں فتنہ نہیں پھر فرمایا انسان جس کام میں
ہو اُسے کیا کرے حکومت اور شغل دنیا بھی کرے مگر چاہیے کہ زبان کسی دم ذکر الٰہی سے خالی نہ ہو کھڑے
بیٹھے لیٹے یادِ خدا میں رہے اور آیت شریف پڑھے الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم
جب زبان ذکر خدا میں لگی رہیگی تو اُمید ہے کہ تمام غم و فکر دنیا کے تیرے دل سے دور ہو جاوینگے اور بے
غم رہے گا پھر فرمایا اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ اپنے گوشہ گھر میں یا مسجد یا قبرستان میں یادِ خدا میں
انسان مشغول رہے اور شیاطین انس سے میل و جول نہ رکھے شیاطین انس وہ لوگ ہیں جو یادِ خدا سے
روکتے ہیں۔ جب تو چاہتا ہے یاد خدا کرے تو ہمنشین تیرا اُسوقت خدائے تعالےٰ ہوتا ہے فرماتا ہے
انا جلیس من ذکرنی اور قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے اے بندو تم میرا ذکر کرو
میں تمہارا ذکر کروں گا جب تو ذکر خدا سے دور ہوگا تو تیرا جلیس شیطان ہوگا فرماتا ہے و من یعش عن
ذکر الرحمن نقیض لہٗ شیطاناً ہ جو ذکر خدا سے روگرداں ہوتا ہے ہم اُسپر شیطان کو مسلط کرتے ہیں
پس خیال کرنا چاہیے کہ ذکر الٰہی کون مصاحب ہے پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا اُسوقت اللہ تعالیٰ مصاحب
ہوتا ہے دیکھو فرمایا ہے انا جلیس من ذکرنی میں ہمنشین اُسکا ہوں جو میرے ذکر میں رہے پھر فرمایا حضرت
ابو بکر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہ العزیز نے عوارف میں فرمایا ہے اصبحوا

مع اللہ تعالیٰ فان لم تستطیعوا فاصحبوا مع من یصحب مع اللہ تعالیٰ لیوصلکم برکت صحبتہم الیٰ صحبۃ اللہ تعالیٰ + پھر یہ حکایت کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرئیل میں ایک بُت پرست تھا کہ چار سو برس بُت پرستی کی تھی کبھی ناغہ نہ کی سر کو بُت کے قدموں میں ڈالے رکھتا ایک دن اُسے بخار آیا دَوڑا گیا سر بُت کے قدموں پر رکھکر کہا تو میرا خدا ہے اور میرا پروردگار ہے مجھسے یہ تپ دور کردے دیر تک بُت سے کہا تھر سے کیا جواب سنتا اودھر بخار زیادہ ہوا تو اُٹھ کر بُت پر ایک لات ماری اور کہا تو پروردگار نہیں مَندر سے نکلکر چلا راہ میں ایک مسجد سامنے آئی اسمیں گیا اور ایکبار کہا اے خدائے موسیٰ تو ہر طرف سے آواز سُنے لبیک عبدی لبیک عبدی مروی ہے کہ ستر بار لبیک سنے بلا واسطے غیر کے بت پرست حیران رہا کہ چار سو برس سر بُت کے قدموں سے نہ اٹھایا اور کبھی کوئی حاجت اُس سے نہ مانگی آج ایک حاجت چاہی تھی وہ حاصل نہ ہوئی ہر چند الحاح و زاری کرتا رہا اور یہاں ایک بار موسیٰ کے خدا کو پکارا تو اُس نے جواب میں ستر بار لبیک عبدی کہا میں آج سے اُسکا بندہ ہوں وہ عمر میری ضائع ہوئی پھر عرض حاجت کی کہ اے سچے معبود بخار مجھسے دور کر۔ فی الفور تپ جاتی رہی وہاں سے اُٹھکر حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے موسیٰ اگر کوئی چار سو برس تک دَم بھر بُت کے قدموں سے سر نہ اٹھاوے پھر اُسے ترک کرے اور بیزار ہو تو آپ اُسکے حق میں کیا فرماتے ہیں یہ سُنکر حضرت موسیٰ کے چہرہ مبارک پر غصہ ظاہر ہوا بُت پرست یہ دیکھ کر بھاگا اور بار بار پیچھے پھر کر دیکھتا جاتا تھا باعتماد کرم آلٰہی کے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام مجھ کو واپس بلوائیں جب وہ چلا گیا فی الفور حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ جلد جاکر میرے بندہ سے ملو اور کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس بت پرستی کرتا اور وقت حاجت اُس سے ناامید ہوکر مجھ کو ایکبار پکارتا تو میں بمقتضائے کرم و رحم کے ستر بار تجھ کو بلا واسطہ جواب دیتا اور جو حاجت چاہتا۔ بر لاتا غرض حضرت موسیٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام اُسکے پیچھے ننگے پاؤں دَوڑے اور پایا کہ تیری توبہ اور ایمان قبول ہوا حکم خداوندی یہ ہوا ہے کہ اگر چار سو برس کیا چار ہزار برس تک اگر بُت پوجتا اور سر اُسکے قدموں میں ڈالے رکھتا پھر جب اُس سے ناامید ہوکر ہماری بارگاہ عالی پر آتا اور ایکبار پکارتا تو

ستر بار ہم بلا واسطہ جواب دیتے اور جو حاجت ہوتی بلاتا فقط حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان حکایت
میں حاضرین زار زار روتے تھے اور شور پڑ گیا تھا میں فرط گریہ سے بے حال تھا اور کچھ باتیں فرمائیں سمجھ
میں نہ آئیں پھر اپنے آپکو سنبھالکر اُدھر متوجہ ہوا تو فرمایا مالک ہمارا کریم و رحیم ہے فرماتا ہے سبقت رحمتی
علی غضبی پس جب رحمت غالب ہوئی تو غضب دب گیا پھر فرمایا اُس نے جان دی نعمت ایمان عطا
کی ذوق ایمان بخشا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْهَا ایسے خدا کو کون بھولے جنہے چار سو سال
بُت پوجا اُسکو محروم نہ فرمایا تو اگر مسلمان کلمہ گو معاصی سے توبہ کرے تو وہ رحیم و کریم قبول فرماوے
گا پھر یہ آیتہ شریفہ پڑھی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ شرک نہیں بخشا
اور اُسکے سوا سب گناہ بخشتا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٭

مجلس سی وہفتم

سعادت پابوس حاصل ہوئی ایک درویش مین سے آیا تھا حضرت خواجہ
رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکو کچھ دیکر عذر کیا درویش اُٹھا آپ نے اشارہ بیٹھنے کو فرمایا اُس نے بیٹھ کر کہا!
آج میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھکو پیراہن پہناتے ہیں اور کوئی کہتا ہے یہ جامہ شیخ محمود کا ہے
اسوقت وہ جامہ مجھ کو عنایت ہو جو خواب میں دیکھا تھا حضرت خواجہ نے اُسکو اپنا پیرھن خود دست
مبارک سے عنایت کیا اور وہ رخصت ہوا اس بعد آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ملک یار پران کے
ایک مُرید نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو شیخ حکم فرماتے ہیں کہ اپنی گھوڑی حضرت شیخ نظام الدین کو دے اُس
نے بیدار ہو کر اُس دن اُس نصیحت کی تعمیل نہ کی دوسری شب بھی یہی خواب دیکھی کہ پیر فرماتے ہیں
یہ گھوڑی شیخ نظام الدین کے نذر کر غرض تین رات متواتر یہی خواب دیکھی تب وہ مادہ اسپ شیخ کی
خدمت میں حاضر کی اور کہا میں تین دن سے پیہم یہ خواب دیکھتا ہوں لہذا اسے آپ کی خدمت
مبارک میں لایا ہوں اِسے قبول فرماویں اور اُن دنوں جناب سلطان الاولیا کا ابتدائے وقت تھا
فتوحات کم تھی گرمی میں غیاث پور سے کیلوکھری کا کہ آدہ کوس ہے نماز جمعہ کو پیادہ تشریف لیجاتے
اور صائم الدہر تھے ایسے حال میں اتنی دور پیادہ جانا دشوار ہوتا تھا اکثر آپ کو خطرہ گذرتا کہ اگر کوئی
سواری ہوتی حمار یا خچر تو اُسپر سوار جایا کرتے جب ملک یار پران کا مُرید یہ خواب دیکھ کر مادہ اسپ

آپ کی خدمت میں لایا تو خواجہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا تم سے تمہارے پیر نے خواب میں کہا ہے کہ یہ گھوڑی
فلانے کے پاس لیجا لہذا تو نے اسکی تعمیل کی اگر مجھ کو بھی میرے پیر و مرشد خواب میں لینے کو فرماویں گے
تو جب میں قبول کرونگا اُسدن وہ گھوڑی پیر دی پھر چار روز بعد ملک یار پران کا مرید وہ گھوڑی لایا
تو آپ نے لیلی - چونکہ ہمارے شیخ نے خواب میں دیکھ لیا ہوگا لہذا قبول کیا پھر جناب خواجہ نے فرمایا میرے
دلمیں بھی بطریق دل لگی آیا تھا کہ کہوں تو نے خواب میں دیکھا کہ جامہ پہنایا ہے مگر میں بھی دیکھ لوں
تو دوں مگر میں خاموش رہا کہ اُسکی دلشکنی نہ ہو پھر کہا یہ یمن سے آیا ہے اور وہ موضع متبرک ہے بہت
اولیاء کرام یمن میں ہوئے ہیں اور یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابوالغیث یمانی علیہ الرحمۃ یمن میں تھے وہ ایکبار
سخت بیمار ہوئے اُنکے فرزند اور مرید جمع ہوئے اور سب نے عرض کی کہ مشائخ کا قاعدہ ہے جب جہان
سفر کرتے ہیں تو کسیکو اپنا قائم مقام اپنا کر جاتے ہیں کہ اُن کا مصلا خالی نہ رہے آپ بھی کسیکو اپنا
جانشین فرما جاویں شیخ نے کہا میرا جانشین فیروز ہے وہ لوگ پاس سے لوٹ آئے اور کہنے لگے یہ
شیخ نے کیا کہا ہمارے درمیاں فیروز کسیکا نام نہیں دیکھئے فیروز کون شخص ہے غرضکہ شیخ نے اُس عارضہ
میں رحلت کی مریدوں نے کہا وصیّت شیخ تھی کہ فیروز سجادہ نشین ہو اور خلاف وصیّت شیخ کے ہم کچھ نہیں
کر سکتے اور ہمارے اندر کسیکا یہ نام نہیں تمام شہر یمن میں ڈھونڈا اس نام کا کوئی مرد صالح نہ ملا - پھر بڑی
تلاش سے معلوم ہوا کہ اس نام کا ایک شخص خمار یعنے شراب بنانے والے کا شاگرد ہے کہ وہ ہمیشہ شرابخانہ
میں رہا کرتا ہے اُسکے سوا شہر میں کوئی اس نام کا نہیں بعضے فرزند و مرید بے ذوق ہونے بولے ہم
اُسے ہرگز اس واسطے قبول نہ کرینگے کہ سجادہ نشین شیخ بنے اور ایسے بزرگ کے مصلے پر شراب ساز کا شاگرد
بیٹھے بعضوں نے کہا ہم کو اس بات سے کیا کام جب شیخ نے پسند کر کے اُسے کہا تو ہمکو اُس سے چارہ نہیں
مگر پہلے چلکر اُسکا معاملہ دیکھنا چاہئے اور چند مرید تحقیق حال کو شرابخانہ میں گئے اور جو فیروز کو پہچانتا تھا اُسے
آگے کیا تو پہلے اس سے کہ یہ سب شرابخانہ میں جاویں فیروز اندر سے نکلا مٹکا شراب کا سر پر رکھے ہوئے
اُس نے اوروں کو بتایا کہ فیروز شاگرد خمار یہی ہے اسمیں فیروز اِنکے قریب پہونچا اور بے کچھ بات چیت کئے
اِن سے آہستہ سے کہا یارو یہ آخری مٹکا ہے تم سب چلو میں پیچھے سے آتا ہوں یہ سب لوٹ کر خانقاہ میں

آئے اور کہنے لگے جسکے واسطے شیخ نے وصیت فرمائی تھی ہم اُس سے مل آئے اوہر فیروز نے وہ سبوئے
شراب پہونچاکر غسل کیا اور بدن اور کپڑے دُھوکر خانقاہ میں آیا اکثر مُریدوں نے نکلکر اُس کا استقبال کیا
اور تعظیم بجالائے اور بعضے بیٹھے رہے اور سُوچا جو شخص ایک مدت خراب کام میں رہا ہے اور آج نہا دہوکر آیا ہو
ایسے مقام کے کیا لایق ہوگا فیروز بولا شیخ نے مجھے وصیت کی ہے اور تم یقین نہیں لاتے اگر دوبارہ شیخ
میرے واسطے فرماویں جب تو یقین کروگے سب لوگ حیران ہوئے بولے شیخ نے انتقال فرمایا جواب کون
دیگا فیروز نے کہا مزار شیخ پر چلو اور پوچھو اگر شیخ مجکو کہیں تو مانو ورنہ خیر سب نے کہا بہتر ہم جب تو بیشک مان لینگے
اسبات کا شہر میں شہرہ ہوا جسنے جہاں سُنا دوڑا ہوا آیا اور حاکم شہر بھی حاضر ہوا یہ ہجوم ہوا کہ بازار میں قدم
رکھنے کی جگہ نہ رہی فیروز ایک جمِ غفیر کے ساتھ تربت شیخ پر گیا اور سرہانے کھڑا ہوکر بولا شیخ آپ نے میرے
واسطے وصیت کی ہے یہ لوگ مجھے قبول نہیں کرتے کیا حکم ہے آپ کی جگہ کون بیٹھے تین بار قبر سے آواز آئی
کہ فیروز۔ فیروز۔ فیروز۔ پھر بیان کیا کہ یہ فیروز ایک شخص عوام الناس سے تھا جب مصلائے شیخ پر بیٹھا۔ تو
تسبیح پھرایا کرتا اُسکی تسبیح میں ہزار دانے تھے سو بار ہر روز وہ تسبیح پڑہا کرتا اور اُسیقدر رات میں۔ پھر نماز اشراق
وچاشت و تہجد بھی اُنہیں صوفیوں سے سیکھی شب و روز مشغول تسبیح رہا کرتا اور خلوت اختیار کی اس سے
اُسکا کام پورا ہوا پھر فرمایا مجذوب متدارک بسلوک یہ لوگ ہیں کہ اول حال میں اُنکو سلوک نہ تھا جذبۂ الٰہی آیا
بعد اُسکے سالک ہوتے ہیں میں نے عرض کی کہ سلوک کس چیز سے عبارت ہے تصفیہ و تزکیہ ہے یا ذکر و نماز و
روزہ ہے فرمایا اے درویش ایک طریق یہ بھی ہے کہ بوسیلۂ ذکر کے مقام قُرب کو پہونچیں اما الطریق
الی اللہ شتی والمقصود واحد پھر یہ آیۂ شریفہ فرمائی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا لہذا
سُبُلَنَا لفظ جمع کا فرمایا لفظ سبیل کا مفرد نہ فرمایا۔ کہا ایک بار جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ دُلَّنِیْ علی اقرب
الطرق الی اللہ تعالی واسهلها علی عباد اللہ وافضلها عند اللہ تعالی فقال علیه السلام یا علی علیك
بما نلت النبوة فقال علیه السلام ذکر اللہ تعالی قال علی هکذا فضیلت الذکر وکل الناس یذکرون
اللہ فقال علیه السلام یا علی لا تقوم الساعة وعلی وجه الارض من یقول اللہ اللہ قال علی کیف

ذکر فقال علیہ السلام غمض عینیك وانصت حتی اذکر ثلث مرات وانت تسمع فھکذا لقن رسول الله علیہ السلام الذکر لعلی جب یہ کہکر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین بار یہ کلمہ طیبہ اپنے زبان مبارک سے ادا کیا تو میں نے چشم باطن سے دیکھا کہ آدھا گھر نور سے بھر گیا تھا پھر کہا یہ طریقہ مبتدیوں ہے ذکر لاالٰہ الا اللہ میں نفی واثبات ہے اوّل میں نفی جملہ تعلقات وخواہش بشری کے ہے کہ یہ لاالہ کا ہے یعنے جو تیرا مقصود اور محبوب قلبی ہے وہی معبود تیرا ہے اوّل اُسے محو کر اور دل سے مٹا بعد اسکے اثبات وحدانیہ پروردگار جل جلالہ کا کر کہ مطلب الا اللہ ہے پھر فرمایا کہ اسکی مثال عالم ظاہر میں بتاتا ہوں اگر کوئی بزرگ یا امیر کو اپنے گھر مہمان بُلایا چاہے تو پہلے اپنے گھر کو جھاڑ کر کوڑا کرکٹ دور کرکے صاف سُتھرا کریگا اور حسب حیثیت مکلف عمدہ فرش بچھائیگا پھر اُس مہمان عزیز گراں مایہ کو گھر میں لاویگا اور اگر گھر جھاڑ کر صاف سُتھرا نہ کرے اور معہ کوڑے کرکٹ بے فرش وروشنی کے بُلائے تو ہر چند وہ بزرگ اُسکی خاطر سے آجاوے مگر لوٹ کر دلمیں کہیگا یہ شخص بڑا نادان بے سمجھ ہے کہ بے جھاڑے بوارے اور بے فرش وروشنی کے مجھ کو اپنے گھر لایا پھر فرمایا ان دونوں میں ہر شخص جانیگا کہ پہلے نے اچھا کیا مہمان کو خوش کیا اُسکو تعظیم وتکریم کی اور اس خو سے اُسکو مہمان کے دلمیں تقرب اور محبت ہوتے +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۃ

مجلس سی ودشتم - سعادت قدمبوس میسر ہوئی ماہ مبارک رمضان شریف کا تھا بندہ کو واسطے افطار کے بُلایا تھا - بعد ادائے اوّابین دسترخوان بچھا خدام نے چاہا ہاتھ دھولائیں ایک قلندر ابدال صفت کہ حاضر تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور محفل سے جانا چاہا جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود باواز بلند پکارا کہ درویش کہاں جاتے ہو بیٹھو مگر اُس نے نہ سُنا جلدی نکل گیا - خواجہ نے خادموں کو دوڑایا جبتک پہونچے دروازہ تک چلا گیا تھا خادموں نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر معذرت کی اور لوٹا لائے صف میں آکر اپنی پہلی جگہ نہ بیٹھا میرے پاس آکر سیدھے ہاتھ کیطرف کہا یہاں بیٹھوں گا دیوانوں کی طرح ایک زانو اُٹھا کر بیٹھا خدمت خواجہ ذکر اللہ تعالےٰ بالخیر نے یہ حکایت شروع کی مگر آہستہ فرماتے تھے کہ ایک دن کوئی قلندر خانقاہ شیخ الاسلام مولانا فرید الدین قدس سرہ العزیز میں آیا اور حضرت شیخ حجرہ کے اندر مشغول

تھے اور جب آپ حجرے میں ہوتے تو دروازے بند ہوا کرتے کسیکو قدرت کھولنے کی نہ ہوتی تھی ایک قلندر آکر آپ کے سجادے پر بیٹھ گیا شیخ بدرالدین اسحاق نے کہا شیخ اندر مشغول ہیں وہاں کوئی جا نہیں سکتا تم یہہ کھانا کھاؤ پھر شیخ کے پاس لے چلوں گا قلندر نے کھانا کھایا پھر خلطہ سے بوٹی جو قلندر رکھتے ہیں نکالکر کچکول میں گھولنے لگا کہ اُسکے قطرے شیخ کے سجادہ پر گرے بدرالدین اسحاق نے قریب آکر اُسکو منع کیا یہ کام یہاں نہ کرو قلندر غصہ ہوا اور کچکول اُٹھا کر بدرالدین اسحاق کو مارنا چاہا جناب شیخ حجرے سے باہر تشریف لاتے ہوئے آئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے قلندر بواسطے میرے رحم کر اُس نے کہا جب درویش ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو خالی ہے وار کئے نیچے نہیں لاتے شیخ نے فرمایا اس دیوار پر مار اُس نے کچکول دیوار پر مارا دیوار گر پڑی پھر فرمایا ہر عام میں ایک خاص ہوا کرتا ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ جب شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہوکر بغداد سے نکلے تو راہ میں ایک جگہ شام کو مقام کیا وہاں سرائے نہ تھی میدان میں پیڑ ہیں کے نیچے اُترے اور برابر آپ کے جماعت قلندروں کی بھی آکر اُتری شب کو شیخ مشغول ہوئے ایک قلندر کو دیکھا کہ اُسکے سر سے آسمان تک نور تھا شیخ اُس قلندر کے پاس گئے اور کہا اے مرد خدا تو ان میں کیا کرتا ہے قلندر نے کہا اے بہاؤالدین ذکریا جان لے کہ ہر عام میں ایک خاص ہوا کرتا ہے کہ اُنکو برکت اُس خاص کے بخشتے ہیں پھر فرمایا جسنے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ ایک بڑا عالم تھا اُسے کتب خانہ یاد کہا کرتے تھے شیخ جمال الدین ساوجی نام رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ جسکو فتوے میں کوئی مشکل پیش آتی اُس کے پاس آتے وہ جواب دیتے بے کتاب دیکھے ہوئے اور اُسوقت میں ایک اور بزرگ تھے نام اُنکا یاد نہیں ہے سو اُن بزرگ کے پاس ایک جماعت فقرا آہن پوشوں کی آئی اور یہ آہن پوش لباس و خرقہ کچھ نہیں رکھتے فقط آہن بدن پر جکڑے ہوتے ہیں اور کمل بغل میں لنگوٹ رانوں میں باقی برہنہ کسی چیز کی پروا نہیں رکھتے جب یہہ فقرا اُن بزرگ کے پاس سے باہر آئے تو اُن بزرگ نے کہا یہ کیا گذران کرتے ہیں اُسوقت اُنکے پاس شیخ جمال الدین ساوجی بیٹھے ہوئے تھے بولے میں موجب ہوں کہ ان سے بزرگ سکہ نکالوں خدا جانے کیا وقت تھا جب اُنھوں نے یہ کلمہ کہا تھا کہ وہاں سے باہر آتے ہی اُن پر ایک

حال وارد ہوا سب چیزوں سے تجرید حاصل کی حتےکہ ریش بھی جان کر تراشی ایک کملی لیکر ٹوٹی قبر میں
روبقبلہ جابیٹھے اور حیرانوں کیطرح ٹکٹکی طرف آسمان کے باندھی لوگوں نے اُن بزرگ سے کہا۔ مولانا
جمال الدین ساوجی کا یہ حال ہوا ہے کہ ڈاڑھی مُنڈوا کر ایک قبر میں جا بیٹھا ہے وہ بزرگ ہمراہ اپنی جماعت
کے اُنکے دیکھنے کو آئے دیکھا قبر میں خاموش آسمان کی طرف مونھ کیے بیٹھے ہیں۔ کہا رانگ پگھلا کر
اُنکے مونھ میں ڈالیں سبحان اللہ وہ سرد پانی کیطرح اُنکے حلق میں اُتر گیا اور کچھ ضرر نہ پونہچا اُن بزرگ
نے یہ حال دیکھ کر کہا یہ صورت اسیکو سزاوار ہے پھر وہاں کے علما اُنکے ملاقاتی یہ حال سُنکر آئے اتفاقاً
اُسوقت مولانا جمال الدین ساوجی قدرے ہوش میں آئے ہوئے تھے مولویوں نے کہا تم نے خلاف
شرعیت کیا کہ داڑہی منڈوائی پوچھا تم لوگ ڈاڑہی چاہتے ہو اور منہ خرقہ میں چھپا کر جب کھولا تو جناب
خواجہ نے اشارے سے فرمایا کہ شکم تک سفید گھنی ڈاڑھی تھی فقط دولتخانہ خواجہ سے لوگ رخصت ہوئے
اور خواجہ اور وہی قلندر بیٹھے رہے تو افطار کو اُس نے چند لقمے کھائے پھر ہاتھ روک لیا جناب خواجہ
نے اپنے رُوبرو سے کچھ کھانا اُسے بھیجا وہ لے لیا خادموں نے کہا اے قلندر یہ روٹیاں خوان پر
کہیں نہ اُٹھالے مگر اُس نے توجہ نہ کی میں نے ہر چند اُسکو بنظر پہچانا۔ مگر نہ معلوم ہوا کون ہے کبھی سابق قلندروں
میں اُسے نہ دیکھا تھا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۃ

مجلس سی و نہم۔ سعادتِ پابوس حاصل ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا حدیث شریف ہے کہ
من اصبح امنا فی سربہ معافا فی بدنہ وفی بیتہ قوت یومہ فکانما جمعت لہ الدنیا بحذافیرھا +
پھر یہ شعر زبانِ مُبارک سے پڑہا ؎

صحت نفس و قوت یک روزہ		بہتر از تاج و تخت فیروزہ

پھر کہا لوگوں نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا اُس پر عمل نہیں کرتے لہذا خراب و پریشان ہیں ومن
یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اگر دنیا مطلوب ہے تو پارسائی کو لازم پکڑے کہ وسعت
رزق کو ساتھ تقویٰ کے متعلق کیا ہے وہاں سے ملیگا کہ گمان میں نہو فرمایا ایک شخص حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب کی خدمت میں آیا بولا اے خلیفہ مجکو کہیں کی حکومت دیجیے آپ نے پوچھا تو نے

قرآن پڑھا ہے کہا نہیں فرمایا اوّل قرآن پڑھ پھر آنجہ کو کسی ملک کا حاکم کردونگا جب یہی قاعدہ تھا کہ موافق حکم قرآن کے کام کیا کرتے تھے جو قرآن جانتا وہ امیر ولایت ہوا کرتا۔ جو نہ جانتا اُسکو حکومت نہ ملتی۔ غرض اُس جوان نے جاکر قرآن پڑھا اور پھر جناب خلیفہ کے پاس نہ آیا ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہیں جاتے تھے اتفاقاً وہی جوان راہ میں آپ کو ملا آپنے اُس سے فرمایا۔

یا فلان لم یلحقا قال یا امیر المومنین لست منتہجو لکن وجدت ایتہ من القران اغنتنی عن عمر قال عمر ماتلک الایۃ فقرا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب کہا جب سے یہ آیت پڑھی دروازہ اپنا بند کرلیا ہے اور پارسائی اختیار کی ہے نہ معلوم رزق وافر مجھکو کہاں سے آجاتا ہے کہ حاجت مجھکو تلاش کی نہیں ہے پھر جناب خواجہ نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انی لا علم آیتہ او لا عرف آیتہ لو اخذ الناس بہا لکفہم فقرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرر ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ۝ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہٗ۔

پھر یہ شعر پڑھا ؎

نظامی تا توانی پارسا باش	کہ نور پارسائی شمع ولہاست

والحمد للہ رب العالمین ۝

مجلس چہلم - سعادت پابوس میسر ہوئی ایک عورت نے اپنے مُرید ہونے کو کسی شخص کی معرفت کہلا بھیجا تھا۔ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوزہ پرآب منگوایا اور کچھ دیر اُسے روبرو رکھہ کر کچھ پڑھا پھر انگشت شہادت اپنی اُسمیں ڈوبا کر اُس شخص سے کہا یہ کوزہ آب لیجا اور پھر اسلام اُس عورت سے کہو اور کہنا اپنی انگشت اُس پانی میں رکھ اور کہو کہ میں مُرید فلانے کی ہوئی اور اُس شخص سے کہا میری طرف سے کہدینا کہ بعد اسکے نماز پڑھنا اور روزہ ایام بیض رکھنا مگر جو عذر ہو اور غلام باندی کو مت ستانا اور مار پیٹ نہ کرنا اور اپنے بیگانے سب سے اخلاق کرنا پھر فرمایا ایک بیعت اسلام کی ہے اور ایک ارادت کی۔ بیعت اسلام میں عورتوں سے نسبت مردوں کے شرطیں زیادہ ہیں چنانچہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کلام پاک میں خبر دی ہے یاایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان

لا یشرکن باللہ شیاء ولا یسرقن ولا یزنین او بیعت ارادت میں مرد و عورتوں کی شرائط برابر ہیں
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو بیعت کرتے تو فرماتے ایک پیالہ پانی بھرا ہوا لانا اور
اپنا دستِ مبارک اُس پیالہ پر آب میں رکھتے اور شرائط مذکورہ آئیہ ان سے فرماتے اور وہ اُن
شرطوں کو قبول کرتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ بیعت کیوقت چادر مینی اپنے دستِ مبارک پر
ڈال لیتے پھر اُن سے مصافحہ کرتے تا ہاتھ انکا دستِ مبارک سے بے پردہ نہ لگے یہ طریقہ
بیعت کا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ امیر المومنین علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے عورتوں سے
مصافحہ کرتے بعد اُسکے یہ فوائد بیان فرمائے کہ نہایت حال الولی بدایت حال النبی ایک شخص نے
حاضرین محفل سے اُسکے معنے پوچھے فرمایا یعنے فیض نبوت کے بعد متابعت کے ہیں اور ولی جو
کمال حاصل کرتا ہے بعد فیض پانے کے تو وہ بسبب متابعت نبی کے ہوتا ہے پس متابعت کے
سبب سے کامل ہوتا ہے اور بعد اپنے کمال کے اور کی تکمیل کرتا ہے اس میں میں نے عرض کی کہ انبیاء
علیہم السلام قبل نبوت کس کی متابعت کرتے ہیں فرمایا درویشوں کو عجب سرادقات جلال و جمال
کے بھن ہیں کمالیت انبیاء کا اور طریقہ ہے کہ اولیا اُسکے ادراک میں عاجز ہیں وہ کسب سے تعلق
نہیں رکھتے اور کمالیت اولیا کی تعلق بہ کسب رکھتے ہیں اس بیان میں بات مقدمہ محبت میں
آئی خواجہ نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے
عنہ سے فرمایا لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین فقال عمر الآن انت
احب الی من کل شیٔ الا من نفسی فقال علیہ السلام لا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر الآن
انت احب الیّ من نفسی فقال علیہ السلام الآن الآن یعنے اب تیرا ایمان کامل ہوا پھر فرمایا علامت
محبت آنحضرت علیہ السلام کی متابعت شریعت کی ہے جو متابعت کرتا ہے اُسے محبت پیغمبر کی حاصل
ہوتی ہے ایمان کامل پاتا ہے مگر رسل کہ بعد اور کمالات کے کمال فیض رسالت کا پاتے ہیں اور اُنہیں بھی
درجے مختلف ہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض سید شاہ ہے میں نے عرض کی کہ منہم من
کلم اللہ کیا بیان تفضیل ہے فرمایا ہاں اور مراد اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ورفع بعضھم

درجات۔ سے مراد حضرت خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں یعنے بلند
کیا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ خلت کے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ کلام کے اور حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ محبت کے وفضلنا بعضہم علی بعض فی الدرجۃ والمقام لا فی الرسالۃ
والنبوۃ اور فضیلت بعض انبیاء کے بعض دیگر پر از جہت درجہ اور مقام کا ہے مگر حق رسالت اور نبوت میں
سب برابر ہیں رہا نہیں جو اختلاف سو وہ درجہ اور مقام کا ہے کہ اسیطرف اشارہ اس حدیث نبوی
میں ہے لا تفضلونی علی اخی یونس یعنی فی النبوۃ والرسالۃ اور بیان درجات میں اپنے فرمایا انا سید
ولد آدم ولا فخر اور یہ حدیث بطریق افتخار کے نہیں ہے بلکہ بطریق اخبار کے ہے تا امتی جان لیں کہ آپ
فاضلترین بنی آدم کے ہیں اسواسطے کہ ایمان لانا پیغمبر پر کما ہو بصفاتہ لوازم و واجبات سے ہے بعد اسکے
قاضی آدم نے یہ حدیث پڑھی قال علیہ السلام من حفظ القرآن فکانما ادرجت النبوۃ بین جنبیہ ؕ
سو یہ مشابہت کس طرح ہوگی خواجہ نے فرمایا مراد حفظ قرآن سے عمل بالقرآن ہے کہ لفظ کانما کا فرمایا کاف تشبیہ
تقاضائے عموم نہیں کرتا جیسا کہتے ہیں فلاں کالقمر کسی طرحکی مشابہت چاہئے پھر فرمایا امام ابو یوسف
نے اس حدیث سے تمسک کرکے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارق امواتنا کسارق احیائنا کہا ہے
قطع ید کیا جاوے اور رد نے جو یہ کہا کاف تشبیہ عموم کا تقاضا نہیں کرتا اور اُسکے دلائل و نظائر بیان کرکے
کہا اسکے حق میں قطع نہ چاہئے کہ مردے میں حفظ نہیں ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ؕ

مجلس چہل و یکم ۔ سعادت پابوس میسر ہوئی خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خدام سے شربت طلب فرمایا
کہ ایام صیام ستہ شوال کے تھے اور اکثر یار روزہ دار تھے کتنے بے روزہ ایک عالم بھی حاضر محفل تھے شربت
پیکر بولے یہ روزے برابر نہیں رکھتے ہیں تا نصاریٰ سے مخالفت ہو کہ وہ برابر متواتر رکھتے ہیں جناب
خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنکر یہ حدیث مشارق کی پڑھی کہ فرمایا ہے آنحضرت علیہ السلام نے من صام رمضان
ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصائم الدھر یعنی ثم اتبعہ فرمایا بجائے ثم واو عاطفہ نہ کہا کہ ثم واسطے تراخی کے
ہے پس مخالفت نصاریٰ کی بفاصلہ افطار روز عید کے حاصل ہوگئی کہ وہ عید کے دن بھی روزہ رکھتے ہیں
اور بعضے علماء متفرق بھی رکھتے ہیں پھر چند قلندر آئے اور صوفیوں کو میٹھا دیکھکر لوٹ جانے لگے اور

جناب خواجہ چاشت کے وضو کو اُٹھا چاہتے تھے آپ نے قلندروں کو لوٹایا اور صوفیوں سے عذر کرکے
محفل خالی کی اور اُسکے مُناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایکبار چند عالم شہر کے میرے شیخ قدس سرہ العزیز کی خدمت
میں آئے اقبال نے عرض کی کہ علمائے شہر آئے ہوئے ہیں شیخ اوٹھے اور وضو فرماکر نماز چاشت ادا
فرمائی عالموں نے کہا باہم دیر ہوئی شیخ نے ہمکو نہ بلوایا اسیں گروہ قلندروں کا آیا اقبال نے دوبارہ
عرض کی چند قلندر بھی آئے ہیں اور علماء دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں شیخ نے نماز سے فراغت حاصل کرکے
کہا علماء اور قلندروں کو اکٹھا بلاؤ علما بے ذوق ہوئے کہنے لگے جب قلندر آئے تو ہمکو اُنکے طفیل میں بلوایا
جب روبرو گئے تو جناب شیخ نے قلندروں کو کچھ دلوا کر رخصت کیا پھر عالموں سے کہا جب آپ لوگ آئے
تھے اقبال نے جب ہی مجھ سے کہا تھا میں تجدید وضو کو اُٹھا تھا پھر وضو کرکے نماز چاشت پڑھی تا جمعیت
خاطر اور فراغت تمام سے ملاقات کروں اور قلندروں کو پہلے اسواسطے بُلایا تھا اُنکو جلدی رخصت کروں
پھر کچھ دیر تم سے مشغول رہوں مقصود اس بیاں سے کشف جناب شیخ کا ہے کہ عالموں نے باہم کہا تھا کہ
ہمکو بیٹھے ہوئے دیر ہوئی شیخ نے کمال کشف سے اُسے بیان کیا اور عذرخواہی سے اُنکو خوش کیا پھر
جناب شیخ قدس سرہ العزیز نے کہا ان قلندروں میں ایسا کامل بھی کوئی ہوتا ہے جسکو درگاہِ حق جل و علا
میں خصوصیت ہوتی ہے اُسپر اُسی قلندر کی حکایت کہی جو شیخ الاسلام حضرت فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں
آیا تھا مولانا برہان الدین پر کچکول اُٹھایا جسکا سابق ابھی بیان گذرا اور پھر یہ حکایت بیان کی کہ ایکبار
سفر میں مولانا بہاؤالدین ذکریا کسی مسجد میں شام کو اُترے اُسیں ایک جماعت قلندروں کی بھی آکر مقیم
ہوئی کہ اُس منزل میں اور کوئی سرائے وغیرہ مقام مسافروں کے اترنے کا نہ تھا شب کو جب قلندروں
نے خواب کیا تو آپ نے دیکھا اُن میں سے ایک کے سرپر نور آسمان تک بلند ہے اوہر متعجب ہوکر تلاش
حال کو گئے دیکھا ایک قلندر مشغول بیٹھا ہے اور باقی سورہے ہیں اور نزول نور اُسپر ہے اُس سے کہا تم ان
لوگوں میں کیسے شامل ہوئے وہ بولا اے زکریا سیر اہونا انہیں اسواسطے ہے کہ جانلو اللہ تعالیٰ ہر عام میں
ایک خاص کرتا ہے کہ اُن عوام کو اُوس خاص کے سبب بخشتے ہیں پھر یہ حدیث شریف فرمائی لولا الصالحون
لھلاک الطالحون کما بعضے لوگ وصیت کرجاتے ہیں کہ ہمکو مقابر صلحا یا فلانے بزرگ کے پائین دفن کرنا

بہ نیت اسباب کے کہ انکی برکت سے عذاب قہر سے نجات پاویں اور نزول رحمت ہو فرمایا تصوف
راہ صدق و اخلاق حسنہ کا نام ہے اگر کوئی اور زیادہ عمل نہ رکھتا ہو فقط یہی پنجوقتہ نماز پڑہے اور یقین
صادق رکھے تو یہ بہت بہتر اس سے ہے جو بلا صدق بہت عبادت کرتا ہے اور اسکی مناسب یہ حکایت
فرمائی کہ ایک عورت تہیں بی بی فاطمہ نام ہمیشہ دن کو روزہ دار ہوتیں سوائے ایام ممنوعہ افطار نہ کرتیں انکی
ایک چہوکری تھی وہ مزدوری کرکے شام کو دو نانِ جویں اور کوزہ آب لاکر اپنی بی بی کے مصلے کے پاس
رکہدیتی اور پہر جاکر چرخہ کاتنے لگتی ایک رات بی بی فاطمہ نے نماز مغرب پڑہ کر وہ نان و آب روبرو
رکھ کر کہانا چاہا تہا کہ یہ خیال گذرا کہ اے فاطمہ اگر اس رات تو مرجاوے تو افسوس ہے کہ دنیا سے پیٹ بہری
جاوے یہ سوچکر وہ روٹی پانی قصہ کو اٹہا دیا اور مشغول عبادت ہوئیں غرض اسیطرح چالیس دن رات
کچھ نہ کہایا نہ پیا ہر شب یہی کہتیں کیا معلوم آج آخر شب حیات کی ہو شاید یہی آخری سانس ہوں۔ اور
چالیس رات برابر عبادت میں بیدار رہیں اکتالیسویں دن ایک شخص باہیبت وعظمت کو گہر کے صحن میں
کہڑا دیکہا پوچھا تو کون ہے وہ بولا میں ملک الموت ہوں پوچھا کہاں آئے ہو کہا تمہاری قبض روح کو
بولیں اتنی فرصت دیجئے کہ نیا وضو کرکے دو رکعت تحیۃ الوضو اور دو رکعت اور اسکے بعد پڑہ لوں ملک الموت
نے اتنی فرصت دی وہ اٹہیں اور وضو کرکے تحیۃ الوضو اور دو رکعت پڑہیں اور سجدہ میں سر رکہا۔ کہ
اسی حال میں حضرت ملک الموت نے انکی جان قبض کی بعدہٗ فرمایا۔ الصوفی ابن الوقت۔ ابن الوقت
کے یہی معنی ہیں کہ اپنا وقت اور فرصت غنیمت سمجھکر عبادت میں مشغول رہے اور کسیطرف متوجہ نہ ہو
نہ معلوم پہر وقت فرصت کا پاوے نہ پاوے ❖

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

مجلس چہل و دوم سعادت پائبوس حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے یہ
حکایت فرمائی کہ عہد دولت میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت مغرب کے حاکم نے سرکشی
کی اور خراج نہ بہیجا حضرت خلیفہ نے اسپر لشکرکشی کی وہ پکڑا گیا جب اسکو سلاسل و اغلال میں مقید
آپ کے روبرو لائے تو آپ نے فرمایا اگر تو بدستور خراج ادا کرتا تو میں فوج بہیجکر تجکو گرفتار نہ کرتا اور یہ

خرابی واقع نہوتی اب اگر خدا تعالیٰ سے عہد کرے کہ ہر سال خراج دیتا رہوں گا۔ تو پھر تجکو اُس ملک کی حکومت
دیتا ہوں اُس نے کہا میں نے خدائے تعالےٰ سے عہد کیا ہے کہ اب اُس ملک کی حکومت قبول نہ کرونگا
جناب خلیفہ نے فرمایا تو گھر بار اہل و عیال لونڈی غلام خویش اقارب رکھتا ہے عمدہ کھانے پہننے سواری آرام
کا عادی ہے بے ملک گذر کیسے کریگا کہا بعوض ملک کے مجکو کوئی ویران قصبہ اُس سے عنایت ہو میں اُسے آباد
کرکے اپنی گذر اُس سے کرلونگا۔ آپ نے فرمایا کوئی پرگنہ آباد وہاں سے پسند کرے بولا نہیں فرمایا کوئی گانو
آباد سے بولا نہیں ایک وہ ویران دیجئے کہ آباد کرکے اُسکے محاصل سے اپنے مصارف پورا کروں آخر جناب خلیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معتمد چند اصحاب بھیجے کہ حسب الطلب اُسکے کوئی گانوں ویران دیکھ کر اُسکے
سپرد کردیں۔ وہ لوگ اُس ملک کے تمام پرگنات میں دیہہ بدہ پھرے ہر چند جستجو کی کوئی جگہ کم و بیش ویران
نہ پائی آپنے اُس سے کہا وہاں کوئی جگہ دیہہ و زمین افتادہ غیر آباد نہیں نکلی جو تجکو دوں اپنی گذر کو اور جو کچھ
تو چاہے لے اس امیر نے کہا میرا مقصود یہی ظاہر کرنا تھا آپ پر کہ اے امیر المومنین ظاہر ہو جاوے یہ بات کہ
ملک ایسا ملک آباد معمور خوش و خورم آپکے سپرد کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد یہ کچھ خراب و ویران ہوا تو عہدہ
اُسکے جواب کا قیامت کو آگے احکم الحاکمین کے آپکے ذمہ ہے اور میں زیر دستوں کے جواب سے بری ہوں
پھر فرمایا جو سعی و کوشش بادشاہوں کی ہوتی ہے وہ سب رعیت پروری اور آبادی ملک میں ہے۔ نہ
اپنی تن پروری اور خواہش نفسانی میں پھر یہ حکایت فرمائی ملک فارس میں ایک بادشاہ ملکشاہ بن
الپ ارسلان نام عدل دوست نیکنہاد خداترس تھا ایک دن شکار کو گیا رات ہوگئی قریب کسی گانوں
میں شب کو مقام کیا اُسمیں ایک بوڑھیا تھی کہ وجہ معیشت اُسکی تنہا ایک گائے پر تھی۔ اور وہ کھیت میں
چرا کرتی غلامان شاہی نے بزور اُس گائے کو پکڑ کر کھانے کو ذبح کرلیا جب اُس پیرزن نے حال اپنے گائے
کا سنا بیقرار ہو کر بولی مجھے پل پر لے چلو وہاں شہر کے پاس نہر پر ایک پل تھا کہ آمد و رفت ملکشاہ وغیرہ
لوگوں کی اُسپر تھی اُسے پل زندہ رود کہتے تھے غرض کسی نے اُس بوڑھیا کو پل پر لیجا کر بٹھادیا۔ جب
سواری بادشاہی اُسکے قریب پل پر آئی تو پیرزن شور و فریاد کرنے لگی۔ بولی اے پسر الپ ارسلان آج
اس پل زندہ رود پر میری داد دے ورنہ کل قیامت کو جب خدا تعالیٰ قاضی ہوگا تو میں تجھ سے پل صراط پر

اپنا انصاف چاہونگی بادشاہ یہ سُنکر اُسکے پاس آیا اور گھوڑے سے اُترکر وہاں غاشیہ بچھواکر اُسے
پُل پر بوڑھیا کے پاس بیٹھ گیا۔ پوچھا تجھ پر کیا ظلم ہوا ہے بولی میری گائے کہ وجہ معیشت مجھ ناتوان کی تھی
اور کھیت چرتی تھی۔ اس رات تیرے غلاموں نے پکڑکر ذبح کرلی اور کھاگئے۔ ملک شاہ نے تحقیق کی تو وہ
بڑھیا سچی نکلی غلاموں کو بعد روبکاری حسکم سزا دیا پھر اسّی گائیں عمدہ منگواکر اُس پیرزن کو دیں۔ کہا
ایک گائے انمیں بموجب عدل عوض تیری گائے کے ہے اور باقی ۷۹ گائیں بطریق احسان کے تجھ کو
دیتا ہوں ان سب کو لیجا پھر اُس بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرے کتنے آدمی عزیز و اقارب ہیں اور ہر
ایک کی ماہوار مقرر کردی اور کہا مجھ سے راضی ہوا اور جو شکایت رکھتے ہو اُس پُل پر کہدے کہ اُسکا تدارک
کردوں ورنہ کل قیامت کو اُس پُل پر مجھ سے نہ جواب بن پڑیگا نہ کچھ عوض و تدارک ہوسکیگا پھر بعد ایک
مدت کے ملک شاہ نے انتقال کیا جب خبر اُسکی وفات کی پیرزن نے سُنی تو سر برہنہ آگے پروردگار کے
سجدے میں گر پڑی اور بگریہ وزاری بولی خداوندا پسر الپ ارسلان نے کہ بادشاہ مجازی دنیا کا تھا۔ تیری
لحاظ سے مجھپر عدل بھی کیا اور فضل و احسان بھی تو بادشاہ حقیقی کریم و رحیم ہے اُسپر اپنا فضل و احسان فرما
غرض اُس رات وہاں بہت معتمد لوگوں نے ملکشاہ کو خواب میں دیکھا کہ عمدہ لباس بہشتی پہنے ہوئے
خوش و خورم جنت میں پھر رہا ہے اُسکے مصاحبوں نے پوچھا باوجود حکومت یہ مقام عالی کس عمل سے آپکو
ملا۔ بادشاہ نے اُن سے کہا میں نے یہ سب کچھ اُس زال کی دعا سے پایا ہے کہ پُل زندہ رود پر اُسکے
ساتھ عدل و احسان دونوں کیا تھا اللہ تعالےٰ نکتہ نواز نے اُسکے بدلے مجھ پر بالکل فضل و عنایت فرمائی
پھر جناب خواجہ یہ فرماکر کچھ دیر خاموش رہے اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ۔

عدل شاہاں بہ از فراخی سال ٭

میں اُسوقت مستغرق تھا یہ مصرعہ نہ سُنا آنکھ کھولکر عرض کی کیا مصرعہ ارشاد ہوا تھا تو آپ نے مکرر
فرمایا۔ عدلِ شاہاں بہ از فراخی سال وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۃ

مجلس چہل و سیوم ۔ سعادت پابوس ہاتھ آئی جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان شروع کیا
کہ آدمی جو کام کرے اُسکو اُس کام کے واسطے کچھ سرمایہ ضرور ہے مثلاً بقال کو مایہ تعالی مال و

دوکان وغلہ ہے اور بزاز کا مایہ بزازی مال وقماش و مزارع کو تخم وستور وغیرہ سامان زراعت اور ترازو
اسیطرح طباخ وہر پیشہ ور کہ ہر ایک کو مایہ جداگانہ ضرور ہے اسیطرح جو علم پڑھتا ہے اُسکو سرمایہ علم چاہئے
سو مایہ علم کیا ہے کوشش و ورع جیسے حدیث شریف میں ہے اطلبوا العلم بالورع طالب علم کو مایہ پرہیزگاری
ہے کہ علم شریف تر سب چیزوں کا ہے بسبب اس سے بڑہتی ہے وصول الی اللہ اس سے ہوتا ہے پس جب
یہ سب چیزوں میں بہتر ہوا تو برای کے ساتھ جمع نہوگا۔ لہذا متعلم متورع چاہئے اور جو کوئی چاہے درویش
بنے اور شوق طلب خدا کا رکھے تو اُسکو بھی سرمایہ چاہئے اور فقیری کا سرمایہ مجاہدہ ہے وہ بھی صدق دل سے
نہ اس غرض سے کہ مخلوق اُسکو عابد زاہد صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے
ہو اور جب مجاہدہ باخلاص ہوگا تو مثمر فوائد ہوگا اور اللہ تعالےٰ اُسے مقام مقصود تک پہنچاویگا۔ کہ فرماتا ہے
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور دوسری جگہ فرمایا ہے وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ پھر فرمایا۔
حکمت اُسکی دلمیں اُترتی ہے جو بھوکا اور شکم خالی رہے کہ کہا ہے الحکمۃ لایجتمع مع الشبع دانشمند سیر
ہوکر نہیں کھاتا اور قطع شہوت نہیں ہوتی مگر مجاہدہ سے اور مجاہدہ عبارت ہے قلت طعام قلت کلام
قلت صحبت انام سے اور مجاہدہ بھی ایکبارگی نہیں ہوسکتا بلکہ تبدریج میسر ہوتا ہے اور اسباب میں یہ
حکایت فرمائی کہ شیخ ابو القاسم جوزی قدس سرہ العزیز پہلے زارع یعنی کاشتکار تھے اور کھیتی باڑی
سے گذران کرتے ایکبار اُنکے دلمیں یہ خیال آیا کہ اگر موت آئی اور میں اسی حال میں ہوا تو کیسے بنے گی اور
یہ خیال اُنپر غالب ہوا گویا کسی نے اُنکے دلمیں یہ قول پھونک دیا کہ ان جاءت الموت وانت علی ھذہٖ
الحالت فکیف حالک مع اللہ تعالیٰ اُنہوں نے ترکِ زراعت کی اور بی بی بچوں کو چھوڑا اُنکے ماں باپ
حیران ہوئے پوچھا بابا احمد تجھے کیا ہوا اور شیخ ابو القاسم جوزی کا نام احمد تھا اُنھوں نے کہا موت کا خوف
میرے دلپر غالب ہوگیا ہے میں اُسکے واسطے تیاری میں ہوں۔ میں سفر کیا چاہتا ہوں۔ آپ سے
رضامندی چاہتا ہوں کہ مجکو بخوشی جانے دیں باپ نے جانا یہ بطریق رسمی کہتا ہے کہا میں نے رخصت
دی جاؤ جب اجازت باپ کی پائی دل خوش ہوا تیاری سفر کرنے لگے جب باپ نے سمجھا کہ اسکی رسمی
طور پر نہ تھی سچ کہتا تھا۔ بولے بابا احمد میں تجکو آزماتا تھا تمنے سچ جانا کہ میں نے اجازت دی ہے میں

ہرگز تمہارے جانے پر راضی نہیں اگر چلے جاؤگے تو میں ہلاک ہوجاوں گا اور تم بھی خوب جانتے ہو کہ
مَیں بن تمہارے جی نہیں سکتا کہ ان باپ بیٹے میں نہایت محبت تھی اب کہو تم کیا چاہتے ہو اپنا سفر یا
میری ہلاکت یا یہاں رہتے ہو کہ تمہاری غرض دینی بھی حاصل ہو اور میں بھی ہلاک نہوں اُنھوں نے کہا یہی
بہتر ہے مجھ کو یہی غرض مطلوب ہے چہ خوش کہ آپکی خدمت کیساتھ حاصل ہو باپ نے کہا اگر تملو شوق طلب
خدا کا ہے اور چاہتے ہو کہ قُرب آلہی حاصل کرو تو جاؤ فلاں نے محلہ میں ایک پیر ہیں زاہد و متقی جب اُنکے
خدمت میں رہوگے تو اُمید ہے کہ وہ تمکو خدا تک پہنچا دینگے یہ اُنکے پاس گئے اُن بزرگ نے پوچھا تم
کون ہو کہا ابن السبیل یعنی مُسافر ہوں پوچھا کیوں آئے ہو کہا مجھکو شوق طلب خدا کا ہے اور مجھی لوگوں نے
آپکا پتہ دیا ہے اُن بزرگ نے فرمایا نیکو آمدی مبارک باشد مرحبا اب تمہیں میرے پاس رہنا ضرور ہے
غرض اُن بزرگ کی صحبت اختیار کی اُن بزرگ نے تین دن تک عمدہ کھانا اُنکو آگر مہمان کے ساتھ کھایا پھر کہا
اے ابوالقاسم میری عادت ہے کہ میں دن کو روزہ رکھتا ہوں تمہارے ہمراہی کو کھالیا کرتا تھا کہ شاید
تم کو روزہ رکھنا گراں ہو اب کھانا آوے تو تم کھانا میں روزہ رکھوں گا یہ بولے میں بھی آپ کے
ساتھ روزہ رکھوں گا کہا خیر شام کو دونوں افطار کرتے اور ساتھ کھاتے دو تین دن بعد اُن بزرگ نے کہا اے
ابوالقاسم میری عادت سحری کے وقت افطار کی ہے یعنے آٹھ پہر میں مگر تیری خاطر کو بعد چار پہر دن کے
شام کو کھاتا تھا اب تم شام کو کھایا کرو میں سحری کو کھاؤنگا تم مبتدی ہو اسقدر صبر نہ کرسکو گے یہ بولے
مَیں بھی سحری کو افطار کروں گا خیر پھر دو تین دن بعد کہا اے ابوالقاسم میری عادت دوسرے دن افطار
کی ہے تمہارے سبب سے سحری کو کھاتا تھا کہ تم مبتدی ہو شاید تمپر مشکل ہو یہ بولے میں بھی موافق آپ
کے دوسرے دن افطار کرونگا کہا خیر غرض اسیطرح بڑہاتے گئے تین دن میں افطار کرتے پھر بتدریج
سات دن تک پہونچی پھر دس دن تک جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شیخ ابوالقاسم سوا روزہ
رمضان اور پنجوقتہ نماز کے اور کچھ نجانتے تھے پھر ایک دن وہ شیخ اُنکے حجرے سے نکلے اور نماز اشراق
پڑہی ابوالقاسم نے پوچھا یہ کیا پڑہتے ہو کہا اُسکو نماز اشراق کہتے ہیں بولے مجھ کو بھی تعلیم کرو پھر ایک
دن شیخ نے نماز چاشت اُنکے روبرو پڑھی پوچھا یہ کیا ہے کہا اسکو نماز چاشت کہتے ہیں غرض اسیطرح

فی الزوال اوابین تہجد سب نمازیں انکو سکھلائیں اور یہ شبانہ روز یاد خدا میں مشغول رہنے لگے اپنے
زمانہ میں بڑے بزرگ نامی ہوئے تمام مخلوق انکی طرف رجوع ہوئی خلاصہ کلام یہ ہے کہ طلب خدا کا شوق
دل میں پیدا ہوا سرمایہ حاصل کیا مجاہدہ اختیار فرمایا قرب الٰہی کو پہونچے انسان جبتک راہ نہ چلے منزل
میں کیسے پہونچیگا جب تک مجاہدہ نہ کرے خدائے تعالے کو نہ پاویگا فرمایا ہے الذین جاھدوا فینا لنھدینھم
سبلنا - جاہدوا شرط ہے لنھدینھم اسکی جزا پس خرابی شرط کی کس طرح متحقق ہوگی -

والحمد للہ رب العالمین ٥

مجلس چہل و چہارم

سعادت ملازمت حاصل ہوئی - خواجہ ذکرہ اللہ تعالے بالخیر نے
مجھ سے پوچھا کیا شعر کہتے ہو میں نے عرض کی کچھ نہیں فرمایا امیر حسن اور امیر خسرو نے بہت چاہا
کہ شیخ سعدی کیطرح کہیں مگر میسر نہوا حضرت سعدی نے جو کچھ کہا وہ اُن کا حال تھا اور خاقانی نظامی
بڑے نیک آدمی تھے مگر سعدی کا کلام بہ تقضائے حال ہے میں نے خواجہ سنائی کا ذکر کیا فرمایا سنائی
رحمۃ اللہ علیہ تارکین سے تھے جہاں و جہانیوں سے منقطع ہوگئی تھی گورستان میں رہا کرتے پھر فرمایا حکیم
سنائی نے کتابیں غزنی میں لکھیں ہیں ایک روم کی شاہزادہ نے انکا یہ شعر سُنا •

شعر

اے کہ شنیدی صفت روم وچین	خیز و بیا ملک سنائی بہ بیں

شاہزادہ نے باپ کے وزیر کو بلوایا اور اس شعر کے معنے اُس سے پوچھے کہا سنائی کہاں کا بادشاہ
ہے جسکا ملک روم کے ملک سے زیادہ ہے میں نے او کبھی اُسکا حال نہیں سُنا وزیر نے کہا اے شاہزادہ
سنائی کی مراد اس سے ملک دنیا نہیں انکا مقصد ملک فقر سے ہے پوچھا فقیری کیا چیز ہے کہا ملک فقر
دنیادار نہیں دیکھ سکتے جو اہل فقر ہو وہ اُس ملک کا حال بیان کرے شاہزادہ نے کہا مجھ کو سنائی کے
پاس جانا ضرور ہوا کہ اُن سے ملکر حال دریافت کروں باپ سے جاکر کہا مجھ کو غزنی جانے کی اجازت دیں تا
ملک سنائی دیکھوں اول باپ نے باتوں میں ٹالا جب دیکھا کہ حیران و پریشان ہے مبادا اس خیال سے
دیوانہ ہو جائے تو فرمایا جا اور ہزار غلام ترکی اور رومی خدمت کو ہمراہ کردے جب یہ غزنی میں آیا - پوچھا

خواجہ سنائی کا مکان کہاں ہے لوگوں نے کہا اُسکا کوئی گھربار نہیں کسی ویران مسجد یا گورستان میں
ہوگا شاہزادہ نے وہاں کا ایک آدمی ہمراہ لیکر تمام ویران مسجدوں اور گورستانوں میں دیکھا آخر اُس
شخص نے دور سے دیکھکر شاہزادہ کو اشارہ سے بتایا کہ فلانی قبر شکستہ میں بیٹھے ہوئے ہیں قبلہ رُو۔
گریبان خرقہ میں سر ڈالے مشغول ہیں شاہزادہ نے غلاموں کو دور کھڑا کرکے گھوڑے سے اُترا اور لباس
شاہی اوڑہ کر بارانی اوڑھی اور روبرو گیا خواجہ سنائی نے آہٹ سے جانا کوئی آتا ہے سر اُٹھایا۔
شاہزادہ نے سلام کو رُخسارہ زمین پر رکھا پھر اوٹھ کر پاس گیا اور قدمِ مبارک پر خواجہ سنائی کے بوسہ
دیا با ادب کھڑا رہا خواجہ سنائی نے پوچھا ای جوان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کہا روم سے آپکا
مشتاق ہوکر آیا ہوں پوچھا کسواسطے کہا آپ کے ایک شعر نے مجھ کو سرگردان و حیران بنایا ہے پوچھا
وہ کیا شعر ہے شہزادہ نے یہ پڑھا **شعر**

ای کہ شنیدی صفت روم و چین
خیز و بیا مُلک سنائی بہ بین

اِسکو سُنکر وزیر سے معنے دریافت کئے کہ کیا ملک سنائی کا ملک میرے باپ کے ملک سے جو والیٔ روم
ہے بڑا ہے وزیر نے کہا اس سے مرادِ مُلکِ دُنیا نہیں مُلک فقر مراد ہے مَیں نے پوچھا مُلک فقر کیا ہے
اُس نے کہا دنیا دار ملک فقر کو نہیں بتا سکتے جو کوئی فقیر ہو بتاوے مَیں نے دل سے کہا آپ اُس
شعر کہنے والے کے پاس چلنا چاہئے کہ اُسکے معنے اُنھیں سے خوب معلوم ہونگے لہذا آپ کی خدمت
شریف میں حاضر ہوا ہوں کہ جس ملک کا دعویٰ کیا ہے وہ دکھائیں خواجہ سنائی نے فرمایا ہمارا ملک دیکھوگے
بولا ہاں تین بار پوچھا پھر کہا اگر میرا ملک دیکھ لوگے تو باپ کے مُلک سے ہاتھ اُٹھا لوگے پھر کہا آؤ دیکھو
اور دامن اپنے خرقہ کا اٹھایا اللہ تعالےٰ نے اُسمیں شاہزادیکو وہ چیزیں دکھائیں کہ بیہوش ہوکر گر پڑا۔
جب ہوش میں آیا تو خواجہ سنائی نے اُس سے پوچھا میرا مُلک دیکھا بولا خوب دیکھا آپ نے اپنی سلطنت
سے شعر میں بہت کم بیان کیا ہے روم و چین کے مُلک کی کیا حقیقت مملکت تمام عالم کی کچھ نہیں پھر
خواجہ سنائی نے کہا اب تو مجھ سے جا لیا اپنے باپ کے پاس جا بولا میں کہیں نہ جاؤں گا آپکی خدمت

میں رہونگا اپنے مُلک سے کچھ عنایت فرماویں خواجہ سنائی نے کہا میرے مُلک میں اس لباس سے
نہیں جاسکتے شاہزادہ اُٹھا غلاموں کو معہ لشکر رخصت کیا نقد و مال للّٰلہ دیا اور ایک کملی خرید کر بیچ سے
پھاڑ سی اور دونوں کنارے سِنکر کفنی کیطرح گلے میں ڈالی اور خواجہ سنائی کیخدمت میں حاضر ہوا آپ نے
اس صورت میں دیکھکر فرمایا خوب آیا مرد ہوکر آیا پھر اپنے مُلک سے بہت کچھ اُسکو دیا اُسوقت میں نے
عرض کی کہ تقدیر نے خواجہ سنائی سے یہ شعر اُسیکے واسطے کہلوایا تھا جناب خواجہ ذکرہ اللّٰہ تعالیٰ بالخیر نے
فرمایا ہاں اُسیکے واسطے کہلوایا تھا اور خواجہ سنائی کے بیان مناقب میں یہ دوسری حکایت فرمائی
کہ غزنی میں ایک قاضی بزرگ زادہ تھا باپ دادا اُسکے اسی عہدہ پر رہے تھے اُنکو شرف الدین قاضی القضات
کہتے تھے مگر اُس نے میراثاً عہدہ قضا پایا تھا علم سے بے بہرہ منجملہ عوام الناس سے تھا بارہا لوگوں نے تصریح
وکنایہ بارہا بادشاہ سے عرض کی کہ دارالاسلام میں یہ قاضی ناخواندہ ہے حکنامہ شرعی غلط کرتا ہے لیکن جو
جو وہ بزرگ زادہ اور بادشاہ کا داماد تھا بادشاہ اُسکے تعرض سے شرماتا اور فکر میں تھا کہ کسی عذر سے
اُسکو معزول کرے ایک بار غرہ ماہ شب پنجشنبہ کو واقعہ ہوا سب لوگ بارگاہِ شاہی میں مبارکباد کو آئے
اُنمیں قاضی بھی آئے بادشاہ نے قاضی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ سے بطریق وعظ کچھ نصیحتیں
سنوں کل جمعرات ہے آپ خیال رکھنا جمعہ کے دن وعظ کہنا اور بادشاہ نے اُس بہانہ سے چاہا تھا
اُسکو معزول کرے قاضی جب مجلس سے لوٹا متحیر و متعجب بادل خراب اور سینہ کباب کے گھر آیا دلمیں سوچتا
تھا کل جمعہ ہے میں ناخواندہ ہوں وعظ کیسے کہونگا اور کس حیلہ سے ترک وعظ کروں گا مگر اُسنے کسی کتاب
میں ایک قصہ دیکھا تھا اُٹھا اور سوار ہوا غلام کو ہمراہ لیکر غزنی سے باہر چلا۔ جلد دو تین کوس پر شہر سے
ایک نہر جاری مقام پُر فزا تھا وہاں گھوڑے سے اُترا اور غلام کو گھوڑا دیکر کہا دور چلا جا۔ غلام دور جاکر
کھڑا ہوا قاضی نے کپڑے اُتار کر غسل کیا اور بعد طہارت باہر زمین پر ایک تربت کا نقش بنایا اور اُس قبر
کے بائیں طرف کھڑے ہوکر باادب ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی یارسول اللّٰہ میں عاجز متفکر ہوں مجھے وعظ
کہنے کو تاکید کی ہے اور میں اُمّی محض ہوں پھر سر بائیں تربت میں رکھکر زار زار رویا اور کہا یارسول اللّٰہ
دستگیری فرمائیے اور یہ کہکر اُٹھا اور سوار ہوکر گھر آگیا شب میں جناب رسالتمآب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

کوخواب میں دیکھا کہ لعاب اپنے دہنِ مبارک کا انگشتِ شہادت سے قاضی کے مُنہ میں لگا دیا قاضی
جب بیدار ہوئے تو اُنکے دلمیں اسقدر علوم جوش زن تھے جو بیان نہیں ہو سکتے قاضی خوش ہوئے
اور دن نکلا علماء و مشائخ منتظر تھے کہ قاضی کو علم وعظ ہے بے لکھے پڑھے کیا بیان کرے گا ضرور ہے
کہ آج معزول کیا جاوے اُدھر قاضی سب سے پہلے مسجد میں پہونچے محفل آراستہ ہوئی منبر رکھا گیا۔
بادشاہ آیا قاضی منبر پر جاکر بیٹھا مخلوق حیران تھی کہ کیا کیگا ناخواندہ ہے غرض قاضی نے بیان شروع
کیا اور وہ تقریر کی کہ جملہ علماء و بلغاء و مشائخ اُسکے وقتِ بیان اور فصاحتِ لسان میں حیران ہوئے
اور بادشاہ رومال آنکھوں پر رکھ کر زار زار روتا تھا اور جو اہلِ علم اُسکی معزولی کے منتظر تھے بےاختیار
رو رہے تھے غرض وہ وعظ کہا کہ کسی نے ویسا نہ سُنا تھا خواجہ سنائی بھی پایاں اُس محفل میں تھے
کھڑے ہوکر یہ شعر پڑھا

شعر

اے کردہ نبی در دہنت آب دہن		اوختم نبوت است وتوختم سخن

پھر جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالےٰ بالخیر نے فرمایا کہ خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ ایسے صاحبِ ولایت تھے اور
فرمایا خواجہ سنائی اور شیخ عثمان خیرآبادی اِن دونوں کو نعمت ایک ساتھ ملی ہے اُس مجذوب سے
جسکی حکایت سابق گذری والحمد للہ رب العالمین ۝

مجلس چہل و پنجم

دولتِ قدم بوس حاصل ہوئی جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے
چھوٹے بھائی کا حال دریافت کیا چونکہ وہ مُلازم شاہی اور نوکر تھا۔ نوکری پر چلا گیا تھا میں نے
عرض کی وہ یہاں حاضر نہیں۔ باہر نوکری پر گیا ہوا ہے فرمایا بعض لشکری جب لوٹ کر آتے ہیں تو
نیک حالت میں آتے ہیں اور اسپر یہ حکایت فرمائی کہ ایک میرے آشنا شمس الدین نام بزازی کرتے
تھے بنہایت آلی دُنیا سے اُنکا دل سُست ہوا املاک و اسباب فروخت کرکے مہرِ عورت ادا کیا کہا
میں اُمورِ دُنیا سے کنارہ کشی کیا چاہتا ہوں اگر تو اور خاوند کرنا چاہے تو کہو طلاق دوں ورنہ یہ گھر مال
فرزند تیرے ملک میں آرام سے رہو اُس نے کہا مجھ کو کچھ نہیں چاہئے تمہارے شریک حال رہونگی

جو ہو تقدیر سے سب کی شرکت میں ہوئی - فرزندوں نے بھی یہی کہا تب کچھ مال مہر سے اُسکو زیادہ
دیا اور کہا اپنے عزیزوں کو دے کہ تیری گذرا وقات کو اس مال سے سوداگری کیا کریں پھر خدمت
فیضدرجت جناب شیخ العالمین نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز میں آکر بیعت کی اور محلوق ہوئے
بعد حصول بن عبادت کے خدمت عالی سے لوٹے جاتے تھے کہ مجھ سے راہ میں ملاقات ہوئی میں
موضع پٹیالہ سے دھلی کو آتا تھا اور وہ دہلی سے کہیں اور جاتے تھے اول دور سے میں نے نہ پہچانا جب
قریب آکر سلام کیا تو میں نے پہچانا معانقہ کیا زرد ضعیف ہوگئے تھے اور کپڑے موٹے پھٹے میلے
پہنے ہوئے تھے ایک بڑا لوٹا ہاتھ میں اور ایک درویش رفاقت میں اور پہلے انکا لباس پر تکلف
رہتا تھا جب سوار ہوتے چند غلام ساتھ دوڑا کرتے یا یہ حال دیکھا میں نے پوچھا خواجہ شمس الدین یہ
کیا حال ہے کہا پروردگار نے مجھ پر عنایت کی دنیا سے میرا دل پھیر دیا میں نے کہا یہ لوٹا مٹی کا اچھا نہیں
میری چھاگل چمڑے کی لیلو کہا نہیں اُسپر ہر شخص نظر ڈالیگا حفاظت کرنی ہوگی مٹی کے کوزہ کی
کوئی خواہش نہیں کرتا میں اکثر مساجد و ویرانوں میں اترا کرتا ہوں جہاں ٹھہرا یہ چوب دستی سر تلے
رکھی اور لوٹا وضو کو پاس پہلو کے بے فکر رہتا ہوں میں نے حیران ہو کر کہا کیا خوب عنایت آلہی
یکا یک تمہارے شامل حال ہوئی فقط + پھر یہ حکایت فرمائی کہ اجودھن میں دو بھائی منشی تھے ایک
کو کچھ ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ ملازمت ترک کی زن و فرزند بھائی کو سپرد کئے اور شیخ الاسلام حضرت
خواجہ فریدالدین کی خدمت شریف میں مُرید ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہوا وہ بھائی اُسکے عیال و
اطفال کی خبر گیری اپنے متعلقوں سے زیادہ اور بہتر کیا کرتا اتفاقاً وہ بھائی سخت بیمار ہوا آخر اُس کو
لوگوں نے چادر اوڑھادی اور تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے دوسرا بھائی درویش جناب شیخ الاسلام
کی خدمت میں زار زار روتا آیا آپ نے پوچھا کیا حال ہے عرض کی میرا ایک بھائی تھا اُسکی مدد سے میں
بفراغ خاطر آپ کی خدمت میں مشغول یاد آلہی میں رہا کرتا تھا اور وہ میرے اہل و عیال کی خبرگیری مجھ سے
زیادہ کیا کرتا اب اگر وہ فوت ہوا تو بال بچے مجھکو تحصیل معاش سے تنگ کرینگے اور انکے قوت کے فکر میں
پریشان خاطر ہو کر ذوق طاعت و عبادت مجھکو نہ رہے گا حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز نے

نے اُسکو اپنے قریب بُلوایا اور فرمایا مُراقب ہو کر دیکھ لے کہ تیرا بھائی اچھا ہوگیا ہے لوگوں نے اُسکو چارپائی
پر بٹھایا ہے کھانا کھا رہا ہے اُس نے جو آنکھیں بند کیں یہ معاملہ بخوبی دیکھا دل کو تسلی ہوئی جب حضرت
کی خدمت سے گھر میں آیا بھائی کو تندرست پایا غرض اُسے حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے شخص جیسا تو اِس
وقت دردمند آیا ہے مَیں ہمیشہ صحبتِ حق سے ایسا ہی رہتا ہوں - رازِ دل کسی پر ظاہر نہیں کرتا بعد اِس
ذکر کے ہمارے خواجہ ذکرہ اللہ تعالٰے بالخیر کو ایک حال پیدا ہوا اور بنام مبارک خدمت شیخ الاسلام مولانا
فریدالدین قدس سرہ العزیز کی تواضع کی اور اُنکی بزرگی ذات اور وفور علم اور کشف و کرامات میں بطریق
تعجب فرمایا کہ عجب کشف تھا اور باادب دوزانو بیٹھ کر یہ حکایت دوسری بیان کی کہ قریب اجودھن کے
ایک قصبہ ہے اور نام اُسکا اسوقت بھولا ہے وہاں ایک تُرک خونریز حاکم تھا اور اُسکا ایک باز تھا -
نہایت پسند اور محبوب اُسکا اپنے میر شکار کو جو اُسے رکھتا تھا تاکید کیا کرتا تھا کہ اسکو سوا میرے موجودگی
کے کبھی میری غیبت میں مت اُوڑانا اگر یہ اُڑ گیا تو پھر سزایابی میں اُسکی بُرائی تجھ پر ہے نہ مجھ پر اتفاقاً
ایک روز وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اُس باز کو پھرانے باہر شہر کے لے گیا تھا ایک جانور اُڑتا دیکھا
سب نے اصرار کیا کہ اسپر اپنا باز چھوڑ اُسنے کہا بادشاہ نے منع کر رکھا ہے مَیں کیسے اُوڑاؤں -
مبادا اگر چلا گیا تو قطع نظر شرمندگی سے بادشاہ مجھکو مار ڈالیگا یاروں نے کہا تو بے فکر ہو کر اُڑا اور اِس پرند
کا ہمکو شکار دکھا ہم سب آدمی گھوڑے پر سوار ہیں اُسکے ساتھ رہیں گے کہاں جاویگا غرض اُنکے اصرار سے
اِس نے اُس جانور پر باز اپنا چھوڑا وہ بلند ہو کر سب کی نظروں سے غائب ہوگیا وہ سب یار اُسکے متفرق
ہوگئے وہ میر شکار بھی کچھ دور ایک طرف گیا پھر دل میں کہا یہ ترک بدمزاج خوں ریز ہے اور مَیں نے اُس کی
وصیت کے خلاف کیا ہے اب کس مُنہ سے اُسکے روبرو جاؤں اور خوف سے گریہ اُسپر غالب ہوا ہائے
ہائے زار زار روتا اور طمانچے اپنے سر و رُو پر مارتا تھا پھر سوچا کہ علاج اسکا اور کچھ اسکے سوا نہیں کہ گھوڑا بیچکر
قلندر ہو جاؤں اور پوشیدہ کسی اور مُلک میں چلا جاؤں پھر سوچا کہ اگر میں نے اپنا منہ کالا کر کے جان
بچالی مگر میرے عیال و اطفال کو وہ ظالم پکڑے گا اور خدا جانے کیا کچھ تکلیفیں دیگا غرض اُس بدحواسی میں
اجودھن کیطرف چلا اور حضرت شیخ الاسلام کی خدمت فیضدرجت میں آکر بگریہ و زاری قدموں پہ گر پڑا آپ نے

فرمایا خیر ہے حال بیان کر اُنسے سب قصہ کہا اور بولا اب کس منہ سے اُس ظالم کے روبرو جاؤں اور اگر پوشیدہ
کہیں اور نکلجاؤں تو دیکھئے میری اہل و عیال کو پکڑ کر اُن سے کس سختی سے پیش آوے آپ نے پہلے اُسکے
واسطے کھانا منگوایا اور رکھا کہا عرضکی جناب آج دوسرا دن ہے باز گم ہوئے مَیں وہی کھانا گھر کا کھائے
ہوئے ہوں کھانا پینا کسکو بھاتا ہے آپ نے باصرار کھانیکو کہا اُس نے ہاتھ بڑہا کر ایک نوالہ لیا اور بولا
حلق سے نہیں اُترتا شیخ نے فرمایا کھانا کھالے خداوندکریم تیری خاطر جمعی پر قادر ہے اُسنے آپکی خاطر سے
روٹی توڑ کر پیالہ میں ڈبوئی اور مُنہ میں رکھ لرکہا حسب ارشاد میں نے نوالہ لیا مگر حلق سے نہیں اُترتا مجھے یہہ
حیرانی ہے کہ امیر نے جب سُنا ہوگا کہ باز اُوڑا کر خود بھی بھاگ گیا تو میری اولاد پر کیا ظلم کیا ہوگا حضرت شیخ
نے فرمایا اُٹھ دیکھ تیرا باز وہ شہر پناہ کے کنگورے پر بیٹھا ہے جاکر پکڑ لا میر شکار نے جب باز کو دیکھا
قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاوے مگر شیخ کے پاس اُسطرف دوڑا اور پر چوب پر بندھے تھے کہ عرف
شکاریوں میں اُسے بلاونی کہتے ہیں کمر سے نکالکر باز کو دکھائی باز فی الفور آکر اُسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا اُس نے
پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی یہ گھوڑا میری سواری کا جناب کی نظر ہے قبول فرماویں اور
مَیں ہمیشہ بندہ ناخریدہ ہوں شیخ نے فرمایا تو کس پر سوار جاویگا۔ بولا میرا دل خوش ہوگیا ہے ہرن کے سی
پانوں میرے ہوگئے ہیں دوڑتا کودتا چلا جاؤں گا جب آیا تو مردہ تھا اب آپکی عنایت سے نئی زندگی
پائی ہے شیخ نے فرمایا میں نے یہ گھوڑا قبول کیا پھر تجھے دیتا ہوں گھر تک سوار جا وہاں فروخت کرکے
آدھی قیمت مجھکو بھیجنا آدھی تجھے بخشی میر شکار روانہ ہوا جب گھر پہونچا شہر میں مشہور ہوا تھا کہ میر شکار نے
باز شاہی گُما دیا اور خود بھاگ گیا اور حاکم نے بھی سُنلیا تھا مگر جب تک اُسکے متعلقوں سے کچھ نہ کہا تھا۔
اِسکے جاتے ہی پھر شہر میں شور ہوا کہ میر شکار معہ باز کے آگیا حاکم نے اُسیوقت اُسکو بلوایا جب روبرو گیا
تو کہا باز اُڑ گیا تھا تو خیر جانور تھا مگر تو کیوں بھاگا بولا اے آقا یہ باز آپکو محبوب تھا اور مجھکو اُڑانے کی ممانعت
فرمائی تھی جب خلاف حکم مجھ سے عمل میں آیا اور باز بھی گم ہوا تو کس مُنہ سے رُوبرو آتا اور کیا جواب دیتا۔
اب جو باز ملگیا تو حاضر خدمت ہوا پوچھا باز کہاں ہے کہا گھر میں رکھا آیا ہوں کہا جاکر جلد لے آ یہ گھر آکر
باز کو لیگیا امیر نے لیکر اپنے ہاتھ پر بٹھایا تروتازہ پایا خوش ہوکر پوچھا کیسے پایا اُس نے سرے سے

سرگذشت اپنی بیان کی کہ چند یاروں کے ساتھ پھرنے لے گیا تھا اُنھوں نے ایک پرند دیکھ کر اُڑانے کو
کہا میں نہ مانتا تھا مگر سب کے اصرار سے باز چھوڑا یہ نظروں سے گم ہوگیا سب لوگ ڈھونڈھ کر اپنے گھر
لوٹ گئے میں خراب و خستہ سوچتا تھا کہ جو مالک کے قول کے خلاف کرتا ہے آخر نقصان اُٹھاتا ہے میرے
بھلے دن تھے کہ میرا مُونھ اجودھن کیطرف ہوگیا حضرت شیخ الاسلام مولانا فریدالدین کیخدمت میں جاکر
رونے لگا آپ نے حال پوچھ کر کھانا منگوایا وہ کس سے کھایا جاتا تھا ہرچند کوشش کی حلق سے نہ اُترا۔
تب شیخ نے فرمایا اطمینان سے کھا خدائے تعالےٰ تیری خاطر جمع پر قادر ہے میں نے پھر لقمہ مُونھ میں رکھا
گلے سے نہ اُترا تو براہِ کمال مرحمت فرمایا کیوں گھبراتا ہے آ دیکھ یہ تیرا باز وہ کنگورہ شہر پناہ پر بیٹھا ہوا
ہے جاکر پکڑ لائیں دوڑا اور بلاؤنی دکھلائی باز ہاتھ پر آبیٹھا پکڑ لیا حاکم نے کہا شیخ الاسلام مولٰنا فریدالدین
ویسے بڑے بزرگ صاحب تصرف ہیں پھر کچھ روپیہ میر شکار کو دیا کہ شیخ کے پاس اُنکو میری طرف سے
نذر کرآ اور پہلے وہ حضرت کا معتقد نہ تھا میر شکار نے کہا بہتر مجھکو خود اُنکی خدمت میں جانا تھا کہ جب باز ملا
اور یہ کرامت غریبہ میں نے بچشم خود دیکھی تو اپنا گھوڑا نذر کیا آپ نے قبول فرماکر کہا کہ تک اسپر سوار
جاوہاں فروخت کرکے نصف قیمت مجھکو بھیجنا۔ نصف اپنے لڑکوں کو میریطرف سے دینا اب مجھے
یہ اسپ فروخت کرکے نصفی قیمت لیجانی ہے اور جو کچھ سرکار نے دیا ہے یہ بھی لیجاؤنگا اسکے بعد وہ حاکم
معتقد ہوا اور بہت تعظیم کی اور مرید ہوا جب قصہ تمام ہوا تو فرمایا درویشی کا یہ طریقہ ہے بے مجاھدہ
کچھ نہیں ملتا فرمایا ہے الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اوّل مجاہدہ ہے پھر مشاہدہ اور یہ آیت
پڑھی ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہٖ اہل مجاہدہ کو آخرت میں ترقی درجات کی ہوگی پھر فرمایا سالہا
مریدوں نے شیخ الاسلام مولانا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں زنبیل لیکر گدائی کی ہے چنانچہ میرے
شیخ جناب نظام الحق والشرع والدین نے بارہا فرمایا کہ ہم جرأت ویلہ یا کل کریر شیخ کی خانقاہ میں پیٹ
بھر کر کھاتے تھے اُسدن ہمکو مارے خوشی کے عید ہوا کرتی تھی اور جن روزوں ویلہ و کل کریر نہوتے
تو فقر اگدائی کیا کرتے پھر فرمایا مردانِ راہ خدا نے یہ خونِ جگر کھایا ہے۔ جب کسی مقام کو پہونچے ہیں۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ٭

مجلس چہل و ششم

سعادت قدمبوس میسر ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالےٰ بالخیر قاضی محی الدین کاشانی کے ذکر میں مجھے فرمایا میں نے بزدودی انھیں سے پڑھی ہے پھر انکے طبع رسا اور وقت نظری کا بیان کیا کہ بڑے محقق تھے اس مجلس میں ایک مُرید جناب سلطان المشائخ کا حاضر تھا اُسنے یہ قصہ انکا بیان کیا کہ ایکبار قاضی محی الدین کاشانی سخت بیمار ہوئے کہ یاروں نے انکی صحت دشوار جانی حضرت سلطان الاولیار سُنکر اُنکی عیادت کو تشریف لائے وہ دیکھ کر اُٹھے اور اپنے آپکو سنبھالکر شیخ کی تعظیم کی اُسیوقت سے مرض میں تخفیف ہوگئی جب حضرت شیخ لوٹ گئے تو کہا شیخ بظاہر میری عیادت کو آئے تھے مگر دیکھو کس طرح درپردہ سلب مرض کر گئے اُس محفل میں ایک درویش ظفر آباد سے آیا ہوا تھا اُس سے دریافت کیا کہ وہاں کوئی درویش ہے وہ بولا پہلے تو نہ تھا اب ایک شخص آگیا ہے اور شیخ بنکر لوگوں کو مُرید کرتا ہے میں نے اُس سے پوچھا کیسے مُرید کرتے ہو کس کے خلیفہ کون خانوادہ ہے بولا شیخ علیم الدین نبیرہ حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک کاغذ لکھ دیا ہے اور اجازت مُرید کرنے کی دی ہے یہ کہکر خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر سے پوچھا کہ جناب یہ حجت صحیح ہے اس تحریر دینے سے وہ مُرید شیخ علم الدین کا درحقیقت ہوگیا یا نہیں حضرت خواجہ نے فرمایا اگر کوئی شیخ کسی اور کے مُرید کو دیکھے کہ سلوک طے کرچکا اور مرتبہ کمالیت کو پہونچگیا ہے تو درست وبجا ہے کہ اپنی طرف سے بھی اجازت نامہ عنایت کرے کہ وہ جہاں ہو سوائے اپنے طریقہ سابقہ کے اس طریقہ مجاز میں بھی مُرید کیا کرے ایک حاضرین محفل سے بولا جیسے شیخ جلال الدین تبریزی کو حضرت ابوسعید تبریزی نے اجازت دی تھی جناب خواجہ نے فرمایا یہ شیخ جلال الدین تبریزی تو خود مرید شیخ ابوسعید تبریزی کے ہیں مُرتاض کامل الحال اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اُنکی مُریدی سے سابق کمال حاصل ہوچکا تھا فی الحال خلافت اور اجازت پائی اُن سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میرا پیر ستر مُرید تارک رکھتا تھا کہ لباس اُنکا فقط پائجامہ کرتہ اور ٹوپی ہوتا۔ سفر میں اگر دریا سامنے آجاتا اور کشتی نہوتی تو دریا پر پاؤں رکھتے اور پار ہوجاتے اور یہ سب ہمیشہ اطراف عالم سفر کیا کرتے تھے اور واسطے

نماز و ذکر کے اقامت کرتے ہر حال ترک دنیا شیخ ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کیا کہ بڑے تارک الدنیا
تھے ہمیشہ فقر و مجاہدہ میں بسر کی ہرگز دنیا داروں سے کوئی چیز قبول نہ کرتے ایک بار بادشاہ تبریز نے
کچھ بطریق نذر آپ کے پاس بھیجا نہ لیا جب وہ معتمد شاہی چلا گیا تو خادمان خانقاہ سے کہا کہ یہ جس راہ
سے آیا اور گیا ہے اُتنی زمین ایک بالشت گہری کھود کر مٹی اُسکی باہر پھینکدیں اور وہ نذر لانے والا
جب باہر گیا تو شیخ کے خادم سے راہ میں ملا خادم سے کہا تم اِسمیں سے کچھ قبول کر لو کہ برکت کا باعث ہو
اُس نے اس نظر سے کہ حضرت شیخ پر کئی فاقے ہوئے ہیں اور اب وقت افطار قریب ہے کچھ خرید کر روبرو
شیخ کے لیجاؤں قدر قلیل اُس نذر سے لیکر طعام و افطار تیار کر کے مغرب کو روبرو لیگیا آپ نے جو چند
لقمے کھائے تو اُس رات عبادت میں ذوق نہ پایا خادم سے صبحکو پوچھا یہ طعام کہاں سے لایا تھا خادم
نے اول چھپانا چاہا مگر سوچکر صاف کہہ دیا کہ معتمد بادشاہی مجھکو کچھ قدر قلیل دیگیا تھا میں نے مناسب
جانا کہ اُس سے وجہ افطار مہیا کر کے روبرو لے جاؤں کہ آپ پر چند فاقے برابر گذرے ہیں یہ اُس سے
تھا شیخ نے یہ سُنکر اُسے خادمی سے معزول کیا فرمایا تو لیاقت خدمت نہیں رکھتا ہے پھر جناب خواجہ
ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے فرمایا کہ اِس راہ میں مجاہدہ شرط ہے کہ بے مجاہدہ مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ - ومن جاھد فانما
یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین جو مجاہدہ کریگا اُسکا نفع اُسکے نفس کے واسطے ہوگا آخرت
میں ترقی درجات ہوگی مینے سوال کیا کہ جاہدوا فینا اور جاہدوا فی اللہ کے کیا معنے ہیں اور اُن میں کیا
فرق ہے فرمایا کہتا ہوں پھر وہ تقریر دقیق بیان کی کہ چند عالم جو حاضر محفل شریف تھے کوئی نہ سمجھا فرمایا
اب واضح اور آساں تر کہتا ہوں اِس بیان کو سبنے فہم کیا مجھ سے فرمایا تو کیا پوچھتا ہے میں نے
وہی عرض کی فرمایا الذین جاھدوا فینا ای لاجلنا وجاھدوا فی اللہ ای لاجل اللہ ہے کلمہ فی میں
وہ شدت اتصال ہے جو کلام میں نہیں فی ظرف ہے اور ظرف میں مظروف ہے اور اُسکی سند
پر یہ آیتہ شریفہ پڑھی انما الصدقات للفقرا والمساکین والعاملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب
اور جگہوں میں لام کے ساتھ ارشاد فرمایا اور رقاب ساتھ فی کے ذکر کیا کہ رقاب میں وہ شدت

حاجت ہے جو اوروں میں نہیں آدمی میں سد باب جوع ہے اور رقاب میں ترکِ رقیہ اور رقیت
حکم موت کا رکھتی ہے جو کوئی بردہ آزاد کرتا ہے وہ درحقیقت احیائے موتا کرتا ہے پس اسمیں شدت
بہ نسبت اوروں کے زیادہ ہے سو یہ سب تقریر موافق علم نحو و بیان کے ہے اور حضرات مشائخ قدس
سرہم العزیز اسباب میں ایک اور نکتہ مفیدہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجاہدہ کرے گا تو وہ یا بامید حور و
قصور و بہشت کے کریگا یا خاص واسطے ذات پاک حق تعالےٰ کے سو پہلا مجاہدہ للہ ہے اور دوسرا
مجاہدہ فی اللہ ہے اور جو مجاہدہ کہ فی اللہ ہو چاہئے وہ پہلے سے تمت اور کامل تر ہوتا حق مجاہدہ بجا
لاوے کہ فرمایا جاہدوا فی اللہ حق جہادہ پھر کہا لوگ قدر مطلوب نہیں سمجھتے لہذا مجاہدہ سخت و دشوار
اختیار نہیں کرتے اگر قدر مطلوب جانیں تو اُنپر مجاہدہ دشوار تر آسان تر معلوم ہو اور کہا اوقات کو
غنیمت جانیں اکثر راتوں کو بیدار رہنا چاہئے کہ نزول انوار کا راتوں میں ہوا کرتا ہے میں نے پوچھا
کہ اول شب بیداری بہتر ہے یا آخر شب کی فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے سال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل من افضل الاوقات فقال لا ادری لکن اذا مضی انصف اللیل
تتعلی الملائکۃ و یہتز العرش فرمایا بعد گذرنے نصف شب کے انوار کا نزول ہوتا ہے عالم لاہوت
سے ارواح پر اور ارواح سے قلوب پر اور قلوب سے جوارح پر اور جوارح سے عالم میں منبسط ہوتے
ہیں، پھر ایک آہ سرد لیکر فرمایا جب انوار آتے ہیں تو جاگنے والا نپر نزول اُنکا ہوتا ہے اور سونے
والے محروم رہتے ہیں کسی نے پوچھا اُسکی کیا علامت ہے کہ نزول انوار معلوم کرے فرمایا علامت
اُسکی یہ ہے کہ اُسوقت خوشی و تسکین دلمیں پیدا ہوتی ہے اور طیب وقت ہوتا ہے یعنی ذوق و شوق
پیدا ہوتا ہے میں نے پوچھا اگر وہ وقت پاوے تو کیا تمام دن شوق و ذوق میں رہتے ہیں فرمایا
ہاں اور یہ آیۃ شریفہ پڑھی اَمن ھو قانت اٰناء اللیل اناء سے مراد ثلث شب اور نصف شب اور
وقت سحر اور طلوع فجر سے پھر ایک عزیز نے عرض کی میں نے ایک خواب دیکھا ہے جناب خواجہ
اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور بغور سنکر جواب فرمایا اور مناسب اسکے ارشاد کیا کہ جناب خواجہ حسن بصری
اور ابن سیرین رحمہما اللہ تعالےٰ یہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ایک شہر میں اور خواجہ حسن بصری رح

رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ ابن سیرین سے عقیدہ نہ رکھتے تھے ایک بار حضرت حسن بصری نے خواب میں دیکھا
کہ میں برہنہ مادرزاد ایک بلند گھوڑے پر کھڑا ہوں صبح اپنے ایک مُرید سے کہہ کر ابن سیرین کے پاس
دریافت تعبیر کو بھیجا اُس نے جاکر اپنی نسبت کہا میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ میں برہنہ مادرزاد ایک
ٹیلہ پر کھڑا ہوں ابن سیرین نے اُسکا مونہہ بغور دیکھا اور کہا یہ تیرا خواب نہیں ہے یہ خواب حسن بصری کا
ہے وہ اونچا گھوڑا دنیا ہے اور اُنکا برہنہ کھڑا ہونا اُسپر تجرد اور بے تعلقی دنیا سے ہے کہ اُسکی طرف کچھ
دل اُنکا مائل نہیں وہ شاگرد حضرت حسن بصری کے پاس لوٹ آیا اور سب کیفیت مع تعبیر بیان کی
بعد اسکے حضرت حسن بصری ابن سیرین سے خوش اور معتقد ہوئے دو سبب سے ایک یہ کہ پس غیبت مجھ
سے وہ ایسا عقیدہ نیک رکھتے ہیں کہ حکما کہا یہ خواب اُسکا ہے دوسری تعبیر عمدہ سے کہ نالائق دنیا کو کہا
اور میری برہنگی اُسے بے تعلقی اور بیزاری بتائی پھر اسی باب تعبیر میں اُنکی ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک
شخص نے ابن سیرین سے آکر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہے اور میں اُسی
افواہ رجال اور فروج نسا پر مُہر میں لگاتا ہوں پوچھا تو موذن تو کسی مسجد کا نہیں ہے اُس نے کہا ہاں فلانی
مسجد کا موذن ہوں ابن سیرین نے کہا تو اذان صبح کی قبل وقت ہونے سے دیتا ہے یہی جلدی مت
کیا کر کہ رمضان شریف میں جب اذان ایسی صبح سے ہوتی ہے تو لوگ آغاز صبح صادق سمجھکر عورتوں کی
صحبت اور کھانے پینے سے باز رہتے ہیں گویا یہ تیرا مہر کرنا ہے فُروج و افواہ پر +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مجلس چہل و ہفتم

۔ دولت ملاقات حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا عبادت ظاہری کا سبب
ہونا واسطے غذا کے بلکہ ہونا اُسکی عبادت کا بجائے غذا کس طرح پر ہے پھر خود اُسکی توجیہ میں فرمایا کہ اگر
سالک کو عبادت میں ذوق و شوق حاصل ہے تو وہی ذوق و شوق بجائے غذا کے ہے اور اگر اُسکو عبادت
میں ذوق و شوق حاصل نہیں تو وہی عبادت باعث اشتہا ہو جاویگی اسواسطے کہ اعضا حرکت میں آویں گے
اور اُنکی حرکت سے اشتہا پیدا ہوتی ہے اسپر یہ حدیث شریف پڑھی کہ فرمایا جناب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی فرمایا مُراد یطعمنی ویسقینی سے یہ ہے کہ آپ کو

ذکر حق سے غذا حاصل ہوا کرتی تھی پھر کہا بعضونکو طعام کھانا عبادت ہے کہ جب بھوک ہونے اور خواہش
کھانے پینے کی دلمیں آئے تو اب جو یہ کھاویگا تین حال سے خالی نہیں یا اس نیت سے کھاوے گا کہ
سدجوع ہو اور طاعت میں قوت بڑھے تو یہ کھانا عین عبادت ہے چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ
انا اکل و انا اصلی پینے میں کھانا کھاتا ہوں حالانکہ وہی نماز پڑھنا یہ اہوتا ہے تو جو کھانا بغرض تقویت
عبادت کے ہو وہ عین عبادت ہے اور یا اس نیت سے کھاویگا کہ زور و توانائی ہو تو یہ کھانا مباح
ہے یا اس نیت سے کھاویگا کہ شہوت بڑھے تو یہ کھانا حرام ہے پھر فرمایا ذکر بھی باعث اشتہا ہے اور
بجائے غذا کے بھی ہو جاتا ہے مگر جو مراقبہ حضوری اور مشاہدی کا ہو اور اعضا متحرک نہوں وہ سبب
اشتہا نہیں اور یہ حکایت بیان کی کہ خواجہ عقال مغربی رحمۃ اللہ علیہ چار برس کعبہ شریف میں مراقب
رہے اور کبھی اس چار سال میں نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا فرمایا جب دل کسی چیز میں مشغول ہوتا ہے تو کھانا پینا یاد نہیں
آتا اور قصہ اس دوکان دار کا جو سابق مذکور ہو چکا یاد دلایا اور تعجب فرمایا کہ اسکو یاد نہ رہتا تھا کہ کھالیا ہے
یا نہیں یعنی سیری و گرسنگی خرید و فروخت کی شغل حساب میں معلوم نہ ہوتی تھی پھر فرمایا آخرت دنیا کی
ساتھ جمع نہیں ہوتی اسیطرح حکمت و دانائی ساتھ امیری و حکومت کے نہیں جمع ہوتی جناب حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فرماتے لو کانت الدنیا والآخرۃ اجتمعتا الاحد غیری لا جتمعت لی لا
ان لی قوۃ ولبینۃ پھر کسی اور بزرگ کا قول بیان کیا کہ شاید عوارف میں وہ کہا کرتے اردت العبادۃ والتجارۃ
فما اجتمعتا فترکت التجارۃ و اقبلت علی العبادۃ بعدہٗ یہ حکایت بیان کی کہ ایک بزرگ تھے بزرگان
دین سے انکو علاء بادیہ نشیں کہتے تھے جنگل میں ایک عبادتخانہ بنایا تھا گرد و اگرد اسکے دور تک کہیں آبادی
نہ تھی انکے پاس ناں ایک دن تین درویش آئے آتے وقت دلمیں یہ خیال کیا کہ ہم ایک بزرگ کے
پاس جاتے ہیں لوگ اسکو صاحب کرامت و فراست کہتے ہیں ہر ایک نے کوئی بات دلمیں سوچلی اگر وہ
صاحب کرامت اور مطلع خطرت پر ہوا تو ان خطرات کو ظاہر کر دیگا ایک نے کہا میں عارضہ شکم رکھتا ہوں
اگر اسکو کرامت ہے تو بے کہی میرے پیٹ پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑیگا میں اچھا ہو جاؤنگا دوسرے نے کہا
کتاب نو دو نہ نام کی تالیف منصور حلاج سے اُنکے پاس ہے اگر اُن میں کرامت ہو تو وہ کتاب مجکو دیگا

تیسرے نے کہا میں جانتا ہوں وہ صحرا میں رہتے ہیں اگر اُن میں کرامت ہے تو حلوائے صابونی گرما گرم مجھ کو کھلائیں گے غرض تینوں یہ باتیں سوچکر اُن بزرگ کے پاس آئے تو اُنہوں نے اُس بیمار کو پاس بُلایا اور ہاتھ اُسکے شکم پر رکھ کر فاتحہ پڑھی کہا جا اچھا ہوگیا وہ فی الفور تندرست ہوگیا پھر دوسرے کو بُلاکر کہا یہ کتاب نودونہ نام منصور کی رکھی ہوئی ہے لیجا اور جلد نقل کرکے لا دینا تیسرے کو پاس بلاکر کہا بابا تو لباس حرم و بادیہ پہنکر خط نفس طلب کرتا ہے جا یہ لباس اُتارا کہ تمکو غذائے خط نفس دوں فقط ◆

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

مجلس چہل و ہشتم

سعادت مجلس روزی ہوئی یار بہت تھے جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کی پرسش احوال کی پھر ایک سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو اُس نے عرض کی۔ میں زراعت کرتا ہوں فرمایا القمہ زراعت اچھا لقمہ ہے اور بہت کاشتکار صاحب حال گذرے ہیں اور فرمایا

حکایت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایک کاشتکار صاحب حال تھا مخلوق میں اُسکی بہت کرامتیں مشہور تھیں جب دعا کرتا پانی برستا جب موقوفی کی دعا کرتا برسنا موقوف ہوجاتا سب میں اُسکا شہرہ تھا امام حجۃ الاسلام نے اُسکا حال سنکر کہا اُسکو یہاں بُلوانا مناسب نہیں خود جاکر اُس سے ملنا چاہیے کہ برکت حاصل ہو غرض یہ ملنے کو اُسکے پاس گئے لوگوں نے اُس بزرگ سے انکی تعریف کی کہ یہ بڑے بزرگ عالم دین ہیں اُنکا لقب حجۃ الاسلام ہے وہ کاشتکار عامی مسلمان دیہاتی تھا حجۃ الاسلام کیا سمجھے اور اُسوقت ٹوکری غلہ کی بغلیں لئے ہوئے زمین میں تخم ریزی کر رہا تھا اُسیطرح بیج ڈالتا ہوا امام حجۃ الاسلام کے پاس آیا کہ باتیں اُن سے کریں اُسوقت ایک اور شخص نے کہا تم اِن سے باتیں کرو سبد غلہ مجھکو دو اُتنی دیر میں تخم زمین میں ڈالوں گا اُس بزرگ نے اُسے ٹوکری ندی اور اُسکی تخم ریزی پسند نہ کی حجۃ الاسلام نے اُسکا حال دریافت کرنا چاہا اور سوچا کہ اولیاء اللہ کوئی حرکت بدون مرضی حق کے نہیں کرتے اور کوئی بات اُنکی بے نیت نیک کے نہیں ہوتی دریافت کروں کہ اُنہوں نے ٹوکری غلہ اسکو کیوں نہ دی اور اُسکا بیج ڈالنا اس غرض سے تھا کہ آپ کچھ بفراغ خاطر مجھ سے ملیں باتیں کریں کہ برکت حاصل ہو اور وہ آپ کا کام کرے کہ ہرج زراعت نہ ہو اُس بزرگ

نے کہا میں تخم زمین میں دل شاکر اور زبان ذاکر سے ڈالتا ہوں اور اُمیدوار رہتا ہوں کہ جو کھاوے اُس کو نور و قوت عبادت حاصل ہو اور یادِ خدا میں صرف ہو اگر یہ غلہ اور کو دیدوں تو کیا معلوم وہ دل شاکر اور زبانِ ذاکر سے بوئے یا نہ بوتے ڈرتا ہوں کہ بے برکتی واقع نہو پھر فرمایا معاملات میں خلوص نیت کا ہونا ضرور ہے اور صحتہ نیت یہ ہے کہ کوئی حرکت اور کوئی کلام بے نیت نیک کے نہ کرے اگر کوئی نماز پڑہے اس نیت سے کہ لوگ مجھے دیکھیں اور نمازی کہیں تو بعض علما کا قول ہے اُسکی نماز روا نہیں اور بعض کے نزدیک کافر ہوجاتا ہے کہ عبادتِ خدا میں اور کو شریک کیا کہ ولا یشرك بعبادة ربه احدا وارد ہے پھر فرمایا مخلوق کے رُوبرو سر زمین پر رکھنا بطور سجدہ روا نہیں مگر لب سے زمین چومنا آیا ہے اور تعظیم قبر کی بھی روا نہیں مگر طواف کرنا تربت کسی بزرگ کا بزرگانِ دین سے آیا ہے پھر فرمایا طاعت میں فرماں برداری ہے اور معصیت سے باز رہنے میں رنج و تعب اُسکا ثواب بمراتب زیادہ پہلے سے ہے کہ ممکن ہے طاعت میں ذوق و راحت حاصل ہو اور گناہ سے باز رہنے میں رنج و تعب نفس کا ہوتا ہے اور مروی ہے کہ انما اجرك على قدر تعبك اور فضیلت میں معصیت سے باز رہنے کی ایک اور حدیث بھی آئی ہے کہ من صبر على المصيبة فله ثلثمائة درجة بين الدرجتين من السماء الى الارض و من صبر على الطاعة فله ستمائة درجة بين الدرجتين من السماء الى الارض و من صبر عن المعصية فله تسعمائة درجة بين الدرجتين من العرش الى الثرى محاورہ عرب ہے کہ صبر علیہ سے مراد روکنا نفس کا ہوتا ہے اُس کام پر اور صبر عنہ سے مراد پھیرنا نفس کا ہے اُسسے پھر بروایت وہب ایک عبارت عربی پڑہے کہ معنے اُسکے یہ تھے کہ جو گناہ کرتا ہے بگمان اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے مواخذہ نہ کریگا تو پروردگار اُسے فی الفور پکڑتا ہے اور سزا دیتا ہے اور جو گناہ کرتا ہے پھر ڈرتا ہے اللہ تعالےٰ سے کہ کہیں اس نافرمانی پر مواخذہ نہ فرمائے تو اللہ تعالےٰ عفو فرماتا ہے پھر فرمایا الایمان بين الخوف والرجا صفت قلب کی ہے اعضا کی صفت نہیں سالک کو ضرور ہے کہ محافظ جوارح کا رہے اسواسطے کہ ارادہ اول دلمیں پیدا ہوتا ہے بعد اُسکے اعضا حرکت کرتے ہیں جب اُس نے اعضا کو روکا تو ارادہ دل نقطہ بمنزلہ خطرہ کے رہ گیا اور خطرات پر مواخذہ نہیں پھر فرمایا جو اپنے آپ کو معصیت سے روکتا ہے اُسکو طاعت

میں ذوق ولذت حاصل ہوتی ہے اور بیان ذوق طاعت میں یہ حکایت نقل کی کہ صوفی بدھنے کو
عبادات شوق نہایت تھا مسجد میں پیش محراب ہمیشہ نماز پڑہا کرتے اسکے سوا انکو اور کچھ کام نہ تھا آمدو
رفت خلق کی انکے پاس بہت ہوتی ایک دن چند عالم ملاقات کو آئے ان سے پوچھا بہشت میں نماز
ہوگی یا نہیں انھوں نے کہا وہ دار الخیر ہے وہاں کھانے پینے عیش وآرام کے سوا اور کچھ نہوگا جو عبادت
ہے وہ دنیا ہی میں ہے صوفی بدھنی نے جب یہ سنا کہ بہشت میں نماز نہ ہوگی تو کہا مجکو بہشت سے
کیا کام ہے جب وہاں نماز نہیں پھر انکے مناقب بیان کرنے شروع کئے اور پہلے یہ حکایت فرمائی کہ اُن
کے شہر میں ایک شخص تھا وہ انکی ملاقات نہ کرتا ایک دن وہ کسی پہاڑ پر جاتا تھا کہ کیتل میں پہاڑ بہت
ہیں وہاں پہاڑ پر ایک شخص رجال الغیب سے ملا اس نے اس سے پوچھا کہ صوفی بدھنی کیسے درویش ہیں
اس مرد غیب نے کہا وہ بڑا بزرگ ہے مگر افسوس اور اسیقدر مگر افسوس کہہ کر چپ ہوگیا پھر استغفر اللہ
کہہ کر غائب ہوگیا۔ وہ شخص صوفی بدھنی کے پاس آیا انھوں نے پہلے ہی کہنا شروع کیا کہ اُس دن جو مرد
غیب نے بیان میں مگر افسوس کہا تھا اگر فی الفور استغفار نہ کرتا تو میں اسکو پہاڑ پر سے ایسا گراتا کہ گردن
اسکی ٹوٹ جاتی پھر یہ دوسری حکایت فرمائی کہ جسوقت وہ مشغول ہوا کرتے تو اُنپر ایک ایسا حال طاری ہوتا
سر دست و پا جدا جدا ہوجاتے تھے اگر اُس وقت کوئی انکی ملاقات کو آتا اور یہ حال دیکھتا تھا تو خوف
کھاکر باہر نکل آتا اور شور و غوغا کرتا کہ سوفی بدھنی کو کوئی مار گیا اور پارہ پارہ کرگیا پھر جو لوگ انکے حال سے مطلع
تھے وہ سنکر کہتے چپ رہو فریاد مت کرو کسی نے قتل نہیں کیا انکا یہی حال ہے پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ
شخص اندر جاتا تو دیکھتا کہ صحیح و سالم آگے محراب کے بیٹھے ہیں ایک نے حاضرین سے پوچھا شیخ بدھنی
کسوقت میں تھے حضرت خواجہ نے فرمایا وہ معاصر شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنجشکر کے تھے پھر خواجہ
ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے مولانا زین سے فرمایا کہ یاروں کو پھول تقسیم کردیں مولانا نے سبد گل خواجہ کے
رو برو سے اٹھاکر لوگوں کو بانٹے جناب خواجہ نے ایک پھول اٹھاکر سونگھا اور درود شریف پڑہا ۔
پھول سرخ و سپید دونوں تھے پھر کہا شیخ ابو سعید ابوالخیر نے اور حکیم بو علی سینا دونوں ہمعصر تھے حکیم
بو علی حضرت شیخ ابو سعید کا معتقد نہ تھا اور انکی کرامات سنکر کہتا یہ شخص علم سیمیا میں کامل اور فن نیرنجات خوب جانتا ہے اسکے ذریعہ سے

باتیں ماضی و استقبال کی کہا کرتا ہی ایکدن یہ دونوں کسی باغمیں جمع تھے گلسرخ اسمیں بہت شگفتہ پر بہار تھے حضرت شیخ نے
اُن سُرخ پہولونکو دیکھ کر تم ہمکو اپنا تجمل دکھاتے ہو مجرد اس کہنے کے وہ پہول زرد ہو گئے حکیم بوعلی یہ معاملہ دیکھکر حیران ہوگیا
شیخکے قدمونمیں گر پڑا عرض کی مجھکو خیال باطل تھا کہ آپ کو عالم سیمیا اور راہ نیرنجات جانتا تھا مگر ان علموں کے
واسطے آلات و اسباب کا ہونا ضرور ہے جب اُن سے اثر ظاہر ہوتا ہے آپ نے اُسوقت فقط ایک
بات کہی سب گلسرخ فی الفور زرد ہو گئے یہ امر بجز کرامت صادقہ کے ہو نہیں سکتا پہر فرمایا مولد شریف
ان شیخ ابو سعید ابو الخیر کا موضع مہنہ ہے اور وہ ایک گانوں ہے درمیان سرخس و مارو رد کے اور منجملہ مناقب
اُنکے سے یہ حکایت بیان کی کہ حضرت ابو سعید زمانہ کودکی میں مہنہ سے علم حاصل کرنے کو سرخس میں تشریف
لائے اُن دنوں وہاں امام محمد سرخسی درس فرمایا کرتے تھے اُن سے سبق شروع کیا اتفاقاً شیخ ایک دن
کہیں جاتے تھے شیخ لقمان پرندہ کو ایک بلندی پر دیکھا اپنا خرقہ سی رہے ہیں تیز دھوپ میں اور پسینہ
اُن سے بہتا ہے شیخ ابو سعید جاکر اُنکی روبرو آفتاب کیطرف کہڑے ہوئے اور اپنا دامن اُٹھا کر اُنکے چہرہ
پر سایہ کیا شیخ لقمان نے سر اُٹھایا دیکھا ابو سعید سایہ کئے ہوئے ہیں کہا اے ابو سعید تجھکو اس خرقہ میں سے
دیتا ہوں پہر اُٹھ کر ابو سعید کو شیخ ابو الفضل سرخسی کے پاس لے گئے اور اُنکی خانقاہ میں جاکر اُنکو پکارا کہ اے
ابو الفضل اُنھوں نے آواز سنکر جانا شیخ لقمان ہیں بلحاظ اُنکی بزرگی کے باہر دوڑتے آئے اور قدموں
میں اُنکے گر پڑے اُنھوں نے شیخ ابو سعید کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابو الفضل کو دیا اور کہا یہ آشنا تمہارا ہے اچھی
طرح پرورش کرنا شیخ ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا اور یہ کہہ کر شیخ لقمان پرندہ لوٹ گئے شیخ ابو سعید
حضرت ابو الفضل کیخدمت میں بیٹھ گئے اور ایک کتاب اُتار کر دیکھنے لگے اور دلمیں کہا اس میں کیا لکھا
ہوگا شیخ ابو الفضل اُنکے اس خطرے پر واقف ہو کر بولے اے ابو سعید اس کتاب میں لکھا ہے کہ پروردگار
عز اسمہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے سب سے مقصود یہی ایک کلمہ اللہ کا تھا شیخ ابو سعید کو اُنکے
اس بات سننے سے ایک کیفیت پیدا ہوئی اور خواب و خور بھول گئے رات وہیں رہے خادم کھانا لایا
نہ کھایا پہر سحری کو بھی نہ کھایا پہر ایک بار شیخ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ سبق کا وقت آیا طالب علموں
کو خیال رہتا ہے کہ ناغہ نہو شیخ سے عرض کی یہ میرے سبق کا وقت ہے حکم ہو تو پڑھ آؤں اور تغیر

کمال کے جیسے چاہتے تھے اُس کو کچھ نعمت حاصل ہو جانے پر راضی ہوئے ابو الخیر اُن بزرگ کی خدمت میں آئے
کہا یہ لڑکا بن تمہارے نہ رہیگا میں نے اجازت دی اپنے ساتھ لیجاؤ آپکی ابریق کشی کرے گا غرضکہ ابو سعید بھی
بزرگ کے ساتھ روانہ ہوئے ہر روز ایک تازہ نعمت اُنکو دیتے یہاں تک کہ ابو سعید کا کام تمام ہوا ایک بیابان
میں پہونچے کہا اے ابو سعید تم یہاں رہکر حق سے مشغول رہو میں ہمیشہ تم سے ملجایا کرونگا شیخ ابو سعید نے
برسوں اُس بیابان میں بسر کی وہاں درخت کریر کے تھے اور چشمہ جاری شام کو چند پھل اُنکے لیکر افطار
کرتے اور اُس نہر سے پانی پیتے اللہ تعالے نماز کیوقت گروہ مردان غیب کے بھیجدیتا اُنکے ساتھ نماز
جماعت پڑھتے اور پھر مشغول ہو جاتے بعد کئی برس کے ناگاہ وہ پیر ظاہر ہوئے ابو سعید نے اوٹھکر
تعظیم کی پیر نے کہا اے ابو سعید ماں باپ تیرے منتظر ہیں اور تو یہاں خوش رہتا ہے باپ تیرے
واسطے سرگرداں ہے بیابانوں میں پھرتا ہے عنقریب تیرے پاس آویگا اور تجھ کو دیکھ کر خوش ہوگا پھر تجھ
سے پوچھیگا اس جنگل میں تیرے کھانیکا کیا حال ہے اگر تو نے کہا کہ گل کریر کھاتا تھا تو اُسکا دل آزردہ
ہوگا مگر اُسیوقت غیب سے ایک خوان طعام آویگا وہ جان لیگا کہ کھانا غیب سے آیا کرتا ہے۔ وہی
اُسکا جواب ہو جاویگا کہا پھر اگر تجھ کو لیجاوے تو اُسکے ساتھ چلے جانا یہ کہکر غائب ہوگئے بعد اُسکے ابو سعید
کے باپ اُس بیابان میں پہونچے گریاں بحال خراب پھر ابو سعید کو دیکھ کر زیادہ روے اور لپٹ گئے
پھر دونوں بیٹھے اور حال پوچھنے لگے کہ دُبلا کیوں ہے اور اس جنگل میں کہاں سے کھاتے تھے بھلا اس
نہر سے پانی کا آرام تھا مگر کھانا کیسے ملتا تھا اور نماز جماعت کیسے ہوتی ہوگی ابو سعید نے کہا رجال الغیب
ہر وقت آتے اُنکے ساتھ نماز با جماعت ہمیشہ پڑھا کرتا تھا یہ سنکر چپ ہوئے اُسیوقت ایک خوان
اوپر سے اُترا ابو سعید نے باپ کے آگے رکھا معلوم کیا کہ طعام ہمیشہ غیب سے آتا رہا ہے اُس خوان میں
گوشت روٹی شہد اور ہر قسم کا کھانا تھوڑا تھوڑا تھا ابو سعید نے بعد برسوں کے وہ کھانا کھایا اور اُنکے
باپ نے بھی پھر وہ بولے بابا ابو سعید بیچاری ماں تیری فراق میں تڑپتی ہے برسوں جدا رہی اب طاقت
مفارقت نہیں ہے باوجود پیری و ضعیفی کے لوگوں سے جدا ہوکر بیابانوں میں پھر محنتیں کھینچیں عورت
بیچاری کیا کرے ابو سعید نے کہا بہتر والدہ کی خدمت میں چلتا ہوں بسم اللہ اُٹھے ابو الخیر نے کہا اگر تمہارا

اسیہ جنتے ... بھایا ہے آوے اور تم کو نہ پاوے تو بہتر نہوگا - تم یہیں رہو میں جاکر تیری ماں سے خیریت
کہو ... کہ ... نوش ... خدا سے مشغول ہے - ابو سعید نے کہا ابھی آپ سے ذرا پہلے پھر تشریف لائے
تھے او ... تمہارا باپ ابھی آنیوالا ہے اور فرما گئے ہیں کہ اگر وہ لیجاویں تو گھر جانا پھر دونوں اُٹھے
اور گھر کی راہ لی اور پہلے ہی شہر میں مشہور ہوگیا تھا کہ ابو سعید آتے ہیں جیسے کسی بادشاہ کے
آنے کو ... ہوتا ہے تمام ... مرد شہر کے باہر سے فتوحات بہت ملیں مگر ابو سعید نے سب
راہ خدا میں ... گھر میں آئے اور بعد برسوں کے ماں سے ملے پھر روز اُنکا کام بڑھتا گیا +

والحمد للہ رب العالمین +

مجلس چہل و نہم

..لت پابوس ہاتھ آئی ایک درویش عزیز مشغول الحال نیا آیا تھا -
اُس کا حال دریافت فرمایا - عرض کیا شاہ پور میں رہتا ہوں فرمایا کسی سے تعلق اور آمد و شد نہیں او توکل
ہے ... تو کل رہو درویش کو چاہئیے کہ اگر اُسپر فاقہ گذرے تب بھی اپنی حاجت غیر سے نہ کہے اور اگر
کوئی ... کے پاس آئے تو طمانچہ اپنے موتھ پر مار کر گالوں کو سُرخ کرلے کہ دیکھنے والا اُسکے فقر پر مطلع
نہ ہو پھر فرمایا ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاروں میں بیٹھے تھے فرمایا من یضمن واحدۃ اضمن
لہ بالجنۃ فقال ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ انا یا رسول اللہ فقال علیہ السلام لا تسأل الناس
شیئا ثوبان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان قبول کیا پھر ہرگز کسی سے کوئی سوال نکیا یہاں تک کہ ایک
دن سوار جاتے تھے چابک ہاتھ سے گر پڑا دوسرے سے نہ مانگا خود اُتر کر اُٹھایا کہ جناب نبوت مآب
نے سوال سے منع فرمایا ہے ایک اور درویش طالب وہاں حاضر تھا اُس نے پوچھا جس چیز سے جناب
آنحضرت نے ایک کو منع کیا ہو وہ امر کیا اور ونکو بھی لازم ہو جاتا ہے کہا ہاں سب کے حق میں حکم
ممانعت ہوتا ہے اُسپر میں نے یہ حدیث یاد دلائی کہ فرمایا ہے جناب آنحضرت نے حکمی لواحد حکمی
علی الکل اور جناب خواجہ نے یہ حدیث شریف پڑھی کہ خطابی لحاضر خطابی لغائب جب یہ بحث تمام
ہوئی تو خواجہ نے پھر تقریر سابق شروع کی اور منعے سوال میں یہ فائدہ بیان فرمایا کہ ایک بار حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کو تین فاقے متواتر گذرے پتھر پیٹھ پر باندھا اُنکی بیوی نے کہا جناب

آنحضرت کی خدمت میں جا کہ فلانا گیا تھا اُسکو یہ ملا اور دوسرا گیا اُسکو وہ دیا اُسکے کہنے سے ابو سعید
آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اُسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر یہ فرما رہے
تھے من یستعفف یعف اللہ ومن استغنی اغناہ اللہ ومن طلبنا فوجدناہ واسیناہ واعطیناہ ولکن من
یستعفف احب الینا جب ابو سعید رضؓ نے یہ بیان شریف سُنا جانا میرے مطلب کا جواب ہے
جناب آنحضرت سے کچھ سوال نکیا گھر میں لوٹ آئے اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے اُنپر اسقدر وسعت کی کہ حساب
نہ تھا پھر اسی باب میں یہ آیت شریف پڑھی لا یسئلون الناس الحافا پھر یہ پڑہی یحسبہم الجاھل اغنیآ
من التعفف بعد اُسکے یہ آیت تلاوت فرمائی للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون
ضربا فی الارض یحسبہم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفہم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا فرمایا یہ
آیتہ شریف فقراء مہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اُنکے سوا کوئی اور سکین مدینہ منورہ میں نہ تھا
مسجد شریف میں پڑے رہتے اور سوال سے پرہیز رکتے پھر ابو سعید اقطع رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حکایت فرمائی
کہ جب اُنپر تین فاقے گذر گئے تو اُنکی بیوی نے کہا بازار میں جاکر کسی سے سوال کرکے کچھ لے آ اور
اور جب تک اُنکا لقب اقطع نہ ہوا تھا غرض اُنہوں نے بازار میں جاکر ایک شخص کے آگے ہاتھ مانگنے کو پھیلایا
اور سوال کیا اُس نیک مرد نے اُنکو کچھ دیا جب آگے بازار میں گئے تو کوتوالی کے لوگوں نے اُنکو تہمت طراری
میں گرفتار کیا کہ تو نے فلانے کی جیب کاٹی ہے اور اس جرم پر اُنکا ہاتھ کاٹ ڈالا اُنھوں نے وہ اپنا کٹا
ہوا ہاتھ سپاہیوں سے مانگ کر گھر لے آئے اور مصلے پر آگے رکھ کر روتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ لے
ہاتھ خزانہ خدا چھوڑ کر تو اوروں کے مال کیطرف بڑھا آخر اپنی سزا دیکھی پھر دل سے کہا تو نے دیکھا جو کچھ ہاتھ پر گذرا
اگر تو بھی خزانہ خدا چھوڑ کر غیر سے اُمید رکھیگا تو تو بھی اپنی سزا بدتر اس سے دیکھیگا پھر جناب خواجہ نے اسپر
قصہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کا فرمایا کہ آپ کی عادت تھی جب مسجد سے لوٹتے جو یار ملتا
اُسکو ہمراہ گھر لے آتے اور جو ماحضر ہوتا اُسکے سامنے رکھدیتے ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ پر تین فاقے گذرے مسجد سے نکلکر سر راہ منتظر جناب امیر کرم اللہ وجہ کے کھڑے ہو گئے اس عرصہ میں
حضرت امیر بھی مسجد سے آئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کوئی آیتہ قرآن شریف کی

پوچھی اور اس بہانہ سے ہمراہ ہوئے کہ انکے گھر تک چلوں شاید کچھ کھانا دیں بعد تین فاقوں کے کچھ کھاؤں
غرضکہ جناب امیر اُن سے باتیں کرتے گھر تک پہونچے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم دہلیز خانہ میں بیٹھو
وہ بیٹھ گئے آپ نے اندر جاکر پوچھا کچھ کھانا ہے کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہمراہ آئے ہوئے ہیں خاتون جنت
نے فرمایا تمہارا روزہ ہے تین روٹیں قرض لیکر تمہارے واسطے پکائی ہیں فرمایا سے آؤ حضرت خاتون
نے وہ روٹیاں آپ کو دیں ایک رکھ لی حضرت امیر وہ دونوں روٹیاں ابوہریرہ کے پاس لے آئے
اور وہیں وہ کھانے لگے پھر حضرت امیر اندر آئے اور کہا کچھ سالن ہو تو دو حضرت خاتون نے کہا تمہارے
گلے کیواسطے روغن زیتون منگوایا ہے آپکا گلا ورم کر آیا تھا اسکی مالش کو روغن زیتون لائے تھے۔
آپ وہ ایک باقی روٹی اور روغن زیتون باہر لے آئے اور ابوہریرہ نے وہ بھی کھالی جناب امیر نے
اُس دن بھی بعد افطار کچھ نہ کھایا نہ ورم پر روغن ملا اس مقام پر میں نے جناب خواجہ سے عرض کی کہ یہ
آیۃ شریف ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا یا حضرت امیر کی شان میں ہے فرمایا
ہاں مگر قصہ اسکی شان نزول کا اور ہے کہ آنحضرت شریف ایک دن حضرت امیر کے گھر تشریف لائے دونوں
حسنین مکرمین کو نہایت ضعیف ونحیف پایا کہ رگیں بدن کی جلد کے نیچے چمکتی تھیں حضرت رسالت پناہ
نے جناب امیر اور خاتون جنت دونوں سے کہا کچھ نذر اللہ تعالیٰ کی قبول کرو شاید برکت نذر سے خدا
تعالیٰ انکو صحت وعافیت عنایت فرماوے جناب امیر اور خاتون جنت اور آپ کی لونڈی فضہ نام
تینوں نے نذر مانی کہ ہم ہر ایک تین تین روزے اللہ تعالیٰ کے واسطے رکھینگے اور یہ نذر خاصکر
اسواسطے کی کہ بھوکے کو روزوں کے برابر اور کچھ مشکل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے ببرکت اُس نذر کے
حسنین مکرمین کو شفاء عاجل عنایت فرمائی ان تینوں نے پہلے دن روزہ رکھا اور افطاری کو تین
روٹیاں پکائیں ہر ایک کیواسطے ایک ایک قریب غروب ایک مسکین نے دروازہ پر آکر فریاد کی کہ اے
اھل نبوت وفتوت کچھ مسکین کو کھانا دو جناب امیر نے اپنی روٹی اُسے بھیجدی اور جناب خاتون جنت
وفضہ خادمہ نے بھی بموافقت آپکے کی اپنے حصے اُسکو دیدئے اور یہ قصہ اگرچہ مدینہ پر سکینہ پر ہوا اور
نزول آیت شریف کا مکہ معظمہ میں تھا مگر جب کھانا کھلانا اسکا مدینہ میں واقع ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے دوبارہ یہ آیت آنحضرت پر پڑھی کہ یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا بعد اس کے

جناب خواجہ ابتدائے سخن کیطرف متوجہ ہوئے اور یہ آیتہ شریفہ پڑہی ویوثرون علی انفسہم ولوکان
بھم خصاصہ بعضوں نے کہا نزول اسکا جنگ احد میں ہوا ہے کہ کافروں نے پانی گہیر لیا تھا۔ اور
صحابہ کرام پیاس سے ہلاک ہوتے تھے اور فریاد کرتے تھے من یسقنی کون ہمکو پانی پلا دے تو ہشام
نام صحابی کو تھوڑا پانی ملا اور انہوں نے وہ پانی اپنی بھانجی زخمی کو بھیجا جب اس نے پیا چاہا دوسرے
صحابی زخمی نے دیکھ کے فریاد کی من یسقنی اُسنے کہا یہجاؤ یہ اُسے پلادو اسیطرح پر ایک زخمی پانی دیکھے
کرتا تھا اور یہ اُس دوسرے کو پلانے کہتا تھا یہاں تک کہ اسیطرح وہ پانی سات جگہ پہرا جب ساتویں
کو پلانے اُٹھایا وہ زخموں میں چور قریب المرگ تھا اس حرکت میں وفات کی ناچار چھٹے کے پاس لائی
وہ بھی اس عرصہ میں گذر چکی تھی پانچویں کے پاس لائے وہ بھی زندہ نہ تھے اور اسیطرح چوتھی تیسری
دوسرے پہلے کے پاس آئے جسکو دیکھتے وفات ہو چکی تھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وہ پانی اُسیطرح
رہ گیا تو صحابہ کرام کی مدح میں یہ آیتہ شریف نازل ہوئی ویوثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصہ
اور دوسرا قول جو حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس شب
میں ایک مہمان آیا آپ نے ہر نو حجرہ ازواج مطہرات میں آدمی تحقیق طعام کو بہیجا کہیں سے اُسوقت
طعام دستیاب نہ ہوا تب لپنے یاران حاضرین سے فرمایا اسوقت کون اس مہمان کو کہانا کہلاتا ہی
کہ ہمارے گہر میں کہانا نہیں ہا سبنے کہا پی لیا ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ میں اسکو اپنے
گہر مہمان لیجاتا ہوں پہر اُسکو اپنے گہرے آئے اور بیوی سے کہا یہ مہمان جناب آنحضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کا ہے اسکا اکرام اور لحاظ بہت کرنا اُس جنتی بیوی نے کہا کاش کہ اگر شرع میں اپنا مارنا
روا ہوتا تو مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اپنی جان قربان کرتی میرے پاس اسوقت سوا
بچوں کے کہانے کے اور کچھ نہیں انصاری رضہ نے بیوی سے کہا کچھ فکر نہیں تو چراغ اور کہانا لے آ
اور بچوں کو سلادے اُس نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ تھا مہمان کے روبرو رکھ کر یہ دونوں بھی ساتھ
دسترخوان پر بیٹھ گئے کہ اُسکے ساتھی کہا ویں مگر سوچا کہ اگر ہمنے اسکے ساتھ کچھ بھی کہایا تو مہمان آنحضرت
بہوکا رہیگا بیوی چراغ جلانے کے بہانہ اُٹھی اور بحیلہ بجہا کر آبیٹھی اور میاں بیوی اندہیرے میں مہمان

کے دکھانیکو ہاتھ روٹیوں تک لیجاتی پھر خالی مُنہ تک لاتے جیسی کوئی کھاتا ہو۔ مہمان نے جانا کھاتے
ہیں وہ خوب کھا کر شکم سیر ہوا پھر وہیں سو رہا انہوں نے ایثار کیا کچھ نہ کھایا اور مع اولاد کے بھوکے سو
رہے صبحکو جب وہ انصاری جناب آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے تو آپنے ارشاد فرمایا۔
لقد عجب اللہ البارحۃ من ھذا المرأ و من ھذہ المراۃ ای رضی اللہ تعالی عنہ یعنی اللہ تعالی خوش ہوا
رات کو اُس مرد و عورت سے پھر آیۃ شریف پڑھی و یوثرون علی انفسہم ولو کان بھم خصاصہ۔
فرمایا جو کچھ تم نے شب میں مہمان سے کیا خدا تعالی اُس سے مطلع ہو تمہاری تعریف فرمائی۔ جبرئیل
علیہ السلام یہ آیتہ لائے ہیں اور دوسروں نے اسکے شان نزول میں یوں کہا ہے کہ ایک صحابی پر فاقہ
تھا اُسکو ایک سری بُھنی ہوئی ملی اور اُسکے ہمسایہ پر دو فاقے گذرے تھے اُس نے دلمیں کہا وہ مستحق
مُجھ سے زیادہ ہے اُسکو وہ سری بھیجدی اسیطرح سات جگہ وہ سری پھری اُسوقت جبرئیل علیہ السلام
وصفِ صحابہ میں یہ آیتہ لائے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دو روٹیاں دیکر رضائے الٰہی حاصل کی۔
حکایت دوسری فرمائی ایک دن جناب آنحضرت علیہ السلام حجرہ بیوی قبطیہ میں آرام فرما رہے تھے اور
رباح نامی غلام آنحضرت کے در حجرہ پر نگہبانی کو بیٹھے ہوئے تھے اور ان ماریہ قبطیہ کو مقوقس بادشاہ
مصر نے آنحضرت کیواسطے بھیجا تھا کہ اسی حال میں جناب عمرؓ تلاش کرتے ہوئے حاضر در دولت
ہوئے رباح نے بڑھ کر جناب فاروق سے کہا آنحضرت نے ابھی آرام فرمایا ہے حضرت عمرؓ یہ سنکر لوٹ گئے
اور اپنے گھر میں جاکر پھر لوٹے۔ رباحؓ نے دوبارا کہا ابھی آنحضرت شریف آرام میں ہیں امیر المومنین عمرؓ
نے باواز بلند باتیں کیں جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے کواڑ کھولا اور بیوی ماریہ اندر کی کوٹھری میں
چلی گئیں حضرت عمرؓ نے دروازے میں جاکر دیکھا کہ جناب رسالتمآب چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور
آپ کے پہلوئے مبارک پر نقش چٹائی کے جم گئے ہیں اور ایک گوشہ حجرے میں قریب دو سیر جو
کے پڑے ہیں حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر روئے اور عرض کی کہ کسریٰ و قیصر فروش و دیبا و حریر پر لیٹیں اور آپ
کہ فخر بنی آدم اور سردار تمام عالم ہیں پرانی چٹائی پر آرام فرماویں تو جناب رسالتمآب نے حضرت عمرؓ
سے فرمایا کہ کیا نہ راضی ہوئے تم اے عمر اس بات سے کہ ہو اُنکے واسطے دُنیا اور ہمارے واسطے آخرت

ہو پہر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مروی ہے جناب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے کہ ایک بار
اپ نے کسی سے فرمایا کہ بیشک گذرتا ہے ہمپر ایک ماہ یا نصف ماہ کہ ہمارے گھر میں آگ نہیں سلگتی
تو پوچھا اُس سُننے والے نے کہ پہر آپ کسچیز سے زندگی بسر فرماتی تہیں کہا حضرت عائشہ رضہ نے کہ گذر
کرتے تھے ہم خرمے اور نمک سے اور ہمارے پڑوسی انصار تہا اوقات ہیجا کرتے ... یہاں
ہے یہ پہر فرمایا یہاں ہندوستان میں خرما عزیزالوجود ہے عرب میں اس کثرت سے ہے کہ ہر کوئی نہیں
کہاتا ہے یہاں کے غربا باہر جاکر سبزی ترکاری چن لاتے ہیں اور پکا کر بسر اوقات کرتے ہیں اسیطرح
فقرا عرب باہر نکلکر خرما چن لاتے ہیں پہر فرطِ تعجب سے فرمایا کہ باوجود اس عزت و قدرت کے جناب آنحضرت
نے فرمایا ہے والذی نفس محمد بیدہ لو سالت ربی ان یجری معی جبال الدنیا ذھبا لاجرتھا حیث
مشیت ولکن آخرت جوعھا علی شبعھا وفقرھا علی غنا ئھا علی خزنھا فرحھا لگر کبھی توجہ خاطر عاطر دنیا دنی
کی طرف نہ فرمائی اور تفصیل اس بیان کی مجلس آئندہ میں ہے +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۞

مجلس پنجاہم

سعادتِ پابوس میسر ہوئی خدمت خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر بیان فائدہ
مشغول تھے اور یہاں پہونچے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام جناب آنحضرت کی خدمتِ مبارک میں آئے
اور بعد سلام کہا اللہ یقرئک السّلام ویقول خیرت بین نعیم الدنیا و بین نعیم الاخرۃ یعنے نبوت
خواہ نعیم دنیا کے ساتھ قبول کرو خواہ فقر کے ساتھ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخترت ان
اکون نبیًا فقیرا اجوع یومین و اشبع یوما۔ سوجس روز آنحضرت سیر ہوتے تو کیا نوش فرماتے تھے چند
خرمے غرض جب ازواج مطہرات نے یہ سُنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ پیغام آلہی لائے تھے
اور جناب رسالت مآب نے فقر اختیار فرمایا تو چونکہ عورات ناقص العقل ہوتی ہیں کہ من ناقصات العقل والدین
اُنکے باب میں ارشاد ہے آپس میں کہنے لگیں کہ جناب آنحضرت نے تو فقر کو پسند فرمایا ہے ہمکو عمدہ لباس اور طعام بخوبی دستیاب نہوگا اگر سوداگر عرب کے
اب ہمکو بطور مہمان بلاوینگے تو ہم نہیں جاسکتے کہ اُنکے پاس زیور و لباس عمدہ ہوگا اسپر انکے حق میں
یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔ یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین
امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا۔ وان کنتن تردن اللہ و رسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات

منکن اجرًا عظیماً جب یہ آتیں اُتریں توآپؐ نے چاہا ازواج مطہرات کو اس حکم سے مطلع کروں۔ لیکن
خیال فرمایا کہ عورتیں کم عقل ہوتی ہیں کہیں شق سابق نہ اختیار کریں لہذا پہلے جناب ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہؓ کو کہ سب سے کم مایہ اور عاقل تر تھیں بُلاکر فرمایا اے عائشہ میں تمکو درمیان دو باتوں کے
مختار کرونگا کہ اُن دونوں میں سے جو پسند ہو اختیار کرو مگر جواب میں جلدی نہ کرنا کہ بے سوچے
کچھ کہہ بیٹھو اوّل سُنکر اپنے والد ابوبکر صدیقؓ سے مشورت کرنا پہر جو وہ صلاح دیں ویسا کہنا بعد اسکے
آنحضرت علیہ السلام نے اُنکے روبرو یہ آتیں پڑہیں اور کہا اگر تم سب دنیا اور اُسکی زینت چاہتے
ہو تو کہو میں طلاق دیکر جدا کردوں اور اگر خدا اور رسول کو فقر و فاقہ کے ساتھ پسند کرتی ہو تو روز قیامت
تمکو ثواب عظیم اور آرام پورا ملیگا جناب عائشہ صدیقہ رضؓ نے یہ حکم آلہی سنکر کہا یارسول اللہ اسی بات
کے واسطے مجھکو میرے باپ ابوبکر سے مشورت کرنے کو کہا تھا میں آپ بے سوچے اور بلا مشورت
کہتی ہوں کہ میں نے خدا اور رسول کو پسند کیا اب جو کچھ رنج و تکلیف دنیا کی ہو سب کچھ اس لذت
قُرب آلہی اور رضائے جناب رسالت پناہی میں گوارہ اور موجب راحت ہے اس گفتگو کے وقت
باقی امہات المومنین حجرہ شریفہ کے باہر کہڑی تھیں جب اُنہوں نے باہر سے سُنا کہ بیوی عائشہ رضؓ
نے اللہ اور رسول کو اختیار اور رنج و محنت دنیا کی گوارا فرمائی تو سب اندر چلی آئیں اور کہنے لگیں کہ
ہم سب نے اللہ اور رسول اور فقر و فاقہ کو اختیار کیا یہ کہہ کر جناب خواجہ نے فرمایا کہ دُنیا کوئی چیز نہیں۔ جو
مال بہت رکہتا ہے اُسکے دشمن بھی بہت ہوتے ہیں پہر میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے درویش
سالہا سال مجھکو یہ آرزو رہی کہ ایک تہ بند و کُرتہ پہنکر کلاہ سر پر کوہ و بیابان یا کسی مسجد و مزار میں جا
بیٹھوں پہر شہر کو یاد کرکے فرمایا کہ وہاں بہت خطیرے دلپسند ہیں وہاں مجھکو خلوت سے بہت راحت
و تسکین ہوتی تھی ان دنوں وہ مزار اور خطیرے نہیں رہے سُنتا ہوں کہ وہ سب مقامات
دلکش خراب و برباد ہوگئے ہیں پہر فرمایا خواجہ محمود والد معین الدین جو بھانجا مولانا کمال الدین کا
ہے میرے ہمراہ ہوا کرتا ہمیشہ نماز صبح مسجد میں پڑہ کر ہم نکلتے اور وظیفہ پڑہتے جاتے راہ میں جب
کسی مزار پر پہونچتے تو میں محمود سے کہتا اب تم جاہو مکان جاؤ چاہو کسی اور مزار پر تنہا مشغول ہو

وہ سیر کہنا قبول کرکے جدا کسی مزار پر ظہر تک جاکر مشغول ہوجاتا پھر ہم نماز کیوقت طہارت کو نکلتے اذان کہتے دس بارہ درویش اپنے مقام مشغولی سے آکر جمع ہوجاتے نماز باجماعت پڑہتے اور مجکو امام بناتے پھر باقی روز ذکر وشغل میں گذرتا یہاں تک کہ نماز مغرب وعشا وہیں صحرا میں ہوتی پھر وظیفہ پڑہتے ہوئے گھر آتے اور جب جنگل میں دن کو قیلولہ کرتے تو گرد چند درختوں کے رسی گھیر دیتے اور درمیان میں سو رہتے نہ درندے کا ڈر ہوتا نہ چور کا کہ بدعصا یا جوتہ لیجاویگا شب کو گھروں میں ایک جگہ مقرر تھی وہاں مشغول رہتے اسی راحت وآرام میں چند سال گذرے جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اسوقت کا ذکر بڑے ذوق وشوق سے بیان فرماتے تھے پھر کہا اگر حکم حضرت پیرومرشد کا نہ ہوتا تو مخلوق کے درمیان رہنا اور جفا وقفائے خلق گوارہ کرنا تو کہاں میں تھا اور کہاں یہ شہر کسی کوہ یا بیابان میں پڑا رہتا میں نے عرض کی کہ حق وہی ہے جو حضور ارشاد فرماتے ہیں مگر آپ کو یہاں رہنے کی تاکید اسواسطے فرمائی کہ ہم لوگ سعادت حاصل کریں پھر فرمایا اگر دنیا کوئی چیز ہوتی تو جناب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول فرماتے اور حدیث شریف پڑہی روی عن ابی الدرداءؓ واسمہ عویم اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم بہ تمرات فاکل النبی منہا سریعًا فقال مادخل بطن محمد منذ سبعۃ ایام طعام وفی روایتہ منذ خمسۃ ایام فقال علیہ السلام یا عویم سل حاجتک فقال ابوالدرداء یارسول اللہ انت اعلم بحاجتی منی فکرر النبی علیہ السلام یا عویم سل حاجتک فقال انت اعلم منی بحاجتی فقال علیہ السلام اللھم اجعل قلب عویم محزونا ابدا اللھم اجعل بدن عویم سقیما ابدا اللھم اجعل ید عویم خالیا عن حطام الدنیا ابدا فقال عویم من یطیق ھذا یارسول اللہ قال اللھم ارفق بعویم اللھم ارفق بعویم اللھم ارفق بعویم پھر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نعیم بہشت سے لوگ مطلع نہیں اسواسطے ساتھ دنیا کے گرفتار ہیں اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب بہشتی بہشت میں جاوینگے ناگاہ اُنپر ایک نور چمکیگا سب سجدہ کرینگے اور جانینگے کہ یہ نور خدائے پاک کا ہے تو غیب سے آواز آویگی یاعبادی لیس الامر کذالک اے بندو میرے نہیں وہ بات جو گمان کی تم نے یہ تو ایک کنیزک نے کنیزکان بہشت سے تبسم کیا تھا سو یہ نور اُسکے مُنہ سے پیدا ہوا ہے جب خواجہ یہ فرما چکے تو ایک عزیز جو وہاں بیٹھا ہوا تھا اور اوّل روز تھا سر دی زیادہ تھی بولا

اگر اُس وقت مخدوم کے پاس کوئی آگ کی انگیٹھی ہوتی تو سردی تکلیف نہ دیتی خواجہ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ

کوئلہ دیگا تو آگ سلگاؤں گا ورنہ خیر - جبہ اور لبادہ ہے اُسیں بسر کروں گا اُس نے کہا مجکو لبادہ کے اندر

ایسی سردی معلوم ہوتی ہے کہ بدن برف ہوجاتا ہے اسپر جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت فرمائی

کہ ایک بادشاہ کی لڑکی پر ایک شخص کلال کی نظر پڑی اُس پر عاشق ہوگیا بادشاہ نے یہ سنکر وزیروں سے

مشورت کی کہ اس امر میں کیا کیا جائے سب نے کہا اِسکا تدارک جلد کرنا مناسب ہے ورنہ موجب بے حرمتی

ہوگا - بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دو سو چوب زیر محل شاہی کی ماریں اور اسیقدر ہر دروازہ محل پر اُس کلال

سے منقول ہے کہ سرہنگان شاہی نے پکڑ کر زمین پر گرایا اور مارنا شروع کیا - جب مارنے کا شور ہوا

تو اُس شہزادی نے کھڑکی کھولکر نیچے دیکھا اس نے پہلے ایک ہی رخسار شہزادی کا دیکھا تھا اِس بار

پورا مونھہ دیکھا حیران و شیفتہ اُسکے حسن کا اور زیادہ ہوا وہی دو چوب جو اُسپر پہلے پڑیں اُنکی خبر اسکو

رہی اور تکلیف پھر جب اور دروازوں پر اُسکو لیجا کر مارا اور باقی جو زیر محل ماریگئیں ہرگز اُن کی اُسکو خبر

نہوئی نہ کچھ درد ہوا اب یہ فقراء عاشقان خدا ہیں اور مشاہدہ عالم الغیب میں مستغرق جب عشق

مجازی کا یہ حال ہے کہ مشاہدہ معشوق مجازیمیں درد و غم سے بے خبر ہوں تو عشق حقیقی میں بطریق اَولے

بے خبر ہوں گے - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۞

مجلس پنجاہ و یکم - شرف مجالست حاصل ہوئی - ایک شخص کوئی کاغذ لایا تھا حضرت

خواجہ اُس کو دیکھ رہے تھے فرمایا یہ حدیثیں موضوعات سے ہیں کتب مشہورہ حدیث میں نہیں اسیں

ایک یہ حدیث تھی کہ تارک نماز کے ساتھ کھانا نہ کھاویں دوسری یہ کہ یہود و نصاریٰ سے سلام کریں اور

بے نمازی اور شراب خوار سے سلام نہ کریں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے سلام کریں اور تارک نماز

کے ساتھ کھانا کھاویں مگر اُسے اداے نماز کو کہا کریں مگر وہ محفل میں آکر بیٹھے تو اُسکی تعظیم نہ کریں اور

جواب سلام میں علیک نہ کہیں اس نیت سے کہ اُسکی اہانت ہو اور وہ غیرت کر کے اُس کام سے باز آوے پھر جناب

خواجہ نے اُس شخص کو وہ کاغذ دیدیا اور فرمایا حضرت شیخ عثمان خیرآبادی کے زمانہ میں ایکدن ایک جوان بمست شراب

پان کھاتے ہوئے طنبور بجاتا ہوا اپنے گھر سے باہر آیا راہ میں شیخکو دیکھا شرما کر دوسری گلی میں چلا گیا

اور شیخ عثمان بھی اُسی کوچہ میں گئے جب وہ جوان آگے گیا تو کوچہ کو سربستہ پایا آگے راہ نہ تھی شیخ عثمان
جب قریب پہونچے تو وہ جوان ایک دیوار پر منھ لگا کر کھڑا ہو گیا شیخ اسکے پاس گئے اُسنے سر اُٹھا کر بہ
نظرِ شرمندگی اُنکی طرف دیکھا اور بجبر نظر طنبور توڑ ڈالا اور شیخ کے قدموں میں گر پڑا شیخ نے اپنے خادم سے
کہا اس جوان کو خانقاہ میں لیجا اور اُسکے کپڑے اُتروا کر دینا کہ جلد دھو آویں اور اسے دو چادریں دینا۔ کہ
جب تک ایک باندہ کر اور ایک اوڑہ کر سو رہے جب کپڑے دہل آویں تو اسے حمام میں لیجا کر نہلانا اور
دُھلے ہوئے کپڑے پہنانا جبتک مَیں بھی لوٹ آؤنگا غرض خادم اُسے خانقاہ میں لیگیا اور دو چادریں دیں
ایک باندہی اور ایک اوڑہی کپڑے دھونے دئیے اور جوان سے کہا جبتک کپڑے دُھلکر آویں سو رہو وہ سو گیا
جب کپڑے دُھل آئے تو اُسے جگاکر حمام میں نہلایا اور دُھلے کپڑے پہنائے شیخ کسی کی ملاقات کو گئے تھے
اُسوقت لَوٹ آئے مُریدان شیخ نے اُس جوان کو روبرو حاضر کیا شیخ اُسکا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو کھڑے ہوئے
اور دعا کی کہ خداوندا جو میری وسعت میں تھا وہ مَیں نے کیا کہ اسکا ظاہر پاک و صاف کر دیا اب تو اپنے
کرم سے اِسکا باطن پاک کر دے پھر شیخ نے اُسے ذکر تلقین فرمایا اور خلوت میں بیٹھنے کا حکم کیا جوان حجرہ
میں گیا اور خلوت میں مشغول ہو کر رہا اِتفاقاً شیخ عثمان مغربی واسطے ملاقات شیخ عثمان خیرآبادی کے آئے
تو اُنکو غمگین بیٹھا دیکھا پوچھا اے برادر آج غمگین کیوں ہو اُنہوں نے کہا غیرت سے پوچھا کس کی غیرت
سے کہا غیرتِ دوست سے پوچھا یہ غیرت کس طرح ہوئی کہا ہمنے جو برسوں میں خون جگر کھاکر پایا تھا
وہ نعمت اس جوان کو ایک ساعت میں ملی پھر جناب خواجہ نے فرمایا عالم بے نیازی ہے قبل من قبل بلا
علتہ و رد من رد بلا علتہ اسکے بعد حکایت خواجہ سنکان کی فرمائی کہ اِنکا باپ والی سنکان کا کارکن
تھا اور سنکان قریب سرخس ہے اُس والی نے خواجہ سنکان کے والد کے دوست و باپ بے موجب کٹوا
ڈالے اُسکے سب قریب و عزیز خوف سے بھاگ گئے خواجہ سنکان کی دو ہمیانی اشرفیوں کی ہاتھ آئیں یہ
اُنکو کمر سے باندہ کر بھاگے سرخس میں پہونچکر ایک مسجد میں گئے سوچا میرے پاس دو ہمیانی اشرفیوں کی ہیں
اگر مسجد میں سو یا تو نہ معلوم کوئی مجھ سے لیجاوے سرائے میں اُترنا چاہئے۔ مسجد سے نکلکر ہر چند ڈھونڈا۔
سرائے نہ پائی اتفاقاً خانقاہ شیخ لقمان پر اِنکا گذر ہوا فقر القمانی اِنہیں کیطرف منسوب ہیں یہ اُس خانقاہ

میں گئے دلمیں کہا شیخ سے ملنا چاہئے غرض اُس سے ملے اور وہیں شب گذاری اُس خانقاہ میں قاعدہ
تھا کہ شب کو سوتے وقت چراغ جلا کر ہر شخص کو دیکھا کرتے اور حجروں اور مقاموں میں تفحص کرتے جو
بے حکم رہتا اُسے نکالدیتے اِس واسطے کہ خانقاہِ شیخ مین فتوحات بہت آیا کرتی تہیں اور سامان بکثرت
تھا چنانچہ چراغ وقنادیل نقرئی تھی اور فروش اطلسی بندگانِ خدا ہر قسم کی چیزیں بہت لاتے تھے
خادم اسباب ہر جگہ رکھدیتے اور حفاظت کرتے کہ بیگانہ رات کو رہ کر کہیں کچھ نہ لیجاوے غرض شب
کو حسب قاعدہ چراغ جلایا اور موافق قاعدہ قدیم کے جستجو شروع کی خواجہ سنکان کو اجنبی دیکھ کر باہر نکالدیا
خواجہ سنکان نے سوچا رات کو سرائے نہ ملی پھر مسجد کو جاؤں کیا کروں جب قریب دہلیز خانقاہ کے
پہونچے وہاں ایک گھر خالی دیکھا کہ گھوڑوں کیواسطے گھانس لاکر وہاں جمع کیا کرتے تھے دلمیں کہا۔ آج
رات کو اسمیں رہ جاؤں جب صبحکو دروازہ کھولیگا تو باہر چلا جاؤنگا یہ اُسمیں چلے گئے اور خادم نے دروازہ
بند کر دیا یہ شخص سو رہا شیخ عبادت میں مشغول ہوئے نصف شب میں خادم سے بُلا کر کہا مجھے آج کی
رات اس گھر میں ایک آشنا کی بو آتی ہے جا کر خوب دیکھ خادم پھر گیا اور حجرے اور خانقاہ اور کوٹھی بغور دیکھی کوئی بیگانہ
نہ تھا پھر آکر عرض کی کوئی نہیں یہ سنکر شیخ مشغول ہوگئے تیسری بار پھر سر اُٹھا کر خادم کو بُلایا کہا چراغ
جلا اور خود اُٹھکر چلے اور دہلیز کیطرف آئے جب نزدیک پہونچے روشنی چراغ کی اُس گھر میں پڑی خواجہ سنکان
نے سوچا اب خادم چراغ لیکر اندر آویگا مجھے دیکھ کر بگمان چور پکڑیگا بہتر یہ ہے کہ خود باہر چلوں غرض اُٹھکر
باہر آئے شیخ لقمان نے اُنکو دیکھ کر مصافحہ کیا کہا اے فرزند ہمراہ آؤ ہم تمہی کو دیکھتے تھے اپنے تسبیح خانہ میں
لیجا کر رکھا اور ذکر تلقین کیا اور مشغولی سکھائی تین دن میں اُس کمال کو پہونچے کہ اُنکو حکم کیا اب تم سنکان
میں جا کر خلقِ خدا کو دعوت کرو پھر جناب خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ سنکان اور خواجہ حیدر زادہ یہ دونوں خرس میں
میں تھے اور دامنِ کوہ میں باہر شہر سے خواجہ حیدر کے اقارب نے جا کر آبادی کی تھی اُس محلہ کو حیدر زادہ کہتے ہیں وجہ
اِسکی یہ ہوئی کہ خواجہ حیدر کو ایک حال پیدا ہوا یہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں غائب ہوگئے۔ وہاں زنجیرہ پہاڑوں
کا بہت بُرا اور تنگ ہے اُسکو چند سال گذر گئے ایکبار کسی شخص کا اُن پہاڑوں میں گذر ہوا ایک جوان کو والہ
دیکھا کہ اپنے بدن پر درختوں کے پتے باندھے ہوئے ایک دو فی مین ہرن کے تھنوں سے دودھ دوہتا ہے

اور پتیا ہے اُس شخص کو دیکھ کر غائب ہوگیا اُس نے دلمیں سوچا کہ جو حید رزادہ غائب ہوگیا ہے شاید وہ
یہی ہوگا غرض اُس نے شہر میں آکر حید رزادہ کے ماں باپ سے کہا کہ تمہارے فرزند کو فلانے پہاڑ میں
مَیں نے دیکھا ہے کہ نباس تپی بدن پر باندہے پتوں کی دونی میں ہرنی کا دودھ دھکر پتیا تھا مجکو دیکھ کر
غائب ہوگیا جب باپ نے یہ سُنا تو سمجھ لو کہ برسوں کے گم ہوئے فرزند کی جب باپ خبر سُنے تو کیسا بیتاب
ہوگا اُسیوقت دوڑا اور پہاڑ میں پھرا کہیں نہ پایا لاچار ہوکر شیخ لقمان کی خدمت میں آیا کہا برسوں سے
میرا لڑکا مفقود الخبر ہے بوڑہی ماں اُسکی رویا کرتی ہے اور میری زندگی بھی تلخ ہے اب ایک پہاڑ مین
تپہ ملا تھا مَیں ڈھونڈہ آیا کہیں نہ ملا آپ مقرب آلہی ہیں اور وہ بھی درویش صفت ہے اگر آپ اُس ویرانہ
میں تشریف لیچلیں تو اُمید ہے کہ آپ کے ملنے کو آوے آپ کی برکت سے مین بھی بعد مدت اُسے دیکھ
لونگا شیخ نے کہا بہتر اُٹھ کر اُسکے ساتھ ہوئے جب اُس کوہ میں پہونچے تو خواجہ حید رزادہ ظاہر ہوکر شیخ کے
پاس آیا اور باپ سے بھی ملا شیخ نے کہا گہر میں چل خلقِ خدا کو دعوت طرف حق کے کر ماں باپ سے ملکر
اُنہیں خوش کر حید رزادہ شیخ سے بولا مَیں آبادی میں نہیں رہ سکتا میرے والدین سے فرماویں کہ
دامن میں اس پہاڑ کے آرہیں میں ہر روز اُن سے ملجایا کرونگا لہٰذا والدین اُنکی اُس دامنِ کوہ میں مع دیگر
اہلِ قرابت جابسے آبادی ہوتے ہوتے ایک گانوں بس گیا اور حید رزادہ کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر
مناسب اِس مجلس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ ابتدا رحال میں شراب
کی بھری مشکیں گدھے پر لاد کر شہر میں لاتے مزدوری کرتے یا بیچتے ایک دن گدہے کو ہانکتے جاتے
تھے ایک نہر پر پہنچکر گدھا کھڑا ہوگیا شیخ نے اُسے کوڑا مارا کہا چل گدھے نے موںنہ پھیر کر کہا عجب حال
ہے کہ احمد کہتا ہے چل احد حکم کرتا ہے مت چل شیخ احمد کو یہ سنکر ایک حال پیدا ہوا مشکیں پھاڑ کر پھینکدیں
اور گدھا چھوڑ کر ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور وہاں برسوں مشغول رہے برگہائے اشجار سیکر پہنتے اُگھاس
کھاتے اور شاعر عمدہ تھے جب کوئی شعر کہتے تپھروں پر انگشت سے لکھ دیتے حروف کے نقش تپھروں
پہ پہنچاتے پھر اُنکو عالم الغیب سے حکم ہوا کہ اب جاکر خلق کو ہدایت کرو کوہ سے نیچے اُترے اور لوگ جب پہاڑ
پر چڑہے تو وہ اشعار جو باشارہ انگشت تپھروں پر لکھتے اور منقش ہوگئے تھے دیکھے پڑھے لگے لیئے

ایک کتاب ہوگئی فقط والحمد علیٰ ذالک ✣

مجلس پنجاہ و دوم - دولتِ پابوس حاصل ہوئی ایک درویش آیا تھا کسی کے ظلم کا شاکی جناب خواجہ نے فرمایا درویش تحمل کر اگر او جفا کیا کریں تم درویش ہو معاف کر دیا کرو پھر یہ حکایت فرمائی کہ خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایکبار راہ میں جاتے تھے ایک مست جوان گھوڑے پر سوار پیش آیا اور خواجہ کو زور سے کوڑا مارا کہا یہ سبوئے شراب سر پر اُٹھالے خواجہ وہ سر پر اُٹھا کر ساتھ ہو لئے اُسکے گھر تک پہنچایا وہاں ایک مغنی طنبور بجا رہا تھا جب خواجہ نے سبوئی شراب اُتارا تو اُس جوان نے طنبور اُسکے ہاتھ سے لیکر اُن کے سر مبارک پر اِس زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا بلکہ گوشہ طنبور بھی ٹوٹا خواجہ باہر آئے اور دجلہ پر جاکر جامہ و سر خون آلودہ دھویا اور گھر آکر اپنا مصلّے لیا اور بازار میں لیجاکر بیچا پھر اُس جوان کے گھر جاکر نصف قیمت مصلّے اُسکے نذر کی اور کہا تم نے جو طنبور میرے اُٹھاکر مارا۔ مبادا تمہارے ہاتھ کو کچھ رنج پہنچا ہو یہ اُسکا شکرانہ قبول کیجئے جب جوان نے یہ خوش خلقی خواجہ کی دیکھی اپنی دستار گردن میں ڈالکر قدموں میں گر پڑا اور خالص دل سے توبہ کی پھر جناب خواجہ وہاں سے اُس مغنی گھر گئے اور باقی نصف قیمت مصلّے کی اُسکے روبرو رکھی کہا میرے سر کی شومی سے تمہارا طنبور ٹوٹا۔ یہ شکرانہ عوض اُسکا قبول ہو اُسنے بھی جب آپکا یہ خلق حسن دیکھا رویا اور قدموں پر گر کے تائب ہوا۔ جب جناب خواجہ نے یہ حکایت تمام کی تو اُس درویش نے کہ نہایت رنجیدہ تھا عرض کی کہ ارشاد حضرت بجا و درست ہے مگر کوئی فقیر راہ میں جا رہا تھا ایک نے آکر پیچھے سے گھونسا مارا اُس نے منہ پھیر کر اُسکو دیکھا وہ بولا کیا دیکھتا ہے تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سہدار عالی سے ہوتا ہے فقیر نے کہا بجا و درست ہے مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ سیاہ رُو کون ہے جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنکر جانا کہ ابھی اسکو رنج باقی ہے فرمایا طریقہ درویشی تو یہی ہے جو بیان ہو آگے تم جانو پھر کھانا لایا گیا حضرت خواجہ نے فرمایا مجھے یاد ہوتا ہے کہ یہ حکایت خدمت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے شاید عوارف کے باب اخلاق میں لکھی ہے کہ حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایکبار سفر میں تھے اصفہان پہنچے وہاں کے حاکم نے آپ کی تشریف آوری سُنکر خوان کھانے کے قیدیوں کے سروں پر بطریق دعوت بھیجے آپ نے

فرمایا دسترخوان بچھادیں اور سب حاضرین کو کھانا کھانے کو کہیں بعد سب کے میرے ہاتھ دھلائیں۔
میں بھی سب کے ساتھ کھاؤنگا خادموں نے عرض کی کہ کھانا حاکم کیطرف سے قیدیوں کے سروں پہ
آیا ہے فرمایا قیدیوں کو بھی ساتھ کھانے کیواسطے کہو غرض دسترخوان آراستہ اور تمام حاضرین معہ قیدیوں
کے بیٹھے شیخ ہاتھ دھوکر جب آئے تو گذر آپکا قیدیوں کی طرف سے ہوا اُنہیں میں بیٹھ گئے پھر اور یہ
حکایت فرمائی کہ شیخ عبداللہ خفیف کو کہیں دعوت میں بُلایا تھا جب کھانا رکھا گیا تو بہت اقسام کا تھا
اور حلوائی لوزینہ بکثرت اور یہی قریب تر سب کھانوں سے تھا شیخ نے اُس صحنک سے ایک لوزینہ اٹھا
نوش کیا عمدہ بنا ہوا تھا لہذا دوسرا لوزینہ بھی اُٹھاکر کھایا اُسوقت خیال ہوا کہ یہ دوسرا لوزینہ خدا کیواسطے نہیں کھایا
لذت کو کھایا ہے کہ دل کو پسند ہوا تھا ہنوز وہ لوزینہ مُونھ میں تھا کہ شیخ نے اپنی زبان چاب لی خون نکلنے
لگا پھر بار رومال سے پونچھ لیتے جب خون زیادہ ہوا تو معتقدین نے پریشان ہوکر دریافت کیا کہ خیر
ہے خون کیوں نکلتا ہے فرمایا میں نے پہلے ایک لوزینہ کھایا تھا بہت لذیذ تھا دوبارہ پھر وہی کھایا خیال
آیا یہ کھانا خدا کیواسطے نہیں لذت کو تھا لہذا اسکے لئے نفس کو اپنی زبان چاب لی ہے پھر اور حکایت فرمائی
ہے کہ ایک بار عبداللہ خفیف کو بخار آیا اپنے تپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے تپ یہاں بجائے شربت کے
عمدہ آبِ شور ہے اور بعوض بسترِ ریشمی کے موٹا کمل اگر شربتِ لذیذ اور فرش حریر چاہتا ہے تو غصد الدولہ حاکم
شہر کے پاس جا وہاں کے حاکم کا لقب غصد الدولہ ہے جیسے حاکم روم کو قیصر اور والی مصر کو عزیز کہتے ہیں اُسوقت شیخ
عبداللہ خفیف شیراز میں تھے اور وہاں سے مقام غصد الدولہ تک مسافت چند روزہ تھی جسوقت یہاں
شیخ نے یہ بات کہی اُسیوقت وہاں غصد الدولہ کو بخار آیا اُسکو جب معلوم ہوا کہ بخار بھیجا ہوا شیخ عبداللہ خفیف
کا ہے فی الحال شیخ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ جو مہمان اپنا جناب میرے پاس بھیجتے ہیں میں اُسے
بسر و چشم قبول کرتا ہوں مگر اس مہمان تن کاہ جان خراش نو رسیدہ کو میں قبول نہیں کرسکتا جب
عرضی اُسکی شیخ کی خدمت میں آئی آپنے فاتحہ اُسکی صحت کو پڑھی فی الفور بخار جاتا رہا پھر فرمایا کیا خوب شیخ
تھے اور کیا خوب بادشاہ یہاں سے شیخ نے تپ بھیجی اُس نے جان لیا کہ فرستادۂ شیخ ہے ◆

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس پنجاہ و سوم

بالخیر والسعادت ملاقات حاصل ہوئی جناب خواجہ کے پائے مبارک پر سر رکھ کر آئے تھے اور درد تھا میں نے یہ رباعی پڑھی خاطر مبارک خوش ہوئی۔

رباعی

آماس کہ از پائے مبارک زاد است	زانست کہ بوسہا ملائک داد است
یا خود ز جہاں ہمی رود بہر وداع	درد آمدہ در پائے شما افتاد است

پھر تقریر شروع ہوئی اوّل صفتِ دوزخ بیان کی پھر صفتِ بہشت شروع کی میں نے سوال کیا تھا فرمایا جب بہشتی بہشت میں جاوینگے تو ایک نور بہشت میں چمکیگا کہ آٹھوں جنتیں اُس نور سے روشن ہو جاویں گی سب بہشتی سجدہ کرینگے بگمان اسبات کے کہ یہ نور تجلی پروردگار کریم و رحیم کا ہے ہم پر فرمان ہوگا یا عبادی لیس الامر کذلک ولکن ھذا نور جاریۃ تبسمت فی وجہ صالحہا پھر فرمایا جو بادشاہ بہشتی ہیں جب قصر ہائے بہشت دیکھیں گے تو اپنے محلہائے دنیا کو اُنکے روبرو گھورا جانیں گے میں نے عرض کی بیان دوزخ کیوقت بندہ حاضر نہ تھا کہ سُنتا فرمایا پھر سُنو اور میر نجاطر سے چند باتیں اعادہ فرمائیں کہ اگر دوزخی دوزخمیں آتشِ دنیا پاویں تو اس آگ میں آرام سے سورہیں اور اگر آتشِ دوزخ برابر ناکے سوئی کے پہاڑوں پر رکھی جاسے تو تمام پانی زمین کے خشک ہو جاویں اور اگر ایک بندہ مشرق میں عذاب کرے اور دوسرا بندہ مغرب میں ہو تو اُسکے سانس سے ہلاک ہو جاوے پھر یہ حکایت فرمائی کہ مولانا شہاب الدین اوشی نے برسوں زیر منارہ مسجد جامع دہلی کے وعظ کہا ہے اور وہ ہمیشہ ذکر عذاب کا کیا کرتے تھے گاہے بیان رحمت نہ فرماتے ایکبار لوگوں نے جمع ہو کر مولانا سے کہا کہ کبھی آپ بیان رحمت نہیں کرتے ہمیشہ ذکرِ عذاب فرماتے ہیں کچھ رحمت کا بھی بیان کیجئے مولانا نے کہا میں نے برسوں عذاب کا ذکر کیا تم نے خدائے تعالےٰ کیطرف رجوع نہ کیا اگر رحمت کا بیان کرتا تو کیا حال ہوتا اُسپر مناسب وعظ یہ حکایت فرمائی کہ شیخ سیف الدین باخرزی ابتدا حال میں وعظ کہا کرتے تھے اور درویشوں کے

معتقد نہ تھے وعظ میں درویشوں کو بُرا کہا کرتے ایکبار شیخ نجم الدین کبری اُنکے وعظ میں حاضر ہوئے
اُنکو دیکھ کر زائد بُرا کہنا شروع کیا پھر جب منبر سے اُترے تو شیخ نجم الدین اُٹھ کر آگے چلنے لگے اور شیخ سیف الدین
واعظ پیچھے تھے شیخ نجم الدین نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا ابھی یہ صوفی نہیں آیا اُسیوقت شیخ سیف الدین
دوڑے اور شیخ کے قدموں میں گر پڑے پھر شیخ نجم الدین سوار ہوئے اور شیخ سیف الدین نے غاشیہ
پکڑ لیا اور اُنکے گھر تک گئے شیخ نجم الدین نے پانو دراز کر کے کہا موزہ کھینچ اُنھوں نے موزہ کھینچلیا۔ بعدہٗ
مُرید ہوئے شیخ نجم الدین نے فرمایا بخارا میں جا اور وہاں خلق کو دعوتِ حق کر ایک دن میں اس قدر نعمت
خلافت ارشاد کی پائی اور یہ دوسری حکایت کہی کہ جب قندو بادشاہِ مُغل مرا اور اُسکا پسر خربندہ نام
اُسکی جگہ بادشاہ ہوا اُسے یہ خربندہ جو لوگوں میں مشہور ہے مقصود میں خربندہ قدیم کو کہتا ہوں تو اُس
نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں شیخ سیف الدین باخرزی کے روبرو مسلمان ہو گیا ہوں بیدار
ہو کر یہ خواب اپنی بیوی ملکہ سے بیان کی وہ فی الفور اسلام لے آئی حضرت خواجہ نے فرمایا صحبت خواب
کا اثر دیکھو کہ اُسکی چار عورتیں تھیں سب کو بُلا کر یہ خواب کہی سب بمجرد سننے کے مسلمان ہو گئیں۔ پھر
فرزندوں کو بلا کر خواب سُنایا وہ بھی مسلمان ہوئے پھر بتدریج ارکانِ دولت اور مقربان بارگاہ کو بُلایا
اور اُن سے خواب کہا ہر ایک مسلمان ہوتا گیا اور خربندہ نے شیخ سیف الدین کو جب خواب میں دیکھا تھا
تو شیخ کو جبہ صوف اور دستار مصری پہنے دیکھا جب سب لشکر مُسلمان ہو گیا تو بادشاہ نے دلمیں کہا
کہ جسکے روبرو میں خواب میں مسلمان ہوا ہون وہ بزرگ ہنوز بخارا میں زندہ ہیں اُنکو جا کر دیکھنا ضرور ہے
کہ قدم بوسی سے اور سعادت حاصل کروں اس ارادے پر چند ہزار سواروں سے بطرف بخارا روانہ ہوا
اہل بخارا خبر اُسکی آمد کی سنکر خوفناک ہوئے خربندہ نے پہلے قاصد بھیجے شیخ کی خدمت میں کہ میں آپکی
زیارت کو آتا ہوں حصولِ سعادت کو اہل بخارا کو فرماویں کہ خوش حال رہیں اور خیال کر کے ہراساں
نہ ہوں شیخ نے سب کو مطمئن کر دیا خربندہ جب بخارا پہونچا بیرونِ شہر لشکر چھوڑ کر معہ حرم و اولاد شہر
میں شیخ کی زیارت کو چلا لوگوں نے شیخکو مطلع کیا کہ خربندہ قدمبوسی کو آتا ہے آپنے فرمایا اب اُسے خربندہ
نہ کہو خدا کا بندہ کہو پھر اُسکا نام خدابندہ مشہور ہوا پھر شیخ نے خادم سے فرمایا کہ جبہ صوف اور دستار

مصری لاوے تاپہنکر ملاقات کروں عرض کی اسکی کیا حقیقت ہے کہ شیخ اُسکے واسطے یہ تکلیف فرماتے
ہیں فرمایا تکلیف نہیں ہے اُس نے جس رات مجھے خواب میں دیکھا تھا تو میں جبہ صوف اور دستار
مصری پہنے تھا اب اسواسطے پہنتا ہوں کہ مجھ کو اُس صورت میں دیکھ کر پہچانے کہ وہی شیخ ہے۔ اور
سعادت بیشتر حاصل کرے پھر یہ اور حکایت دوسری آپ نے بیان فرمائی کہ ایکبار شیخ سیف الدین باخرزی
وعظ کہہ رہے تھے مجلس گرم ہوئی منبر سے قریب چھت کے ایک سوراخ تھا ایک سانپ اُس سوراخ
سے نکلا اور پھن کھولکر سامنے کھڑا ہوگیا سب لوگ اُس طرف دیکھنے لگے توجہ طرف سے شیخ کی بدلی شیخ
نے لوگوں سے پوچھا کیا ہے کہا ایک سانپ آیا ہے فرمایا اسکو پریشان مت کرو کلام الہی سننے آیا ہے
جب شیخ منبر سے اُترے وہ سانپ سوراخ میں چلا گیا پھر شیخ نے کچھ دیر چپ رہ کر یہ شعر خواجہ نظامی کا پڑھا

شعر

نظامی تا توانی پارسا باش		کہ نور پارسائی شمع دلہاست	

فرمایا حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں پارسا تھے اور مجاہدہ اپنے اوپر وہاں سے اختیار
کیا تھا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب **حکایت** پھر حضرت نے فرمایا۔
اجودھن کا ایک عامل فرزندان حضرت شیخ فریدالدین کو ستایا کرتا اور وہ ہر بار جناب شیخ کے روبرو
شکایت کیا کرتے اور ستانا اُسکا اس بات پر تھا کہ صاحبزادوں نے کچھ زمین پر زراعت کی تھی
مگر ہر بار جناب شیخ اُنکو واسطے صبر کے فرماتے ایک بار جناب شیخ وضو کر رہے تھے کہ صاحبزادوں نے
آکر کہا تمہاری بزرگی اور کرامت ہمارے کس کام آویگی کہ عامل یہاں کا ہمپر ظلم کرتا ہے اور ناحق ستاتا
ہے شیخ نے یہ سنکر اپنا عصا اُٹھایا اور اُسے ایسا اشارہ کیا جیسے کوئی کسیکو ہٹاتا ہے لڑکوں سے
فرمایا تم گھر جاؤ اتفاقاً اُسیوقت عامل کو درد شکم شروع ہوا لوگ اُسکو دروازہ شیخ پر اُٹھا لائے اور عرض کی کہ
کہ حکم ہو تو روبرو واسطے عفو خطا کے لاویں آپنے فرمایا تیر نشانہ پر پہونچا لوٹ نہ سکے لیجاؤ سو وہ گھر پہونچکر مرگیا لوگوں
نے اطلاع کی کہ حاکم نے وفات کی اُسوقت آپنے فرمایا کہ چالیس برس تک جو کچھ خدائے تعالے نے
فرمایا بندہ مسعود نے وہی کیا اب چند سال سے جو کچھ مسعود کے دل میں خطرہ ہوتا ہے یا اُسے مانگتا

ف
عامل

ہے پاتا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۰

مجلس پنجاہ و چہارم

بخیر و سعادت دولتِ قدم بوس حاصل ہوئی ایک عزیز ملتان سے آیا تھا اور صالح و متدین تھا۔ خواجہ نے اُس سے حال دریافت کیا عرض کی میں تجارت کیا کرتا ہوں ارشاد فرمایا کہ لقمہ تجارت اچھا لقمہ ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ اودھ میں ایک سوداگر تھا اُسکو خواجگی خجندی کہتے تھے حافظِ قرآن تھا میں اور وہ جامع مسجد اَودھ کے حلقہ میں ایک جا بیٹھا کرتے اور وہ موٹے کپڑے سستی قیمت کے لاکر بیچا کرتے بڑے مالدار تھے لوگوں نے کہا مال تمہارے پاس بہت ہے موٹا مال کیوں لاتے ہو عمدہ سامان قیمتی لاؤ کہ نفع زیادہ حاصل ہو اُنہوں نے کہا میں کمینہ مال اسواسطے لاتا ہوں کہ یہ پوشش فقرا و مساکین کی ہے اور باریک پارچہ بیش قیمت لباس ترکوں اور سپاہیوں کا ہے پھر اُنکی یہ حکایت فرمائی کہ ایکبار وہ گٹھے موٹے کپڑے کے دہلی لئے چلے جاتے تھے راہ میں جو دریا تھا اُسکے کنارے کیچڑ بہت تھی جب گاڑیوں سے اسباب کشتی پر چڑھانے لگے تو ایک گانٹھ دریا میں گر کر ڈوب گئی ہر چند ملاح لوگوں نے ڈھونڈی دستیاب نہوئی خواجگی خجندی نے کہا میرا مال ہرگز گم نہ ہوگا میں نے زکوٰۃ مال دیدی ہے لوگوں نے اُسے دیوانہ کہا کہ مال ڈوب گیا اور ڈھونڈنے سے نہ ملا یہ کیسے جانا ہے کہ نجاویگا اور کیسے جاتا ہے غرض خواجگی خجندی دہلی گئے اور مال بیچکر لوٹے جب اُسی جگہ دریا پر پہونچے تو اُس مدت میں دریا ہٹ گیا تھا اور گارا سوکھ گیا تھا دریا کے کنارے درخت کر پڑا دیا تھا کہ اُس پر بیٹھ کر وضو کریں یا نہاویں دھوویں ایک لڑکا اُس تنہ پر بیٹھ کر وضو کرنے لگا زمین کی طرف دیکھا تو ایک رسی پڑی دیکھی اُسے پکڑ کر کھینچا وہ مضبوط دبی ہوئی تھی ریت ہٹایا تو وہ گانٹھ نکل آئی اُوٹھ کر چلایا کہ کسی کی گانٹھ ریت کے تلے دبی ہوئی ہے خواجگی خجندی نے اُسکا پکارنا سُنا کہا میری گانٹھ ہے۔ نوکروں اور مزدوروں نے اُسے نکالکر کھولا سب تھان اُسکے صحیح سلامت تھے کوئی خراب و تر نہوا تھا تب خواجگی بولے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میرا مال ضائع نہ جائیگا اور دوسری حکایت یہ فرمائی کہ ایکبار خواجگی خجندی کے لڑکوں کو حسام الدین پسر ملک کیں حاکم شہر نے قید کیا تھا ایک اودہ کا رہنے والا مجلس عالی میں حاضر تھا اور اُن لڑکوں سے واقف تھا بولا ایک کا نام مولانا شیر و تھا حضرت خواجہ نے فرمایا

ہاں مگر یہ نام چھوٹے لڑکے کا ہے الغرض ملک مکیں سنگ فرزند نے اُس رات خواب میں دیکھا کہ کوئی
اُس سے کہتا ہے کہ اُنکے لڑکوں کو چھوڑتا ہے یا نہیں جب بیدار ہوا تو ہیبت اُسکے دلپر غالب ہوئی رات
ہی کو حکم کیا کہ اُسکو چھوڑدیں اور روبرو بلا کر معذرت کی اور کچھ تحفے دیکر بعد خوشنودی رخصت کیا اور یہ
حکایت اُنکی فرمائی کہ ایکبار خواجگی خجندی نے دہلی میں آکر مال بیچا تھا اور سب روپیہ حجرے میں مقفل
کرکے خود کسی کام کو گئے تھے اُنکے غلام نے اُنکی چھت سے چھید کر اوپر کو راہ دی اور اُتر کر سب نقدی لیکر
بھاگ گیا خواجگی خجندی خدمت شیخ الاسلام حضرت نظام الحق والدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز میں آئے اور
عرض کی کہ غلام میرا سب نقدی لیکر بھاگ گیا ہے جناب شیخ نے کچھ دیر مراقبہ فرماکر کہا خواجگی جب ملتان
کو جاؤ تو مجھ سے ملکر جانا غرض روانگی کے وقت وہ شیخ سے رخصت ہونے آئے آپنے فرمایا تمہارا غلام
قید ہو گیا ہے گھر جاؤ خواجگی اودھ پہونچی ایک روز صرافوں کے بازار میں گئے تھے وہاں ایک شخص کو دیکھا
کہ پروانہ لیئے ہوئے پکارتا ہے کہ خواجگی خجندی کا گھر کہاں ہے انہوں نے اُسکے پاس جاکر کہا وہ خواجگی
میں ہوں اُسنے پوچھا اے شیخ کیا کوئی تمہارا غلام بھاگا ہے کہا ہاں پھر پوچھا کچھ نقدی لے گیا ہے کہا
ہاں کہا اسکو کوتوال کڑہ نے قید کیا ہے وہ شراب خانہ میں تھا کسی نے اُسکے حال سے اطلاع پاکر گرفتار
کیا اور وہاں کے کوتوال کے پاس لیگیا جب ڈرایا اور تحقیق کیا تو بولا میں مملوک خواجہ خجندی کا ہوں میرا
مالک شہر اودہ میں ہے تم خط لکھ کر دریافت کرلو یہ تقریر کرکے اُس شخص نے وہ پروانہ کوتوال کڑہ کا خواجگی
کو دیا اُسمیں لکھا تھا کہ مالک دو گواہ معتبر اپنے ہمراہ لاوے اور غلام و مال لیجاوے خواجگی اُسیوقت مع
دو گواہ معتبر کے کڑہ گئے اور غلام مع مال کے لیا اور تنکہائے زر سے سات تنکہ خرچ ہوئے تھے باقی
سب موجود تھے پھر جناب خواجہ نے فرمایا کہ ہم سب حلقہ میں مسجد جامع اودھ کے ایک جا بیٹھا کرتے اُنکا
قاعدہ تھا کہ جب وہ گھر سے نکلتے تو ایک آستین میں قند سیاہ اور دوسرے آستین میں تل اور شکر
رکھ لیتے جو فقیر ملتا اُسکو شکر اگوڑ کا دیتے اور شکر اور تل مزاروں پر لیجاتے اور چیونٹیوں کے سوراخوں
میں ڈالتے پھر فرمایا وہ بار بار دونوں ہاتھوں سے منھ پر طمانچے دونوں طرف مارتے اور کہا کرتے خواجگی
مسلمان ہو۔ والحمد للہ رب العالمین ؂

مجلس پنجاہ و پنجم

بالخیر والسعادت دولتِ قدم بوس حاصل ہوئی قلندر آئے ہوئے تھے خدمتِ خواجہ نے انہیں رات
کو مہمان رکھا تھا جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے پوچھا کہ فقرا اوپر بیٹھے ہیں یا نیچے دالان میں میں نے
نے عرض کی اوپر بالاخانہ میں ہیں ارشاد کیا اِن دنوں فقرا گم ہو گئے ہیں عہدِ سعادت حضرت سلطان
الاولیاء میں گروہ گروہ فقراء ہر طریقہ کے آیا کرتے جناب شیخ اُنکو ایک دن مہمان رکھتے پھر فرمایا اُن
دنوں لوگوں میں توکل تھا پھر اُس زمانہ کی فراخی اور ارزانی کا ذکر فرمایا کہ گندم و شکر اور جامہ و اقمشہ
ہر گونہ سب ارزاں تھی اگر کوئی ایک جماعت کی دعوت کرنا چاہتا تو دو چار تنکہ میں اسقدر کھانا پک جاتا
کہ جماعت کو کافی ہوتا پھر اور مشائخ کے لنگروں کا جو اُسوقت شہر و اطراف میں تھے ذکر کیا کہ لنگر
رمضان قلندر اور لنگر ملک یار پران وغیرہ چند لنگر بڑے تھے پھر یہ بھی فرمایا کہ اِن دنوں اس طرح کے
لوگ نہ تھے بلکہ سب مردانِ بامہابت اور درویشان کامل تھے شیخ بدرالدین سمرقندی سنکولہ میں بہت
بڑے بزرگ تھے ہمارے خواجہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتے دعوتیں بہت ہوتیں اور اُنکو سماع میں بہت
غلو تھا جب عُرس ہوا کرتا تو حضرت خواجہ سب لنگرداروں کو بلواتے اور بہت درویش اطراف و جوانب
سے آتے عجب ذوق و راحت اور عجب برکت و شوکت ہوتی اب نہ وہ لنگردار ہیں نہ وہ مشائخ ۔
سب مٹ گئے فقرا منتظر رہتے ہیں کوئی نہیں پوچھتا پھر جناب خواجہ نے اُسوقت کو یاد فرما کر گریہ کیا اور یہ
حکایت فرمائی کہ ایکبار کسی نے محلدار کے باغ میں دعوت کی اور ہمارے خواجہ جناب شیخ نظام الدین قدس
سرہ العزیز کو بلوایا معلوم ہے کہ جہاں شیخ جاویں اور باغ میں دعوت ہو تو کیا ہجوم ہوگا ہر طرف سے
مخلوق جمع ہوئی اور لوگ بکثرت آئے سماع شروع ہوئی جب قوالی سے فراغت ہوئی تو صاحب دعوت
ہجوم خلق سے حیران ہوا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کا کھانا پکایا تھا یہاں ہزار سے زیادہ ہو گئے وہ غریب کیا
کرے محفل میں آکر لوگوں سے عذر کرنے لگا ۔ جناب شیخ نے فرمایا یہ بات پسندیدہ نہیں کہ یہ سب محروم
جاویں اور کچھ لوگ کھاویں جب سماع میں سب شریک تھے تو طعام میں بھی شریک رہیں اگر تم انکو

بے کھائے رخصت کروگے تو ہم بھی نہ کھاویں گے پھر دریافت فرمایا کھانا کسقدر ہے عرض کی نان و گوشت ۸ قرص پکائے ہیں شیخ نے فرمایا ہر قرص کے چار ٹکڑے کرو اگر کم ہوں تو چھ ٹکڑے روٹیاں بھی اگر ایک ایک کفایت نہ کریں تو دو پارہ کر ہم سماع کو آتے ہیں نہ کھانے کو پھر شیخ نے مبشر خادم سے کہا جا کھانا آراستہ کر مبشر گیا اور حسب ارشاد کیا لوگ درختوں کے تلے بیٹھے تھے کھلانا شروع کیا۔ ہر صحنک میں بارہ آدمی شریک کئے اللہ تعالےٰ نے بہ برکت شیخ وہ وسعت فرمائی کہ سبنے سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا جب میں اودہ سے آیا کرتا تو اکثر یار میرے دعوت کیا کرتے مولانا برہان الدین غریب طاب ثراہ اور امیر خسرو اور امیر حسن وغیرہ احباب جب میرا آنا سنتے تو دعاگو کی چند روز تک متواتر دعوت کیا کرتے اور شیخ سے استدعا کرتے تھے کہ فلانے کو اجازت دعوت کھانے کی ہو اور ایک دن پہلے مجھ سے کہدیتے کہ کل ہماری یہاں دعوت ہے کہ اگر اسی دن غیاث پور سے شہر کو جاؤں تو تھک جاؤں تو اس روز مولانا برہان الدین کے گھر میں رہا کرتا دوسرے دن انکے ہمراہ جاتا اور دعوت ظہر تک ہوا کرتی کبھی عصر تک بھی رہنا ہوتا جب لوٹتا تو بے وقت ہو جاتا تھا غیاث پور تک پہونچنا نہ ہوتا اس رات بھی مولانا برہان الدین کے گھر میں رہنا ہوتا کبھی تیسرے دن بھی کہ صبحکو کوئی یار آجاتا اور کہتا ذرا توقف کرو ناشتا لاتا ہوں غرض چاشت تک ٹھیرنا ہوتا غرض دوپہر کو غیاث پور پہونچتا پھر اس دن بھی شیخکی زیارت کو نہ جا سکتا الغرض ایکبار میں اودہ سے آیا تھا اور بھائی یعنے پدر خواجہ یوسف بھی ہمراہ تھے اور ان دنوں میں نے تقلیل طعام کی تھی بھائی نے مبشر سے کہدیا کہ فلانے نے کھانا چھوڑ دیا ہے اور معرض تلف میں پڑا ہے خدمت شیخ میں عرض کردی مبشر نے خدمت شیخ میں اور بڑھا کر عرض کی کہ جب رکابی بھر کر فلانے کیواسطے لیجاتا ہوں تو بلا کم و کاست ویسے ہی لوٹ آتی ہے جناب شیخ نے افطار کیوقت ایک قرص قریب دو سیر کا مجھے دیا اور بہت سا حلوا اسپر رکھا تھا جن یاروں کا صوم دوام ہوتا انکو حضرت شیخ کے یہاں سے سوائے رمضان شریف سحری ملا کرتی چنانکہ مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شہاب الدین کو کہ یہ ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے مگر مولنا برہان الدین غریب کہ بسبب ضعف چشم کے روزے سے معذور تھے انکو ماہ رمضان

میں سحری ملتی اور سحری کو کہچڑی روغن پڑی ہوئی آیا کرتی یار جمع ہوتے اور ہاتھ دہو کر کہچڑی کھاتے
غرض جب شیخ نے مجھکو وہ قرص دیا تو میں حیران ہوا کہ اسکو کس طرح کھاؤں گا بیمار نہ ہوجاؤں - یہ
قرص تو میرے بیس دن بلکہ زائد کو کافی ہے بعد عشا وہ قرص میں نے روبرو رکھا اور کچھ کچھ کھانا شروع
کیا بعد آدھی رات کے تھوڑی آنکھ لگی تھی کہ فی الفور اُٹھ کر وضو کیا اور تہجد پڑہی پھر وہ قرص لیکر کھانے
بیٹھا برکت ولایت شیخ سے صبح تک سب کھالیا اور کوئی زحمت نہیں ہوئی پھر فرمایا اُن دنوں میں
ایسا ہی ہوا کہ متواتر تین دعوتیں ہوئیں اور ہر دعوت میں تین تین شہروں میں رہنا پڑا اور نو روز
تک زیارت شیخ میسر نہ ہوئی ہر جگہ سے پیام دعوت آتا اور شیخ سے واسطے اجازت کے عرض کرتے
شاید اُن دنوں یاد ہوتا ہے کہ خادم نصیر نامی تھا فرمان شیخ پہونچا کہ فلاں جا دعوت میں جا میں نے
عرض کی مجھکو کچھ خدمت میں عرض ہے اسپر مجھکو طلب فرمایا میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کیا کہتا ہے
میں نے عرضداشت کی کہ غلام اودہ سے اس اشتیاق میں آتا ہے کہ چندروز زیر قدم خواجہ رہے اور
ہر روز آپ کو دیکھیں یہاں ہر کوئی دعوت کرتا ہے اور حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرتا ہے مجھکو حکم آتا
ہے کہ دعوت میں جا صبح سے جاتا ہوں اور مولانا برہان الدین غریب کے گھر میں شب کو رہتا ہوں
دوسرا دن دعوت کا ہوتا ہے اُسدن بھی حضرت کی خدمت میں آ نہیں سکتا - تیسرے دن بھی لوگ
ہو کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہر و ناشتا کر لو دوپہر کو یہاں آنا ہوتا ہے اُسدن بھی زیارت نصیب نہیں ہوتی تین
دن مُفت جاتے ہیں یہ سُنکر شیخ نے خادم سے فرمایا کہ جو کوئی مولانا کو بلانے آیا ہے اُسے لوٹا دو
اور کہدو کہ یاران شہر کی دعوت کریں اور اُنکو معذور رکھیں وہ عزیز اس جواب سے خاطر شکستہ لوٹ گیا
اُسوقت خدمت شیخ قدس اللہ تعالٰے سرہ العزیز نے یہ حکایت فرمائی کہ میرے خواجہ یعنے شیخ الاسلام
فریدالحق قدس اللہ تعالٰے سرہ العزیز بعد رحلت جناب شیخ قطب الدین بختیار مرحوم و مغفور کے یہاں
شہر میں تشریف لائے اِن دنوں یہاں شہر میں شیخ بدرالدین غزنوی خلیفہ شیخ الاسلام قطب الدین
بختیار کے تھے مخلوق اُن سے برکت حاصل کرنے کو دعوتیں کیا کرتے اور وہ ہمارے جناب خواجہ کو
ہر دعوت میں بلاتے آخر ہمارے حضرت نے دل میں کہا اے مسعود تو اپنا شکم لقمہ چرب و شیریں

سے غربہ کرتا ہے قرب خدا تک کیسے پہونچیگا یہ سوچکر بلا رخصت لوگوں کے وہاں سے چلے گئے پھر
وہاں بھی قرار نہ فرمایا کہ وہاں بھی معتقدین بہت تھے دلمیں کہا وہاں رہنا چاہئے کہ بفراغ خاطر مشغول
رہا کروں کل کریر و دلیا اور پیلو کھالیا کرونگا۔ جب ہمارے خواجہ نے ایسی ریاضت اور مجاہدہ اختیار
کیا تو درمیان ہمارے خواجہ اور شیخ بدرالدین غزنوی کے کہ وہ بھی خلیفہ حضرت کے شہر میں تھے اس قدر
فرق ہوا جیسے زمین کا آسمان سے ٭

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

مجلس پنجاہ و ششم

بالخیر والسعادت دولت پائبوس ہاتھ آئی خواجہ ذکرہ اللہ تعالے بالخیر نے فرمایا جسقدر سالک کو معرفت خدا تعالے حاصل ہوتی ہے اسیقدر تعلقات کم ہوتے جاتے
ہیں مثلاً اگر کسیکو یہ معرفت حاصل ہوئی کہ حق تعالے سب چیزوں پر قادر ہے اور ہر چیز پر کامل قدرت
رکھتا ہے کہ اَللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر اپنا دروازہ خوب بند کرکے بیٹھ رہے اور جانے کہ خدا
تعالیٰ قادر ہے میرا رزق پہنچاویگا اور تعفف کرے موافق اس آیت شریف کے یحسبہم الجاہل
اغنیاء من التعفف اور کسی سے سوال نہ کرے تو بیشک کامیاب ہوگا موافق اس ارشاد کے
من یستعف یعفہ اللہ تعالی ومن استغنا اغناہ اللہ ومن طلبنا فوجدناہ واعطیناہ واسیناہ
ومن یستعف احب الینا ممن سالنا اور اسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے پھر فرمایا اور جسنے حق تعالیٰ
کو جملہ اشیاء پر قادر نہ جانا تو تعلق باسباب کرتا ہے اور بعد جاننے کے راغب ترک تعلقات پر
ہوتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب ہوا کہ یا داؤد اعرفنی نفسک فتفکر داؤد علیہ السلام
وقال عرضك بالوحدانیۃ والقدرۃ والبقاء وعرفت نفسی بالعجز والضعف والفناء فقال
اللہ تعالی الان شکرتنی یعنے صفات کمالیہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی پھر فرمایا کہ قصہ اس
اعرابی شتر گم کردہ کا سنا ہے میں نے عرض کی ہاں سنا ہے پھر حکایت بیان فرمائی ایک اعرابی نے
اپنا اونٹ دروازہ حرم شریف پر بے محافظ چھوڑ کر حرم کے اندر زیارت وطواف کو گیا اور وہاں
اکثر ایسے بددے ہیں کہ حرم کے اندر سے لوگوں کی چیزیں لیجاتی ہیں غرض ایک بدو اگر اس اعرابی

کے اونٹ کو جبل ابو قبیس پر لے گیا جب اعرابی طواف کرکے نکلا اونٹ کو نہ دیکھا آسمان کی طرف مونھ
اٹھا کر کہا کیا خداوندا میں تیرے سپرد نہ کر گیا تھا قدرتِ الٰہی سے ایک سوار جبل ابو قبیس پر ظاہر ہوا اور ایک
تھپڑ بدو کے ہاتھ پر ایسا مارا کہ اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا اور کہا یہ کسکا اونٹ ہے بولا درِ حرم پر بے محافظہ
کھڑا ہوا تھا میں ہانک لایا ہوں سوار نے کہا اسکا مالک اللہ تعالےٰ سے کہتا ہے میں نے تجھے اونٹ
سونپا تھا جلد لیجا کر اسکے سپرد کر پھر اس بدو کی پگڑی اتار کر اسکا ٹوٹا ہاتھ باندھا اور دوسرے ہاتھ میں
مہار دیکر کہا لیجا بدو اونٹ حرم میں لایا اور اسکے مالک کو دیا پھر پوچھا تو کیسے لوٹا لایا بولا یہ اونٹ بے
محافظ کھڑا تھا میں لیگیا تو نے حق تعالیٰ سے عرض کی ایک سوار غیب سے ظاہر ہوا اور تھپڑ میرے ہاتھ پر مارا کہ
بیکار ہو گیا اور کہا مالکِ شتر نے خدا تعالیٰ سے عرض کی ہے جلد جا کر اسکا اونٹ پہونچا دے پھر میری پگڑی
اتار ٹوٹا ہاتھ باندھ دیا اور دوسرے ہاتھ میں مہار دی میں لے آیا پھر خدمتِ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھنڈی
سانس لی اور فرمایا بندگانِ خدا دو قسم ہیں صاحبِ نیاز اور صاحبِ ناز نیازمند جو حرکت کریں دست
و پا یا زبان سے سب موافقِ شریعت ہوگی مگر اہلِ ناز گستاخ ہوا کرتے ہیں ایک صاحب علم نے سوال کیا
کہ جناب مرتبہ نیازمندوں کا بلند ہے یا نازنینوں کا فرمایا نازنین ذی مرتبہ ہوتے ہیں پھر فرمایا
جو کوئی اِن دونوں میں سے کسی کی خدمت کرے یا گردان سے دور کرے تو قیامت کو منادی پکاریگا
کہ این الذین اکرموا الفقراء والمساکین بعد اسکے یہ حدیث پڑھی یاداؤد اذا رایت طالبا فکن خادماله
اور یہ دوسری حدیث بھی فرمائی کہ اطلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل قری نفرھم
وجھدھم وطیب قلوبھم فقال البشروا یا اھل الصفۃ فرمایا فقرا بہت ہیں مگر چاہیئے کہ فقر و جہد دل
کا نمونشی خاطر ہو کہ من استعف احب الینا ممن طلبنا وارد ہوا ہے پھر بیان شرفاقہ میں یہ حکایت
بیان فرمائی کہ بدایوں میں جناب شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز کے ایک استاد تھے
انکو مولانا علاءالدین اصولی کہتے ہیں وہ ہرگز کسی سے کبھی کوئی چیز قبول نہ کرتی مگر وقتِ حاجت اگر کوئی
کچھ لاتا تو لے لیتے ایک دن حضرت مولانا فاقہ سے تھے تنہا بیٹھے کھلی کہا رہے تھے اسمیں خاص ترائش
آپ کی اصلاحکو آیا آپ نے اُس سے اپنا فقر چھپانے کو وہ پارہ کھل عمامہ میں چھپا دی جب اُس نے

اسباب درست کرکے خط بنانا چاہا تو آپ نے عمامہ اُتارا کہ محلوق ہوں اس حرکت میں وہ پارۂ کہل
زمین پر گرپڑی اُس نے جان لیا کہ مولانا نے مجھکو دیکھ کر چھپالی تھی نہایت تکلیف میں ہیں غرض جب
وہ اصلاح بنانے سے فارغ ہوا اور باہر نکلا تو ایک امیر کے یہاں گیا چونکہ وہ خاص تراش بوڑہا مرد معتبر
تھا اور اُمرا سے ہر طرح کہتا سُنتا رہتا تھا اُس امیر سے کہا یہ دولت تمہاری کس کام آویگی ایسا بڑا
عالم دیندار فاقہ کرتا ہے پہر کہا آج میں مولانا علاء الدین اصولی کا خط بنانے گیا تھا کہل کھا رہے تھے
مجکو دیکھکر عمامہ میں چھپالی جب محلوق ہونے کو عمامہ اُتارا وہ نیچے گرپڑی وہ اُس راز کے افشا سے
شرمندہ ہوئے یہ سنکر اُس امیر نے چند من میدہ اور چند من گہی اور ہزار جتیل نقد مولانا کی خدمت میں
بہیجے اور اِن دنوں ہزار جتیل بہت ہوا کرتے تھے مگر مولانا نے وہ ہدیہ ہرگز قبول نہ کیا لوٹادیا پہر اُس
خاص تراش سے بلاکر کہا فلانے امیر نے کبھی مجھ کو کچھہ نہ بہیجا تھا آج تو نے جاکر اُس سے میرا حال کہا اور
راز افشا کیا جب اُس نے مجھے سامان بہجوایا اب تو جا اور پہر کبھی میرے پاس نہ آنا پہر اُس فریق نے
بہت لوگوں سے سفارش کرائی اور توبہ کی کہ مجھ سے خطا ہوئی نادانستہ پہر ایسی بات کسی سے نہ
کہوں گا تب معاف کرکے اُسکو اپنے پاس بلوایا پہر اور یہ حکایت فرمائی کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ
علیہ نے قدوری مولانا علاء الدین اُصولی سے تمام کی تو مولانا نے فرمایا مولانا نظام الدین اب دستار
فضیلت باندہو جناب شیخ پگڑی چار گز کی باندھتے تھے بڑی پگڑی میسر نہ تھی اپنی والدہ شریفہ سے
آکر کہا اُستاد نے حکم دستار بندی کا فرمایا ہے میں کہاں سے لاؤں والدہ شیخ نے کہا بابا خاطر جمع رکھو
میں اسکی تدبیر کردوں گی پہر روئی خرید کر ندف سے دہنکوائی اور آدھی آپ نے اور آدہی کنیزک کو
دی کہ جلد کات جاوے پہر ایک نورباف کو جو پڑوسی تھا اُسکو سوت دیکر کہا اسکی پگڑی جلدی بن دے
اُسنے سب کام چھوڑکر دو تین دن میں تیار کرکے آپ کی والدہ کو دی اُسے مانڈہی نہ کیا فقط دہلواکر
سپرد کی شیخ نے والدہ سے کہا کچھہ پیسے ہوں تو مناسب ہے کہ پگڑی کے ساتھ اُستاد کے روبرو لیجاؤں
والدہ شریفہ نے آپ کو چند فلوس دیئے شیخ وہ دستار و فلوس اُستاد کی خدمت میں لے گئے اُستاد
نے کچھہ آوے اپنے پاس سے بلاکر کھانا پکوایا پہر آپ سے فرمایا شیخ علی مولا کو بلاؤ اُن دنوں بدایوں میں

دو علی مولا تھے ایک علی مولا خواجہ دوسرے علی مولا بزرگ علی مولا خورد کو بلوایا بڑے صاحب دل اور صاحب
قبولیت تھے بعد کھانا کھلانے کے مولانا نے وہ پگڑی اٹھائی اور کھولکر اپنے دستِ مبارک میں لی خدمت
شیخ سے فرمایا قریب آکر پگڑی باندھو آپ نے دستار باندھ کر چند بار سر مبارک مولانا کے قدموں پر رکھا
علی مولا نے یہ محبت اور ادب دیکھ کر استاد سے ہندی میں کہا اے مولانا یہ بڑا ہو سے یعنے مرد بزرگ
ہوگا پھر دوبارہ اور کہا کہ بہت بڑا بزرگ ہوگا مولانا علاء الدین اُصولی نے اُن سے کہا کہاں سے جانا
کہ یہ بڑا بزرگ ہوگا وہ بولے مَیں اس میں دو باتیں دیکھتا ہوں اور ہندی میں کہا جو منڈا سا باندھے سو
پائین پنری یعنے جو دستار فراغت باندھتا ہے پھر وہ کسی کے پانوں پر نہیں گرتا دوسرے اُنکی پگڑی
چکیہ ریشمی سے سادہ ہے پھر ابتدائے حال علی مولا سے حکایت فرمائی کہ یہ علی مولا قوم اہیر تھے۔ جب
شیخ الاسلام شیخ جلال الدین تبریزی بدایوں میں تشریف لیگئے تو ایک گھر میں جو سر راہ تھا اُترے یہ
علی مولا سبوئے جغرات سر پر لئے اُدھر سے نکلے شیخ دروازے پر بیٹھے تھے جب علی مَولا نے شیخ کو دیکھا
سبوئے جغرات اُتار کر آگے رکھا اور شیخ کے قدموں پر گر پڑے شیخ نے وہ پیش کش اُن کی قبول کی اور
پیالہ و چمچہ منگوا کر اُس میں سے تھوڑا تھوڑا سب کو کھلایا اور خود بھی کھایا پھر اُن علی مولا سے کہا گھر جاؤ
اُنہوں نے کہا اب مَیں کہاں جاؤں مجکو کلمہ پڑھا ئیے کہ مسلمان ہوں شیخ نے کلمہ پڑھایا یہ مسلمان ہوئے
اور کہا میرے پاس نقدی بہت ہی حکم ہو تو گھر جا کر کچھ عورت کو دوں باقی آپ کے پاس لے آؤں۔
جس کام میں آپ چاہیں صرف کریں شیخ نے کہا اچھا جاؤ علی مولا گئے اور عورت سے کہا میں مسلمان ہوگیا
ہوں اور شیخ نے بعد مسلمان ہونے کے اُن کے واسطے کپڑے بنوائے تھے۔ غرض عورت سے کہا
کہ تو بھی مسلمان ہوتی ہے یا نہیں عورت نے بُرا بھلا کہہ کر کہا میں ہرگز مسلمان نہ ہوں گی۔ پھر علی مولا
نے مال مدفونہ نکال کر تھوڑا سا اُس میں کا عورت کو دیکر کہا تو آج سے بعد میری ماں بہن کے برابر ہے
اب مجکو تجھ سے کچھ سروکار نہیں یہ کہہ کر باقی مال شیخ کے پاس لے آئے شیخ نے فرمایا اپنے پاس رہنے
دے جس میں کہوں خرچ کرنا شیخ مجکو جتنا کہتے وہ دیا کرتے تھے اور عنایت شیخ کی کم و بیش بارہ چیتل ہوا
کرتے تھے یہاں تک کہ سب خرچ ہوگئے گیارہ یا نو چیتل رہے علی مَولا نے دل میں کہا کہ اگر

اب کسی کو شیخ بارہ چیتل حسب معمول دلوائیں گے تو میں کیا کروں گا اُسی حال میں ایک شخص آیا۔ شیخ نے کہا علی مولا جو کچھ باقی رہا ہے اسکو دیدے پھر اُن سے کسیکو نہ دلوایا اور جب شیخ بدایوں سے بطرف صوبہ بہار جانے لگے تو سب لوگ بدایوں کے رخصت کو نکلے شیخ چند قدم چلکر کھڑے ہوتے اور لوگوں کو رخصت کرتے اور عذر کرتے یہانتک کہ سب لوگ رخصت ہوئے علی مولا تنہا رہے شیخ نے انسے بھی فرمایا علی تم بھی جاؤ علی نے کہا کہاں جاؤں اپنا شیفتہ اور سرگرداں کرکے کہاں بھیجتے ہو اب تمہارا اسیر ہو کر کہاں جاؤں شیخ ایک میل چلکر پھر کھڑے ہوئے اور علی سے کہ پیچھے آتے تھے کہا لوٹ جاؤ وہ بولے کہاں جاؤں اسیر و شیفتہ تمہارا ہوں جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر یہ حکایت فرماتے تھے اور روتے جاتے تھے اور سب حاضرین محفل بھی روتے تھے پھر شیخ ایک میل چلکر لوٹے اور اُن سے کہا علی لوٹ جا۔ کہا کیسے جاؤں اور وہی اگلی باتیں کریں شیخ نے کہا اب لوٹ جاؤ کہ مخلوق بدایوں کی تیری پناہ میں چھوڑتا ہوں تب علی مولا گرداں و نالاں لوٹے پھر بیان فرمایا کہ یہ علی مولا کچھ نہ جانتے تھے۔ فقط پنجوقتی نماز پڑھ لیا کرتے تھے مگر جملہ مشائخ اور علماء وغیرہ اُن سے برکت حاصل کیا کرتے اور قدم چوما کرتے ایسے مقبول الٰہی تھے کہ جو دیکھتا جان لیتا تھا کہ یہ اولیاء کرام سے ہیں میں نے پوچھا آپنے ان کو بدایون میں دیکھا ہے فرمایا نہیں ٭

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

مجلس پنجاہ و ہفتم۔ بخیر و سعادت دولتِ قدم بوس حاصل ہوئی۔ میں نے عیادت میں خواجہ کے پائے مبارک زخمی ہونے میں جو یہ رباعی کہی تھی پیش کی ٭

رباعی

درد دل عاشقاں ازیں بیروں است	ہرچند دو الکند درد افزوں است
آن درد نہ پرسم کہ ز عشق است بدل	اے درد بگو پائے مبارک چون است

حضرت خواجہ نے فرمایا اب صحت کلی حاصل ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ زمین شام مین ایک پہاڑ ہے اُسکو کوہ لکام کہتے ہیں ایک درویش اُس پہاڑ میں رہا کرتے تھے دست و پا مجروح

اندام آماسیدہ کہیں لپٹی ہوئیں اور وہ ایسے ضعیف و نزار تھے کہ کہیں اُڑا نہ سکتے تھے نہ کروٹ لے
سکتے تھے ایک اور بزرگ وہاں پہونچے دیکھا ایک شخص چت پڑا ہے بدن سوجا کہیں لپٹی اعضار
زخمی اور ایسا کمزور ہے کہ نہ کروٹ لے سکتا ہے نہ مکھی اُڑا سکتا ہے اور ایک دم اُسکی زبان ذکر حق سے
خالی نہیں اللہ اللہ کہہ رہا ہے ان بزرگ نے نزدیک جاکر پوچھا اسے برادر کیا حال ہے کہا شکر ہے
اللہ تعالیٰ کا پہر کہا اس نعمت پر شکر کرتے ہو کہ تم میں کچھ صحت و عافیت پائی نہیں جاتی کہا نعمت
ایمان پر شکر کرتا ہوں کہ یہ وہ نعمت ہے کہ اگر ہر بن مو ہزار زبانیں ہوں تب بھی نعمت ایمان کا شکر ادا نہوگا پہر فرمایا بہشت بواسطے
ایمان کے ملیگی اور کچھ باتیں وصف بہشت میں نعمائیں کہ جو بادشاہ بہشتی ہونگے وہ قصر بہشت دیکھ کر اپنے محلہائے دنیا کو کشند جانینگے
پہر یہ حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت و
لا خطر علی قلب بشر جب ایسی نعمت بواسطے ایمان کے ملیگی تو شکر اس نعمت کا ادا کرنا چاہئے اسپر
میں نے دریافت کیا کہ شکر قبل وصول نعمت کیونکر ہو فرمایا یہ شکر توفیق اعمال صالحہ پر ہے اور عطار
ایمان اور وعدہ بہشت اور دیدار پر۔ پہر فرمایا اللہ تعالےٰ کو انہیں آنکھوں سے بدنگی دیکھینگے اس پر
یہ حدیث پڑہی رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ پہر فرمایا حق تعالےٰ صورت نہیں رکہتا
کہ وہ شکل وصورت سے منزہ اور پاک ہے پہر احسن صورۃ کے کیا معنے ہوئے پہر خود اُسکے دو جواب
بیان کئے اوّل یہ کہ احسن صورۃ سے مُراد صورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے یعنے دیکھا میں
نے اپنے پروردگار کو درحالیکہ میں احسن صورۃ یعنے اچھی صورت میں تھا جملہ احسن صورۃ حال ہے جیسا
کہ کہتے ہیں رایت اسد راکبا ای کنت راکبا یعنے اُس وقت میری صورت بہتر صورتوں کی تھی اس
واسطے کہ حالت معراج تھی اور ملاقات انبیا کی اور بشارت قرب اور نزول انوار کا اور مقام قرب
میں پہونچا تھا تو بلا شبہ ایک حسن وجمال صورت پاک رسول علیہ السلام میں پیدا ہوگیا تھا پہر
فرمایا اسکی مثال عالم ظاہر میں دیکھو کہ ایک شخص برسوں سے در دولت کسی بادشاہ کا ملازم ہے۔ اور
دربان شاہی کو وسیلہ کرتا ہے کہ بادشاہ تک پہونچے اس مدت میں ناگاہ اسے بادشاہ بلولنے
تو بیشک اُسکے چہرہ میں ایک نور وحسن پیدا ہوجائیگا اور وہ حسن بڑہے گا اور جب وہ شخص سامنے

نوازش اور مراحم شاہانہ کی لوٹیگا تو خوش و خورم تر پہلے حال سے ہوگا آنحضرت ہمارے اُلٹے تھے جب
معراج ہوئی اور انبیاء علیہ السلام سے ملے اور قرب آلہی حاصل ہوا تو انوار آلہی شامل حال آپ کے
ہوئے لہذا صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں احسن سابق سے ہوئی اور توجیہ دوسری
اس حدیث کی یہ ہے کہ آپ نے رایت ربی فرمایا مراد ربی سے سیدی ہے یعنے رایت سیدی جبرئیل
فی احسن صورت روا ہے کہ انکو رب اور سید کہیں اور شاہد اسکا قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا ہے کہ کہا اُنھوں نے رایت ربی فی سکک المدینۃ یمشی وعلیہ حلۃ حمراء وفی رجلیہ
نعلان صفریان قالوا لہ کفرت بعد الایمان فتبسم وقال رایت ربی ای سیدی الحسن رضی
اللہ عنہ چونکہ سخن صورت میں تھا لہذا بندہ نے سوال کیا کہ فرمایا ہے جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورتہ یہ ضمیر ہا کی کسطرف راجع ہے کہا طرف آدم کے
اِس واسطے کہ صورت آدم علیہ السلام کی جیسا کہ پیدا ہوئی تو قد و قامت اُسی صورت پر رہی یعنے
جتنا بڑا اُن کا پتلا بنایا تھا بعد ڈالنے روح کے بھی اُتنا ہی برابر رہا برخلاف صورت اور آدمیوں کے
کہ اول بچہ کمتر پھر جوان پھر پیر ہوتا ہے آخر معمر اور شیخ فانی اور ہر حال میں قد و قامت مختلف پایا جاتا ہے
ہاتھ پھر بعدہ ہوتا ہے پھر تین چار ہاتھ قوی و ضعیف موٹا دُبلا مگر آدم علیہ السلام ایک ہی صورت پر رہے
کہ اُنکی صورت میں کچھ تبدل اور تحول نہ ہوا جیسے بنے اُتنے ہی بعد حیات رہے مجھے اُسوقت ایک اور
حدیث یاد ہوئی لہذا میں نے اُسے بھی عرض کی کہ عین القضات ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حدیث
نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رایت ربی علی صورت امرد لہ جعد قطط جناب
خواجہ نے فرمایا یہ حدیث اول تو کتب مشہورہ میں نہیں اور اگر حدیث ہے تو حل اسکا متشابہات سے
کیا جائیگا اور متشابہات پر ایمان لانا چاہئے اور بحث و تاویل اُسمیں نہ کرے پھر جناب خواجہ رحمتہ اللہ علیہ
نے قصہ ہابیل و قابیل کا فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہ تھا کہ آپ کے وقت میں
ہر حمل میں دو مولود جڑواں پیدا ہوا کرتے تھے لڑکا اور لڑکی آپکی دختر فرداے گذشتہ کی پیدا ہوئے پسر
سے منسوب کرتے جب قابیل پیدا ہوئے تو جو دختر ان کے ساتھ ہوئے وہ بڑی حسین و شکیل تھی

اور جو دختر ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی خوبصورت نہ تھی قابیل نے کہا میں اپنی ساتھ والی دختر کا مستحق ہوں
کہ ایک حمل سے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم شریعت یوں ہے کہ نسبت باختلاف حمل ہو آج
کی دختر کل کے پسر کو دیجاوے اِسپر قابیل غصہ ہوا اور ہابیل کو کہ ایک پہاڑ تلے سو رہا تھا پتھر سر پر مار کر قتل
کیا بمجرد مرنے ہابیل کے تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا اُسوقت حضرت آدم زیارتِ حرم شریف کو گئے تھے
یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ عالم تاریک کیوں ہو گیا جبرئیل نے کہا اسوقت قابیل نے ہابیل کو
بظلم قتل کیا حضرت آدم سنکر روئے اور غمگین ہو گئے چنانکہ تاحیات اِسکے بعد تبسم نہ فرمایا پس پہلا خون
کہ ظلم سے زمین پر گرا ہابیل کے ظلم سے تھا اور پہلے وقوع اس قتل سے ہر نبات و شجر بالطعام و با میوہ تھی
کہ ہر درخت تنہ سے شاخ و برگ تک میوہ بھرا ہوا کرتا تھا اور جو گھانس اُگتی وہ کھائی جاتی وہ برکت دُنیا سے
اُٹھ گئی بعضے درخت خاردار ہو گئے اور بعضے بے میوہ اور نباتات خس و کاہ ہو گئیں جو لائق کھانے کے
نہ رہیں اور وحوش و طیور آدمیوں سے بھاگنے لگے ورنہ سابق باہم مالوف تھے فرماتا ہے اللہ تعالےٰ فقتلہ
فاصبح من النادمین اور چونکہ وہ نادم نہوا اللہ تعالیٰ اُسکو عذاب کرتا ہے گرمی میں بطرفِ شرق رکھتا ہے کہ
گرمی کا عذاب چکھے اور سرما میں بطرف مغرب کہ تکلیف سرما دریافت کرے پس فاصبح من النادمین
فرمانا اللہ تعالیٰ کا کیونکر درست ہوا اس واسطے کہ ندامت تو یہ ہے کہ ارشاد نبوی ہے الندم التوبتہ
اور قابیل تائب نہیں ہوا پھر خود جناب خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اِسکا جواب فرمایا کہ ارشاد الٰہی حق تعالیٰ
میں جو اصبح من النادمین ہے اِس سے مراد ندامت قتل برادر پر نہیں بلکہ ندامت اسپر تھی کہ اب اس نعش
کو کیسے چھپاؤں کہ دفن سے کوئی واقف نہ تھا نہ سوئی تاگا تھا کہ پارچہ سیا جاوے بے سلا کپڑا لپٹا ہوا تھا
جب ہوا چلتی تو کپڑا اُڑ جاتا۔ لاش ہابیل کھلجاتی اسیطرح ایک مدت سرگرداں رہا سو اللہ تعالےٰ نے
اس پشیمانی اور ندامت کو فرمایا ہے فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ
اللہ تعالےٰ نے ایک کوا بھیجا کہ اُس نے دوسرے کوّے کو اُسکے روبرو قتل کیا اور نیچے سے زمین
کرید کر گڑھا کیا اور اُس میں اُسے رکھ کر اوپر سے خاک ڈالدی کہ وہ چھپ گیا۔ یہ دیکھ کر قابیل
پشیمان ہوا کہ کاش میں پہلے سے یوں ہی کرتا۔ پس زمین کھود کر ہابیل کو دفن کیا۔

تب سے رسم گور وکفن کی بنا پڑی پھر مناسب ان فوائد کے اور ایک حکایت فرمائی کہ عبداللہ طاہر نام ایک بادشاہ تھا اور اُسکے وزیر کا نام حسن ابوالفضل تھا اور یہ بڑا عالم تھا ایک بادشاہ نے اِس وزیر سے کہا ان تینوں آیتوں کے معنے مجھسے بیان کر ایک فاصبح من النادمین - دوسری وان لیس للانسان الاماسعی تیسری کل یوم ھو فی شان ہے کہ اِن تینوں آیتوں میں حدیث سے تناقض پہلے آیت کی یہ حدیث مناقض ہے کہ الندم التوبۃ اور قابیل کا تائب ہونا ثابت نہیں پھر اصبح من النادمین کیسے درست ہوا اور دوسری آیۃ شریف کی مناقض یہ آیت شریف ہے کہ من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسنًا فیضاعفہ اور تیسری آیت سے یہ حدیث مناقض ہے کہ جف القلم بما ھو کائن کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کل یوم ھو فی شانٍ اور حدیث خبر دیتی ہے کہ جف القلم بما ھو کائن تو ابوالفضل حسن نے جواب دیا کہ پہلی آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاصبح من النادمین سو اگلی اُمتوں کی ندامت توبہ نہ تھی جیسی اس آیۃ سے مفہوم ہوتاہے توبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم پس واسطے اظہار فضیلت واکرام امت محمدیہ کے انکی ندامت توبہ مقرر کی گئی کہ الندم التوبۃ والتائب من الذنب کمن لاذنب لہ اور دوسری آیت وان لیس للانسان الاماسعی ہے تو یہ حکم بمقتضائے عدل کا ہے لیکن ایک نیکی کا دہ گنا ثواب ہونا موافق من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا تو یہ بنا بر فضل وعنایت پروردگار کا ہے مگر یہ توجیہ موافق مذہب معتزلہ کے ہے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک کہ جزائے ثواب اور زیادتی اُس میں دونوں فضل و کرم سے اللہ تعالےٰ کے ہیں اور تیسری آیت کل یوم ھو فی شانٍ ہے اس میں اظہار ہے اُس تقدیر کا جو پہلے مجمل تحریر کردی ہے یعنے بموجب جف القلم بما ھو کائن کی جو قلم تقدیر نے روز ازل میں لکھدی ہے اُن احکام کو حق تعالیٰ بطریق تفصیل ہر روز جاری فرماتا ہے یہ حال ہے کل یوم ھو فی شان کا چنانچہ یہ سنکر جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوال کیا کہ ہر روز اُسکی شان کیا ہے آپ نے فرمایا ان یغفر ذنبا ویفرج کربا ویرفع قوما ویضع آخرین یعنے ہر روز اُسکی یہ شان ہے کہ گنہگاروں کی مغفرت فرماتا ہے غمگینوں کو خوش کرتا ہے اور بعضوں کو عزت دیتا ہے بعضوں کو ذلت پھر مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر

کو بلا کر کہا معنے اِس آیت کل یوم ھو فی شان کے بیان کر و وزیر نے مہلت مانگ کر فکر کی اور گھر
میں جا کر مغموم و متفکر بیٹھ رہا اُسکا ایک غلام ہوشیار تھا یہ حال دیکھ کر آقا سے بولا آج آپ کو کیا فکر ہے وزیر
نے کہا بادشاہ نے مجھ سے معنے کل یوم ہو فی شان کے پوچھے ہیں جسقدر غور کرتا ہوں معنے صحیح دلمیں
نہیں آتے کل حاضر کیا جوابدوں گا غلام نے کہا مجکو اپنے ہمراہ روبرو بادشاہ کے لے چلو میں جواب دیدونگا
دوسرے دن وزیر غلام کو لیگیا اور بادشاہ سے عرض کی کہ جواب اس سوال کا اس سے دریافت
فرماویں بادشاہ نے فرمایا بیان کر غلام نے کہا ایھا الملک شان اللہ تعالی انه یولج اللیل فی النهار
ویولج النهار فی اللیل ویخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویمرض سلیما ویفج سقیما ویبتلی
معافا ویعافی مبتلا ویفقر غنیا ویغنی فقیرا ویرفع قوما ویضع قوما آخرین بادشاہ خوش ہوا اُسکی
تحسین کی پھر وزیر سے کہا اپنا جامہ وزارت اُتار کر اِس غلام کو پہنا وزیر نے اُتار کر اُسکو پہنایا غلام نے
کہا ہذا من شان اللہ تعالے کہ رفعت دیتا ہے کسیکو اور پست کرتا ہے کسیکو پھر فرمایا جناب خواجہ رحمۃ
اللہ علیہ تعالے نے عمل اگرچہ کم ہو فقط پنجوقتی نماز پڑہے اور کچھ نہ کرے مگر صدق دل اور نیت خالص سے
تو کفایت کرتا ہے حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قلیل العمل مع کثیر الیقین کثیر وکثیر
العمل مع قلیل الیقین قلیل پھر فرمایا اگر نماز نفل واوراد و شغولی نہو نہ سہی مگر حضور ضرور ہے - پھر
باب صدق میں فرمایا کہ ارشاد حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور بزرگ کا ہے کہ اعلم ان للہ تعالے
سیفا فی الارض ما وضع علی شیٔ الا قطعہ وھو الصدق ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

مجلس پنجاہ و ہشتم

بخیر و سعادت نعمت ملاقات حاصل ہوئی آپکے روبرو دسترخوان
بچھایا گیا تھا اور جناب خواجہ بموجب اشفاق و عنایت کے فرماتے تھے یارو خوب کہاؤ کہانا عمدہ پلاؤ
کا تھا آپ دستِ مبارک سے ڈالتے جاتے تھے اور اِس خادم پر بھی تاکید فرماتے تھے میں گرسنہ آیا تھا اس
نیت سے کہایا کہ مخدوم بھوکے کو کھلاتے ہیں اور جب جناب خواجہ کی یہ کوشش دیکھی تو میں نے آپکے
روبرو یہ حدیث پڑھی کہ من اکل مع مغفور غفر لہ سو یہ سعادت اسوقت یہاں موجود ہے پھر قصہ

دہلوائے اور پان عنایت فرمائے پھر ہم سب منتظر فوائد کے ہوئے کہ کیا فرماتے ہیں جناب خواجہ نے فرمایا مجلس طعام تھی مناسب مجلس کہنا چاہئیے اور یہ آیتہ پڑھی کلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا پس طعام حلال طیب وہ ہے کہ تو کہانا کہاوے اور یہ جانے کہ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور خدا کے واسطے کھاوے اور نیت کرے کہ جو قوت اس سے پیدا ہو گی طاعت و عبادت میں صرف ہو گی تو وہ شخص عین عبادت و نماز میں ہو گا پھر فرمایا ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خدمت فیضدرجت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کہانا کہاتے ہیں مگر پیٹ ہمارا نہیں بھرتا حضرت نے فرمایا شاید تم تنہا کہاتے ہو۔ عرض کی ہاں ہر شخص الگ الگ کہاتا ہے آپ نے فرمایا اب اکٹھا ہو کر کھایا کرو اور اوّل بسم اللہ کہا کرو اللہ تعالیٰ برکت دیگا پھر بروایت عبداللہ بن مسعود یہ حدیث بیان کی کہ قال شیطان الکافر شیطان المومن مالک مھزول قال لانی لا اطعم من طعام ولا اشرب من شرابہ لانہ یقول بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فقال شیطان الکافر لی کل فی کل ذالک نصیب لانہ لا یذکر ذلک ٭

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

مجلس پنجاہ و نہم

بالخیر والسعادت شرف مجالست حاصل ہوئی۔ جناب خواجہ حکایت بیان فرما رہے تھے اور مولانا شمس الدین یحیٰی اور کمال الدین خواہرزادہ اور چند درویش حاضر تھے اور یہ بیان تھا کہ بعضی عورتیں جو راہ حق میں داخل ہوتی ہیں بہتر اور مستعد زائد مردوں سے ہوتی ہیں اُسپر حکایت بی بی رابعہ بصری رح کی بیان فرمائی کہ ایک بار انکو تپ محرقہ عارض ہوئی تھی لوگوں نے اُن سے پوچھا یہ تپ کیسے ہوئی بولیں کنت فی الخلوۃ مشغولیۃ فعرضت علی الجنۃ فمال قلبی الیھا فعاتبنی اللہ تعالیٰ پھر جناب خواجہ نے فرمایا ایک کو میل دل اور توجہ خاطر پر عتاب کرتی ہیں کہ غیر کیطرف کیوں دیکھا اور ایک کو کہ طلب دنیا میں ہے دنیا کو آراستہ و مزین کر کے اُسکے روبرو لاتے ہیں کہ رغبت کرے اور اُسمیں مشغول رہے پھر ترک دنیا میں یہ حکایت فرمائی کہ بی بی رابعہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھیں کہ شہرۂ حسن انکا دور دور عالم میں پہنچا تھا بصرہ کے علماء و مشائخ نے متفق ہو کر کہا کہ یہ عورت راہ حق میں مردانہ کوشش کرتی ہے مبادا شیطان اسکی راہ مارے سب چلکر اسکو نصیحت کریں پھر جمع ہو کر رابعہ کے پاس آئے اور جب

اُنکے پاس مرد آیا کرتے تو وہ پردہ درمیان میں لٹکا لیتیں اور اُسکی آڑ سے باتیں کرتیں غرض جب وہ
بزرگان بصرہ آئے تو پردہ کے ایک طرف یہ اور ایک طرف وہ بیٹھے پھر لوگوں نے اس طرح اُن سے
بیان شروع کیا کہ کودک اگرچہ باادب ہو مگر اُستاد ضرور چاہیئے اور رعایا اگرچہ نیک ہو مگر بے والی چارہ
نہیں اور عورت اگرچہ عابدہ زاہدہ ہو مگر شوھر دار ہونا بہتر ہے جب یہ کہہ چکے تو رابعہ نے سمجھا کہ یہ میرے
مقدمہ میں نصیحت کرتے ہیں بولیں تم سب میں عالم اور دانا تر کون ہے اُسمیں حضرت خواجہ حسن بصریؒ
بھی تھے لوگوں نے انکی طرف اشارہ کیا کہ ہم سب میں یہ سرگروہ و عالم تر ہیں حضرت رابعہ نے کہا وہ تو ب
مجھسے پردہ کے پاس بیٹھیں جب وہ پاس آکر بیٹھے تو اُن سے پوچھا عقل چند اجزا پر پیدا ہوئی ہے خواجہ
نے کہا دس اجزا پر پھر پوچھا وہ اجزا مرد و زن پر کس طرح تقسیم ہوئے کہا نو جزو مردوں کو ملے اور ایک جزو
عورتوں کو پھر پوچھا شہوت چند جزو پر ہے کہا وہ بھی دس جزو ہے کہا کسطرح تقسیم ہوئی بولے برعکس عقل
کے کہ نو جزو شہوت عورتوں کو دیئے ایک جزو مردوں کو رابعہ رح بولیں سبحان اللہ ایک جزو عقل میری نو جزو
شہوت پر غالب آئی ہے اور نو جزو عقل تمہاری ایک جزو شہوت پر غالب نہیں ہوسکتی۔ سن بعد مولانا
کمال الدین مولانا شمس الدین رجزی کو اشارہ کہا برادر میرے کہ یہ قلندر شاعر ہے اُس نے غزل مستزاد
مولانا جامؔ پر غزل کہی ہے جناب خواجہ نے مطلع اور حسن مطلع اُس غزل مولانا کا خود پڑھا پھر مجھسے فرمایا
تم اپنا مطلع پڑھو اُن کا مطلع یہ تھا ۔ **مطلع**

آن کیست کہ تقریر کند حال گدا را در حضرت شاہی

از غلغل بلبل چہ خبر باد صبا را ۔ بر نالہ و آہے ۔ میں نے اپنے چند شعر پڑھے

اشعار

آن کیست کہ بگذشت بریں سوئے سوارا کج کردہ کلاہے
غربال ہدف ساخت ز فرگان دل ما را ناکردہ نگاہے
تا جملہ ولایات سفیدی و سیاہی در دائرہ آرد
بر روم نگر حضرت سلطان خطا را از شام سپاہی

باکونگہہ حسن بدون راندہ وشہرے شوریدہ بدنبال

دانی طرب انگیز بود ما وشما را نظارہ شاہی

آخر سروپائی کن ویادی بکن از من یعنی چہ شدش حال

ما خورد نکوئی و وہ آن بے سروپا را یامرد بجائی ٭

جب ایک میں شعر پڑھتا تو فرماتے دوسرا پڑہو عجب وقت ذوق تھا چار شعر یاد آئے اور باقی یاد نہ آئے

اور یہ غزل میں نے دولت آباد میں کہی تھی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

مجلس ششتم بخیر وسعادت دولت پابوس ہاتھہ آئی ایک جوان عربی آیا ہوا تھا

اور عمدہ شانہ نذر کو لایا جناب خواجہ نے دست مبارک سے شانہ دان اٹھا کر پرانی کنگھی نکالی اور نئی

اسمیں رکھی پہر ہم لوگوں سے پوچھا کہ جب کنگھی بلدوانی میں رکھی تو پہلے کسطرف سے رکھی پہر خود فرمایا

دندانوں کیطرف سے پہلے رکہنا چاہئے کہ وہ باعث تفریق بالوں کا ہے پس جو باعث تفریق ہو آسے

دور ڈالنا مناسب ہے اور اُسپر یہ حکایت فرمائی کہ میں نے اپنے جناب خواجہ شیخ الاسلام نظام الحق والدین

قدس سرہ العزیز سے سُنا ہے اور اُس روز قاضی محی الدین کاشانی خدمت میں حاضر تھے کہ تہوڑی

دیر میں چند یاران طریقت آئے اور عرض کی ہم آج دعوت میں طوسیوں کے تھے وہاں پسران

عماد بھی حاضر تھے اور آپ کی جناب میں کلمات نالائم کہتے تھے ہم وہاں سے اُٹھ آئے اسپر جناب

شیخ نے فرمایا ایکبار کوئی درویش بخدمت شیخ الاسلام جناب فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز میں آیا

آپ نے اُسکو کچھ دلوا کر رخصت کیا وہ کہڑا ہوا اور بولا شیخ یہ شانہ خاص جو مصلے پر رکھا ہے مجکو دو

آپ سنکر چپ ہو رہے پہر دوبارا مانگا اور آپ چپ رہے پہر سہ بارا مانگا مگر کچھ جواب نہ دیا آخر پکار کر کہا

شانہ مجکو دو تمہارے واسطے برکت ہوگی شیخ نے فرمایا وہ برکت تیری پانی میں ڈالی غرض وہ رخصت

ہو کر چلا باہر قصبہ کے قریب کچھ آب رواں تھا پایاب یہ اُسمیں نہانے لگا قضارا ڈوب کر بہ گیا شیخ یہ باتیں

کہہ رہے تھے اور قاضی محی الدین وغیرہ یار باتوں میں مشغول تھے کہ اُسیوقت کیلوکہری کی جانب سے

شور ہوا کہ پسران عماد فردوسی ڈوب گئے اور سبب یہ ہوا کہ خانقاہ طوسیوں سے بعد دعوت باہر نکلے

اور کشتی پر بیٹھ کر کیلو کھری پہونچے۔ خانقاہ شیخ کے قریب ہو کر وہاں لنگر مولانا عماد فردوسی کا تھا وہاں
کشتی سے اتر کر کپڑے اتارے کہ بدن دھو ویں تہبند باندھ کر پانی میں گھسے ایک بھائی بہنے لگا دوسرے
بھائی سے کہا میرا ہاتھ پکڑ اُسنے ہاتھ پکڑا مگر نکال نہ سکا اس عرصہ میں پانی کا ریلا زور سے آیا دونوں ڈوب
گئے جسوقت یہ خبر غیاث پور میں حضرت شیخ کے پاس آئی اس سے کچھ دیر پہلے قاضی محی الدین وغیرہ
احباب وہ نالہ پایاب اتر کر آئے تھے کہ متصل اسکے بعد خبر آئی کہ پسران فردوسی جو دعوت میں بندگانِ
شیخ کو نامرد کہتے ہیں دونوں پانی میں ڈوب گئے اور اسیوقت شیخ نے یہ قصہ کہا تھا میں نے نہایت تحیر
ہوکر کہا عجب کرامت درکرامت ہوئی ہے ہمارے شیخ اور شیخ کے شیخ کی بعدہ آپنے مناسب مجلس یہ حکایت
کہی کہ سیدی کے ایک مولوی کا روزینہ دیوانخانہ شاہی سے مقرر ہو لیا تھا اتفاقاً اُنکے یہاں آگ لگی
سامان معہ فرمان جل گیا وہ دوبارہ شہر میں فرمان لکھوانے آئے اور انہوں دوبارہ لکھوانا مشکل ہوتا
تھا غرض محنت وخواری سے انکو جدید فرمان لکھ دیا گیا انھوں نے رومال میں باندھ کر آستین میں رکھ
لیا کھری سے نکلکر جب کچھ دور گئے تو دیکھا آستین میں نہ رومال ہے نہ فرمان خدا جانے کہاں گرا یہ
حیران ہوکر لوٹے اور فریاد کرتے پھرے کہ ایسا رومال معہ فرمان کسی نے لیا ہو تو کہدے ہر کوچہ و
محلہ اور دوکانوں پر باورچیوں اور قصابوں کے پکارتے پھرے کسی نے نہ کہا میں نے پایا ہے
یہ تھک کر رہ گئے دوسرے دن روتے ہوئے خدمت سلطان الاولیاء میں حاضر ہو کر عرض کی کہ
جناب ایکبار گدائی کرکے فرمان لکھوالیا تھا وہ گھر میں آگ لگنے سے جل گیا دوبارہ آیا گدائی کی پھر
فرمان جدید لکھوایا آستین میں رکھا تھا نہ معلوم کہاں گرا یہ سنکر جناب شیخ نے کچھ دیر مراقبہ فرماکر کہا
مولانا شیرینی نذر مانو کہ اگر فرمان تمہارا ملجاوے تو حضرت مولانا فریدالحق والدین کی روح مبارک کو
اسکا ثواب پہنچا مولانا نے شیرینی مانی اس عرصہ میں حضرت شیخ اور آنے والوں سے مشغول ہوئے
مولانا بیٹھے رہے پھر شیخ نے ان سے مخاطب ہوکر کہا کہ مولانا کیا خوب ہو کہ اگر ابھی پہلے فرمان
ملنے سے فاتحہ واسطے روح مبارک شیخ الاسلام دلادو مولانا یہ سنکر اُٹھے اور ایک ششکانی
جو اُنکے پاس تھی لیکر دروازۂ خانقاہ پر پہونچے وہاں شیخ کے وقت سے دروازہ خانقاہ کا کی

وحلوائی وگل فروش بیٹھا کرتے تھے مولانا نے وہ شستش کانی حلوائی کو دی اس نے حلوا تول کر خوان سے کاغذ نکالا۔ کہ اسمیں رکھہ کر انکو حلوا دے مولانا نے دیکھا کہ یہ وہی فرمان ہے گما ہولہے۔ حلوائی نے چاہا کہ پارہ کرے مولانا چلائے کہ پارہ ست کرنا میں یہی کاغذ ڈھونڈہتا تھا غرض وہ کاغذ دھلوا لیکر خوش وخنداں خدمت شیخ میں آئے اور قدم چومکر قصہ حصول فرمان کا بیان کیا +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس شصت ویکم

مجلس شصت ویکم۔ بخیر وسعادت شرف مجالست حاصل ہوئی۔ گفتگو اسمیں تھی کہ قبولیت اعمال موقوف جذبہ پر ہے یعنے کوئی عمل جبتک جذبہ آلہی نہ آوے قبول نہیں جب جذبہ حاصل ہوا تو بعد اسکے جو عمل کرے قبول ہے اور جذبہ کا کوئی وقت مقرر نہیں طفلی میں ہو یا جوانی میں یا شیخی میں کہ جذبہ کے بھی مراتب ہیں ایک جذبہ عوام ہے اور وہ توفیق پانا ہے اعمال صالحہ کی اور ایک جذبہ خواص کا اور وہ عبارت توجہ قلب سے ہے طرف حق کے اور انقطاع ماسوے اللہ تعالے سے پہر فرمایا شیخ عثمان خیری کو جذبہ لڑکپن میں ہوا ہے اور قصہ اسکا گذر چکا۔ یہ دوسری حکایت فرمائی کہ شیخ عثمان خیری کا ایک مرید تھا جب وہ کہیں سفر کو جانے لگا تو کوئی معتبر نہ پایا کہ اپنی لونڈی اسکے پاس رکھہ جاوے ناچار اپنے مرشد سے کہا اسکو آپ اپنے حرم سرائے میں رکہیں کہ سفر سے لوٹ آؤں شیخ نے اجازت دی اسنے وہ لونڈی پیر کے گھر چھوڑ دی اور چلا گیا ایک دن شیخ گھر میں آئے اس کنیزک پر نظر پڑی اسکی طرف سے انکے دلمیں خطرہ واقعہ ہوا ہر چند دفع کیا دور نہوا لاچار اپنے مرشد شیخ ابو حفص حداد کے پاس آئے اور کہا ایک مرید میرے گھر میں اپنی چھوکری چھوڑ گیا ہے مجھے اسکو دیکھ کر خطرہ واقع ہوا اور ایسا جم گیا ہے کہ دفع نہیں ہوتا انکے مرشد نے مراقبہ فرماکر کہا تم شیخ حسین ہمدانی کے پاس جاؤ۔ یہ خطرہ ان سے دفع ہوگا ورنہ یہ جانیوالا نہیں شیخ عثمان نے سفر کیا اور ہمدان گئے وہاں جس شخص سے شیخ حسین کا گھر دریافت کیا اسنے انہیں برا کہا کہ اسے کیوں پوچھتے ہو وہ تو ایک فاجر فاسق آدمی ہے شرابخوار ہے یہ سنکر شیخ عثمان لوٹ آئے اور اپنے پیر سے آکر کہا آپ نے مجکو ایسے شخص کے پاس بہیجا کہ جس سے اسکا مکان پوچھا اسنے انکو برا ونا سزا کہا اور باتفاق انکو سب نے فاسق وشرابی بتایا۔

میں بے ملے لوٹ آیا پوچھا وہ خطرہ گیا یا نہیں - کہا نہیں بلکہ زیادہ ہو گیا فرمایا میں نے کہہ دیا ہے - کہ
جبتک وہاں نجاؤ گے یہ خطرہ دفع نہوگا پھر دوبارہ سفر کیا اور ہمدان میں پہونچکر حسین یوسف کا گھر پوچھا
اسپر سب لوگ برا کہنے لگے میں نے کہا کہ ضرور ملونگا دیکھوں کیسے ہیں مجکو اُن سے کچھ کام ہے لوگوں
نے اُنکے گھر کا پتہ بتایا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا ایک پیر مرد بیٹھا ہے اور پاس ایک مٹکا اُسپر صراحی
رکھی ہوئی ہے اور ایک امرد حسین نہایت خوبصورت اُنکی گود میں بیٹھا ہے شیخ عثمان خیری یہ دیکھہ کر
بے ذوق ہوئے دلمیں کہا لوگ سچ کہتے تھے یہ کیا خراب حال ہے میرے شیخ نے کس کے پاس بھیجا
یہ سوچکر لوٹنا چاہا پھر سوچا ملنا چاہئیے اُنکے پاس بیٹھ گئے اُنھوں نے سلوک کی وہ باتیں کیں کہ شیخ
عثمان اور وہ لڑکا دونوں رونے لگے کہ خون آنکھوں سے بہنے لگا پھر شیخ عثمان اُٹھے اور کہا اے
شیخ للہ بتاؤ یہ کیا حال اختیار کیا ہے کہ سب لوگ آپکی غیبت کرتے ہیں اور آپنے سلوک کا ایسا بیان کیا کہ میں
حیران ہو گیا اور اشک خونی بہائے یہ کیا وضع پسندکی ہے شیخ حسین ہمدانی نے جوابدیا کہ یہ وضع اسواسطے
اختیار کی ہے کہ جب تجھ سا شخص میرا حال ظاہری دیکھے تو مجھ پر اعتماد نہ کرے اور بزرگ جانکر اپنی لونڈی
امانت نہ رکھے تا تیری طرح مجھے بھی اپنے شہر وطن سے سفر کرنا پڑے پھر کہا یہ سبوئے آب ہے اور یہ
صراحی گھوڑی پر پڑی تھی کسی نے شراب پیکر پھینکدی تھی میرے پاس کوئی کوزہ آب نہ تھا میں اوٹھا
لایا اور خوب دھوکر پاک کرلی ہے اسمیں پانی پیا کرتا ہوں اور یہ لڑکا خوبصورت میرا فرزند ہے مجھسے
قرآن شریف پڑھتا ہے پھر فرمایا حضرت خواجہ نے کہ شیخ ابوحفص حداد کو جوانی میں جذبہ حاصل ہوا اور
اُنکا قصہ فرمانے کو تھے کہ اسمیں ایک سپاہی آیا اُس سے متوجہ ہوکر اُسکا حال دریافت فرمانے لگے
وہ نوکر ہونا چاہتا تھا خواجہ نے فرمایا اندنوں لوگوں کو نوکر رکھتے ہیں پھر کہا نوکری کچھہ مضائقہ نہیں اپنی
مشغولی کا لحاظ رہے کہ ترک نہو اُسپر میں نے عرض کی کہ خلق آپکی پناہ میں ہے مناسب ان باتوں کے
یہ حکایت فرمائی کہ ایکبار کسی شہر کو مغلوں نے لوٹا اور اُسمیں عمل کرکے لڑکوں اور بوڑھوں کو پکڑتے
تھے اور عورتوں اور جوانوں کے بیڑی اور طوق ڈلتے اور شہر باہر لیجاتے اور اُس شہر میں ایک پیر صاحب
ولایت وہاں کے تھے شہر سے باہر آئے اور ایک ٹیلہ پر چڑھ کے اپنا عصا زیر زنخ تکیہ کرکے کھڑے

دیکھنے لگے ایک مسافر جو اُس بزرگ کے پاس آیا تھا وہ بھی اُنکے ہمراہ باہر آیا اُنکے پاس کھڑا ہوا اور دونوں
بطرف شہر دیکھنے لگے کہ عورتوں اور جوانوں کو پکڑ کر بحالت قید باہر لیجاتے ہیں اور زخمی اور کشتوں کے
خون سے ایک نہر رواں تھی تو اُس مسافر نے اُن بزرگ سے کہا اے شیخ یہ معاملہ الٰہی کا کس دفتر میں
دیکھنا چاہئیے شیخ نے کہا دفتر لاابالی میں پھر جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالےٰ بالخیر نے فرمایا یہ اُنکا کہنا اشارہ
ہے طرف اس حدیث قدسی کے کہ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ ھولاء فی الجنۃ ولا ابالی وھولاء فی النار
ولا ابالی پھر فرمایا شرح تعرف میں لکھا ہے کہ یہ کلام کہ ھولاء فی النار ولا ابالی تو درست ہے مگر دوسرا
جملہ کہ ھولاء فی الجنۃ ولا ابالی کیونکر صحیح و درست ہو پھر جواباً فرمایا کہ توجیہ اس کلام کی یوں ہے کہ ھو
لاء فی الجنۃ ولا ابالی بجفاھم وھولاء فی النار ولا ابالی بوفاھم یعنے پہلوں کی جفا سے پرواہ نہیں رکھتا
اور دوسروں کی وفا کی پرواہ نہیں رکھتا ایک عالم نے کہ حاضر مجلس تھا سوال کیا کہ ضمیر ہم کی کس طرف
پھرتی ہے فرمایا ہولاء کیطرف پھر فرمایا اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فریق فی الجنۃ وفریق
فی السعیر پھر حدیث شریف کے معنے بیان کئے کہ مشارق میں ہے فرمایا جناب رسول علیہ التحیۃ
والسلام نے کہ ایک بندہ تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ اُسمیں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق
رہتا ہے کہ اُس سے کوئی ایسا عمل بد وجود میں آتا ہے کہ اہل دوزخ سے ہوجاتا ہے اور دوسرا بندہ کام
دوزخیوں کی کرتا ہے یہاں تک کہ اُسمیں اور دوزخمیں مسافت ایک بالشت کی رہتی ہے پھر کوئی
ایسا عمل نیک اُس سے ہوجاتا ہے کہ وہ جنتی بنجاتا ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ حضرت خواجہ
فضیل بن عیاض قدس سرہ العزیز ابتدا حال میں قطاع الطریق کی جماعت سے تھے برسوں راہ مارتے
رہے اطراف شہر میں دھاڑے ڈالتے بعد اُسکے تائب ہوئے اور سبب توبہ یہ ہوا کہ ایک رات
اپنے گھر جاتے تھے کوچہ میں سُنا کوئی شخص کوٹھے پر یہ آیت شریف پڑھتا ہے الم یان للذین اٰمنوا
ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ اُنھوں نے سنکر نیچے سے بلے کہا یعنے البتہ وہ وقت آگیا ہے اور وہیں سے اُنپر
ایک حال طاری ہوا اور اُنکا قاعدہ تھا کہ جو قافلہ لوٹتے اُنکے نام معہ تاریخ لکھ لیتے - اور اُنکے شہر و محلے دریافت
کر اور ایک فرد میں یہ سب لکھکر ساتھ رکھتے اور دوسرا قاعدہ یہ تھا جس قافلہ میں عورت یا لڑکا ہوتا اُسے

نہ لوٹتے اور کبھی جھوٹ نہ بولتے امانت میں خیانت نہ کیا کرتے اور راہزنوں میں بجائے افسر تھے
جب تائب ہوئے وہ فہرست نکالکر دیکھی جو سامان موجود تھا اُن کے مالکوں کو دیا اور معاف کرایا
اور جو صرف ہو گیا تھا اُسکا عذر کرکے بخشوایا اور یہ کہہ کر راضی کیا کہ میں فضیل ہوں وہ مال میرے پاس
خرچ ہو گیا ہے اب مَیں نے لوٹ مار سے توبہ کی ہے آیندہ ایسا کام نہ کروں گا تم اپنے حقوق پر خوشی سے
مجھکو بخشدو کہ توبہ میری قبول ہو سو بعضے اپنا مال طلب کرتے بعضے کہتے ہمنے بخشا یہاں تک کہ
ایک نصرانی تھا کسی قافلہ میں اُسکو لوٹ کر اُسکی کچھ اشرفیاں لیلی تہیں اُسکے پاس بھی آئے اور اُس
سے پوچھا مجھے جانتا ہے وہ بولا نہیں پہچانتا کہا میں فضیل ہوں اپنے کام سے شرمندہ اور تائب ہوا
ہوں اور ہمارے دین میں یہ بات ہے کہ توبہ جب قبول ہوتی ہے کہ مدعی راضی ہوں میں نے تیرا
چند تولہ سونا لیا تھا وہ خرچ ہو گیا ہے پیدا کرکے تجکو دونگا بجائے قرض مجھ پر ہے مگر اب راضی ہو کہ توبہ
قبول ہو یہ سنکر وہ نصرانی اپنے گھر میں گیا پھر جلدی نکل آیا اور کہا اے فضیل میں نے قسم کھائی ہے
کہ جبتک میرا سونا نہ دیگا میں راضی نہ ہونگا حضرت فضیل نے کہا مجھ سے قبالہ لکھوا لے کہ میں تیرا مال
دونگا مگر اب راضی ہو کہ میری توبہ قبول ہو بولا میں کیا کروں قسم کھا چکا ہوں اُسکے خلاف کر نہیں
سکتا فضیل حیران رہ گئے کہ اب کیا کروں پھر بولے ایک کے دو دو دونگا بالفعل رضامند ہو کہا جب
تک اپنا مال نہ لیلونگا ہرگز راضی نہ ہونگا غرض اسی گفتگو میں نصرانی نے کہا اور ایک حیلہ کرتا ہوں کہ سوگند
میری پوری ہو میرے پاس لو زر ہے وہ گھر سے لاکر تجکو بخشتا ہوں تو وہ اپنے ہاتھ میں لیکر پھر مجکو
دے کہ قسم پوری ہو جاوے اور میں حانث نہوں خواجہ نے کہا بہتر ہے وہ نصرانی آپ کو اپنے گھر میں
لیگیا اور بتایا اِس رکھی ہوئی همیانی میں زر نقد ہے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر مجھکو دے خواجہ نے وہ همیانی
اُٹھا کر اُسکے ہاتھ میں دی نصرانی نے اُسے کھولکر دیکھا کہا مجھکو جلدی کلمہ توحید پڑھاؤ کہ میں اسلام لاؤں
آپ نے اُسے کلمہ پڑھایا پھر پوچھا کیا بات دیکھکر تو ایسی جلدی مسلمان ہوا اور اتبک اسلام سے راضی
نہ تھا وہ بولا میں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ دلیل قبولیت توبہ تائب کی یہ ہے کہ خاک و سنگریزی اُسکے
ہاتھ میں زر ہو جاویں میں نے پہلے گھر میں آکر کچھ خاک و سنگریزے همیانی میں بھر کر تکیہ تلے رکھدیے

تھی اور سوچا تھا کہ اگر تم سچے ہو اور تمہاری توبہ قبول ہوئی ہے تو یہ خاک تمہارے ہاتھ میں سونا بنجاویگی
اگر تم سچے نہو تو تمکو پکڑ کر مار پیٹ کروں گا یہاں تک کہ میرا مال دو اور بے لئے نہ چھوڑوں۔ یہ کام تمہارے
امتحان صدق کو کیا تھا اب تمہارے ہاتھ میں جانے سے خاک زر ہوگئی معلوم ہوا کہ توبہ تمہاری مقبول
ہے لہذا تمہاری ہاتھ پر مسلمان ہوا یہ قصہ جب اُسکی زن و فرزند نے سُنا سب مسلمان ہوگئے اور جنے
اُسکے گھر اور قوم کے آدمی نے سُنا اسلام لایا پھر باب امانت میں اُنکی یہ دوسری حکایت کہی کہ
ایکبار کوئی قافلہ اُنکی حد میں جہاں لوٹا کرتے تھے گذرا قریب شب کے اِنکے خوف سے ہر شخص نے اپنا مال
نکالکر اُس جنگل میں جا بجا گاڑ دیا ایک جوان دور تر گیا کہ کہیں مال جنگل میں چھپا آئے دیکھا ایک درخت تلے
چھپر ہے اور اُسمیں ایک شخص مُصلا بچھائے مشغول وظیفہ ہے اُسنے دلمیں کہا یہ مرد پارسا معلوم ہوتا
ہے اِس سے کون بہتر ہوگا صلاح یہ ہے کہ مال اِسکے پاس امانت رکھ دوں غرض اُنکے پاس جاکر
کہا خواجہ یہ میری امانت رات بھر رکھ لو کہ مجھکو یہاں خوف راہ زنوں کا ہے اُنھوں نے کہا تم اپنے ہاتھ
سے اِس میرے بوریئے تلے رکھ دو اور بےخوف جاکر رات گذارو جوان وہ زر اُنکے بوریئے تلے رکھ گیا
اور پھر رات کو قطاع الطریق کہ جماعت خواجہ فضیل میں تھے آئے اور قافلہ لوٹا اور مال اسباب لے گئے
مگر نقد قافلہ جو جا بجا گڑا تھا اُنکے ہاتھ نہ آیا صبحکو جب قافلہ کے لوگ بھاگے ہوئے جمع ہوئے اور جا بجا
سے اپنا گڑا مال نکال لائے تو وہ جوان بھی اپنا مال لینے کو جنگل میں اُن بزرگ کے پاس گیا۔ وہاں
دیکھا کہ چند آدمی اور بیٹھے ہیں اور وہی مال لوٹا ہوا قافلہ کا باہم بانٹ رہے ہیں جوان نے افسوس کیا
کہ میں نے خود اپنا مال چوروں کے سپرد کر دیا ہے بڑی بے وقوفی کی اب یہ میری امانت کا ہیکو
دیگا یہ سوچکر ڈر سے لوٹنا چاہا خواجہ نے لوٹتے دیکھ کر پکارا کہ اے جوان کہاں جاتا ہے خوف مت
کر اور آکر اپنی امانت اُسی جگہ سے نکالکر لیجا جوان حیران ہوکر پاس گیا اور بوریئے تلے سے اپنی امانت
نکال لی خواجہ نے کہا خوب دیکھ لے میں نے امانت میں خیانت نہیں کی ہے میں جھوٹ نہیں بولتا
اگر تیری امانت بجنسہ نہو تو میں خائن اور دروغگو ہونگا پھر جناب خواجہ نے حال اُنکی بزرگی کا بیان فرمایا
کہ بعد اُسکے کعبہ شریف میں جاکر حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید کے ہاتھ پر مرید و تائب ہوئے اور ولایت

اور ولایت بکمال پایا کہ کسی نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملکر پوچھا آپ کی غذا کیا ہے حضرت خضر نے
فرمایا میں سال میں ایک بار خواجہ فضیل عیاضؒ سے ملتا ہوں اس ایکبار دیکھنے سے سال بھر مجکو یہ سیری
ہوجاتی ہے کہ دوسرے برس تک خواہش آب و طعام نہیں ہوتی +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مجلس شصت و دوم - سعادتِ خدمت حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر
ایک شخص نووارد کا حال دریافت فرمارہے تھے کہ کہاں سے آئے ہو کیا کام کرتے ہو اُس نے وطن
بتلایا اور کہا لڑکے پڑھاتا ہوں فرمایا تمہارے شہر میں ایک حافظ مولانا مخلص الدین نامی تھے نہایت بزرگ
و صاحب ولایت ایکدن شاگردوں کے ساتھ سیر کو گئے تھے راہ میں آکھ کے درخت پھلدار ملے اُنہوں نے
توڑکر ہاتھ میں لئے مولانا نے اُن کو دیکھ کر پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا ککڑی ہے وہ بولا آکھ کا پھل ہے
مولانا نے کہا نہیں ککڑی ہے میرے پاس لاؤ شاگردوں نے کہا جناب آکھ کے پھل ہیں ہم نے ابھی توڑی
آجکل ککڑی کا موسم نہیں ہے آپ کیسے فرماتے ہو کہ ککڑی ہے مولانا نے کہا مجکو دو یہ تو ککڑی ہے
اُنہوں نے مولانا کو دی اُنہوں نے چاقو نکالکر ٹکڑے کئے اور سب کو دئے اُنہوں نے جب کہایا تو وہ ککڑی
تھی اُسپر مَیں نے دریافت کیا کہ خواجہ عزیز کینیزکی اور مولانا مخلص الدین کیا دونوں ہمعصر تھے فرمایا یہ معلوم
نہیں مگر خواجہ عزیز کینیزکی رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے پھر فرمایا بداؤں بھی بہت بزرگ تھے پھر فرمایا
مَیں نے اپنے شیخ حضرت سلطان الاولیا کے زبانی سُنا ہے کہ بداؤں میں بھی بہت بزرگ تھے پھر فرمایا میں
نے اپنے شیخ سلطان الاولیا کے زبانی سُنا ہے کہ بداؤں میں دو بھائی تھے ایک کا نام شیخ شاہی موی تاب
تھا دوسرے کا ابوبکر موی تاب اُنکو مَیں نے بھی دیکھا ہے مگر شیخ شاہی موی تاب کو نہیں دیکھا اور شیخ
ابوبکر موی تاب کا سماع میں عجیب حال ہوا کرتا تھا کہ ہمارے جناب خواجہ بہت تعجب فرماتے پھر فرمایا ایکبار
اِن کو احباب واسطے تفریح کے شہر سے باہر کسی باغ میں لیگئے تھے اور وہاں کھیر پکائی جب اُسے نکالکر
کھانے بیٹھے تو شیخ نے اُس کھیر کو دیکھکر کہا اس کھانے میں کچھ تصرف بیجا ہوا ہے۔کسی نے خیانت کی
میں نہ کھاؤں گا سب یار حیران ہوئے باہم دریافت کیا کس سے خیانت ہوئی سب بولے ہم میں

کوئی خائن نہیں آخر دو یاروں سے جو کہیر لکا پی تھی آگر کہا پکاتے وقت کہیر میں جوش آیا وہ اُبلکر گرنے لگی
اور برتن نہ تھا جب زمین پر گرنے لگی تو ہمنے سوچا گرنا اسکا بہتر یا ہمارا کہا لینا بضرورت وہ گرتا ہوا اُبال
کا ہمنے کہا لیا یہ سُنکر شیخ نے کہا زمین پر گرجانا اسکا بہتر تہا اُسی کو تنہا بے یاروں کے کہایا تمہارا عذر قبول
نہیں اُنکو دہوپ میں کہڑا کیا موسم گرمی کا تہا خوب پسینہ انکا بہا تب کہا اب قصور معاف کیا اگر سایہ
میں بیٹہ جاؤ پہر ایسا نہ کرنا اُنہوں نے توبہ کی پہر شیخ نے فصاد کو بلوایا یاروں نے پوچہا کیا کروگے کہا
ان یاروں کا پسینہ دہوپ میں کہڑے ہونے سے مَیں نے دیکہا بہت بہا ہے اپنی فصد کہلوا کر اتنا خون زمین
پر بہاؤنگا پہر فرمایا جناب شیخ قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تہے کہ محبت اسقدر کہ یاروں کی رعایت سے اُنکے
پسینہ کیجگہ خون اپنا بہایا اور رعایت ادب وہ کہ انکا عذر نہ سُنا اِسکے بعد یہ حکایت فرمائی۔ کہ قاضی
کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب منفق قاضی بدایوں تہی منفق بہی وہیں تصنیف کی ہے
انکا کمال علم اُس کتاب سے معلوم ہوتا ہے پہر فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی اور ان قاضی کمال الدین
جعفری میں نہایت محبت تہی قاضی شیخ کے پاس آیا کرتے اور شیخ قاضی کے یہاں جاتے لیکدن شیخ
قاضی کے یہاں آئے خدمت گار در پر بیٹہے ہوئے تہے اُنسے پوچہا قاضی جی کیا کرتے ہیں وہ بولے نماز
پڑہتے ہیں شیخ نے یہ سُنکر کہا کیا قاضی نماز پڑہنا جانتا ہے قاضی یہ سُنکر حیران ہوئے کہ ایسی دوست
ہوکر لوگوں میں یہ کیا کہا پہر اور وقت جب یہ دونوں ملے تو قاضی نے شیخ سے کہا تم جو اُسدن آئے
تہے تو کیا یہ کہا تہا کہ کیا قاضی نماز پڑہنا جانتا ہے شیخ نے کہا ہاں مَیں نے کہا تہا قاضی نے پوچہا یہ
کس طرح کہا شیخ نے کہا اسے یار نماز علمار اَور ہے اور نماز فقرار اور قاضی نے پوچہا کیا فقرا اور کوئی
قرآن پڑہتے ہیں یا رکوع اور سجدہ اور طرح کرتے ہیں شیخ نے کہا خیر قرآن وہی ہے اور رکوع سجدہ
بہی وہی مگر قبلہ علمار کا ان تین جہت سے سوا نہیں اگر مُصلے دور ہے تو اُسپر توجہ جہتہ کعبہ کے فرض ہے
اصابتہ عین فرض نہیں اور جو قریب روبرو کعبہ کے ہے تو اُسکو اصابتہ عین فرض ہے کہ طرف کعبہ کے دیکہ کر
نماز پڑہے اور جہت مشتبہ ہے تحری مثلاً کوئی ایسی جگہ ہو کہ جہت قبلہ اُسپر مشتبہ ہو تو اُسکو تحری لازم ہے جسطرف اُسکی رائے نکلتی ہو وہی اُسکا
قبلہ ہے اگر بعد نماز جہت قبلہ اُسکو دوسری طرف معلوم ہووے تو اعادہ نماز اُسپر ضرور نہیں غرض قبلہ علما کی یہ تین صورتیں ہیں مگر فقرا جبتک کعبہ کو نہ دیکہیں

دیکھ لیتے تکبیر تحریمہ نہیں کہتے قاضی پر یہ بات گراں گذری کہ گویا شیخ نے اپنی کرامت بیان کی کہ میں
ایسا ہوں کہ کعبہ کو دیکھ کر نماز پڑھتا ہوں مگر چونکہ دونوں میں محبت و اخلاص بہت تھا لہٰذا مجلس میں
اور کچھ نہ کہا دونوں تبسم کر کے چپ ہو گئے مگر دوسری یا تیسری رات قاضی نے خواب میں دیکھا کہ
شیخ جلال الدین تبریزی عرش پر مصلا بچھائے نماز پڑھتے ہیں اتفاقاً صبحکو کہیں دعوت تھی جناب
شیخ اور قاضی بھی دونوں وہاں آئے اور ملکر ایک جا بیٹھے تو شیخ نے کہنا شروع کیا کہ نہایت قصد ہمت
علما کی یہ ہے کہ مفتی ہوں یا مدرس یا اس سے بھی بڑھے تو کہیں کے قاضی ہوتے اس سے بڑھ کر منصب
صدر جہانی کا ہے پھر اس سے زیادہ کچھ ہمت نہیں ہوتی مگر فقراء کے بہت مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے
کہ جو آجکی رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے قاضی یہ سنکر اٹھے اور سر محفل شیخ کے قدموں میں گر پڑے
اور معافی چاہی اس اثناء تقریر میں ایک درویش سوختہ آکر پایان محفل میں بیٹھ گیا تھا کہ نظر اس پر
نہ پڑتی تھی عاجزوں کیطرح بولا مجھکو منہاج العابدین میں ایک مشکل پیش آئی سو جا کس سے پوچھوں
لہٰذا آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خواجہ نے پوچھا کیا مشکل ہے کہا اسمیں لکھا ہے التصرف شرک
لانہ صیانۃ القلب عن رؤیۃ الغیر ولا غیر خواجہ نے فرمایا ایک تعقل ہے اور تعقل میں تکلف ہوا کرتا ہے
تصوف مرتبہ مبتدی کا ہے اور اس عبارت میں حال منتہے بیان ہے کہ ولا غیر نزدیک منتہے غیر موجود
نہیں اور یہ معنے حالت استغراق میں کہتے ہیں جیسے لیس فی جبتی سوی اللہ تعالیٰ میں ہے میں نے
پوچھا کیا مراد جبتے سے قلبی ہے فرمایا جبتی مراد ہے علم سے اور حق تعالیٰ کہ خدا کمنہ کو حادی ہے اسکو
کوئی مکان اور جہت نہیں پس منتہے کے نزدیک کہ اسکو غیر نظر نہیں رہی تصوف کہ عبارت ہے
صیانت قلب کا غیر سے شرک ہوا پھر یہ حدیث پڑھی کہ حسنات الابرار سیئات المقربین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

مجلس شصت و سوم ۔ سعادت قدمبوسی میسر ہوئی عید الضحیٰ کا دن تھا بہت خلق آئی
تھی دستر خوان بچھایا گیا سب نے کھانا کھایا اور حلوا کھایا دعا دیتے ہوئے رخصت ہوئے بگفتگو تے عنایت
آمیز میری طرف متوجہ ہوئے اور مناسب دعوت عام کے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار کوئی درویش

شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور آپ کے یہاں سامان امارت دیکھا کہ بارگاہ شاہی اور
طنابہائے ریشمی میخہائے زرین ہیں دلمیں کہا یہ کیسی درویشی و فقیری ہے کہ کسی بادشاہ کو یہ میسر نہیں حضرت
ابو سعید اُسکے اِس خطرے پر مطلع ہوئے اور اُس درویش سے متوجہ ہو کر فرمایا اے درویش ہمنے
ابھی میخ خیمہ کی دلمیں نہیں گاڑی ہے زمین میں گاڑی ہے پھر اُس سے فرمایا اے یار دنیا کی یہ خاصیت
ہے کہ مثل الدنیا کظلک اذا اقبلتہا استدبرت عنک واذا استدبرت اقبلت پھر کچھ دیر سوچکر
حکایت خاص فقر کی بیان فرمائی کہ آج اللہ تعالےٰ نے یہ جمعیت اور نعمتیں عنایت فرمائی ہیں سابق
مَیں نے ایک بار روزہ رکھا دو دن گذرے کچھ کھانا نہ ملا میرا ایک آشنا تھو نام تھا وہ دو روٹی
مع ترکاری دستر خوان میں لپیٹ کر لایا اور میرے آگے رکھی اُس حال میں اُسنے وہ مزا دیا کہ بیان
نہیں ہوسکتا اور خواجہ اُس مزے کو یاد کرکے سر ہلاتے تھے مَیں نے دلمیں کہا سبحان اللہ یہ فقر کیا
نعمت ہے کہ اسکا اوّل و آخر دونوں خوب ہیں پھر اور مشقتوں کا ذکر فرمایا کہ اکثر راتوں کو میرے گھر میں
چراغ روشن نہ ہوتا چند روز متواتر دنوں میں چولہہ نہ سلگتا - وہ کیا عمدہ دن اور یہ ذوق زمانہ تھا چنانچہ
الغرہ لفضلہ تعالیٰ سامان معاش دس بارہ آدمیوں کا کرسکتے تھے مگر میں نے بتدریج انکو یہ بات سکھائی
تھی کہ میرا مزاج پہچان گئے تھے کہ یہ اس مشقت و بے سامانی میں خوش ہوتا ہے - میرا خیال چھوڑدیا
تھا اگر کوئی دنیادار ملنے آتا تو میں جبہ شیخ پہن کر بیٹھ جاتا جب وہ چلا جاتا تو لباس کمار وے کا پہن
لیتا کہ جامۂ شیخ پہنکر و منونہ کرنا پڑے غرض لوگوں سے اپنا فقر اسقدر پوشیدہ رکھتا اور اِن باتوںمیں
آپ روتے جاتے تھے گویا وہ ذوق اسوقت حاصل ہے پھر نہ معلوم اور کیا کچھ فرمایا ۔

والحمد للہ رب العلمین

مجلس شصت و چہارم - شرف پابوس حاصل ہوا - ایام تشریق گذر گئے تھے جناب
خواجہ نے مناسب حج کے باتیں شروع کیں فرمایا ایک درویش حجکو گیا تھا بعد ادائے ارکان
حج اُس نے دیکھا لوگ قربانی کرتے ہیں وہ درویش وہاں کھڑا ہوا اور کہا خداوندا تو جانتا ہے کہ میرے
پاس کوئی قربانی نہیں اب میں اپنے آپ کو تیری راہ میں قربانی کرتا ہوں اگر میرا حج قبول ہے تو میری

قربانی قبول فرمایہ کہکر انگشت شہادت اپنے گلے پر پہیری فی الفور سر اسکا بدن سے جدا ہوگیا مجکو یہ
شعر جو میں نے پہلے کہا تہا اُسوقت یاد آیا پڑہا

شعر

غلام آں شہیدم کز محبت شد خیاں قابل	کہ انگشت شہادت در گلو راند شود بسمل

حضرت خواجہ نے فرمایا کیا عمدہ حج قبول و مبرور تہا پہر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ اداے حج کو گئے
تہے بعد اتمام حج جب سب لوگ رخصت ہوگئے تو یہ حرم شریف میں آکر مراقب ہوئے دیکہا دو فرشتے
آئے ہیں ایک سیدہی طرف اُنکے کہڑا ہوا ہے ایک اُلٹی طرف پہر بائیں نے دائیں سے پوچہا کہ اس
سال حج کتنوں کا قبول ہوا اُسنے کہا کسی ایک کا بہی قبول نہیں ہوا مگر ایک شخص مصر میں علی موفق
نام کفش دوز ہے اُسکے حج کی برکت سے سب حاجیوں نے ثواب حج پایا ہے یہ بزرگ بعد فراغت سوچے
کہ مصر چلکر اُس ولی اللہ سے ملنا چاہیے دیکہوں اُسکا معاملہ کیسا ہے کہ یہ حاجی جو بشقت تمام یہاں
آئے چنانچہ خداوند کریم فرماتا ہے لم تکونوا بالغیۃ الابشق الانفس انمیں سے کسی کا حج قبول نہ ہوا
مگر بطفیل اُس بزرگ یہ سوچکر مصر پہونچے اور دریافت کرکے علی موفق کی دوکان پر گئے اور ملکر کہا
اے خواجہ مجکو آپ سے ایک عرض خلص ہے کہ میں کعبہ شریف گیا تہا بعد اداے حج حرم میں ٹہر ایک بار
مراقبہ میں دیکہتا ہوں کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے اور میرے دہنے بائیں کہڑے ہوکر ایک نے
دوسرے سے پوچہا اس سال کتنوں کا حج قبول ہوا اُس نے کہا کسی کا قبول نہیں ہوا سوائے حج
علی موفق کے کہ بطفیل اُسکے جملہ حاجیوں کا حج مقبول ہوا ہے اب آپ مجہ سے فرماویں کہ کونسا عمل
صالح کیا ہے جسکی یہ عمدہ پاداش ہے۔ علی موفق نے کہا اے خواجہ میں نے تو آجتک حج ہی نہیں
کیا ہے اور اس سال بہی نہیں گیا ہوں۔ مگر ہاں ایک کام مجہ سے بن پڑا ہے شاید اُسکی برکت سے
یہ مقبولی ہو وہ یہ ہے کہ میں چند سال سے عزیمت حج بیت اللہ رکہتا تہا اور سوچلیا تہا کہ میں غریب
کفش دوز ہوں اتنا کہاں سے ہوگا کہ گہر بہی خرچ دوں اور زادراہ حج بہی کروں صلاح یہ ہے کچہ فردی
روزانہ سے قدرے قدرے جمع کرتا رہوں جب لائق زادراہ ہوجاوے تو سفر کروں لہذا ایک برتن زمین

میں گاڑ دیا تھا اور پندرہ سال سے اسمیں کم و بیش جمع کیا کرتا تھا اس سال جو دیکھا تو بعنایت الٰہی اتنا
ہوگیا تھا کہ خرچ خانہ کو بھی کافی ہو اور مجکو بھی اس عرصہ میں کہ میں منتظر ایام حج تھا ایک دن میری بیوی
پڑوسی کے گھر آگ لینے گئی دیکھا کہ زن ہمسایہ معہ اپنی اولاد کے بکری کا گوشت بھونکر کھا رہی ہے چونکہ
عورت میری حاملہ تھی اُسکی خوشبو سے شوق ہوا کہ میں بھی اس کباب سے کچھ کھاؤں بنا بر آں زن ہمسائے
سے کہ باہم معاملہ محبت تھا تھوڑا گوشت مانگا مگر اُسنے باوجود مانگنے کے اُسے وہ گوشت نہ دیا۔ چونکہ
حامل کو ایسی چیزوں کیطرف نہایت رغبت ہوتی ہے اور اُسکے عدم حصول میں رنج زیادہ وہ غمناک
آبدیدہ لوٹ آئی میں نے کہا خیر ہے یہ رنگ اُڑا ہوا غمناک کیوں ہے تو رو کر کہا اس پڑوسن کے
گئی تھی وہ کباب بھونکر کھا رہی تھی مجھے اُسکی بو پسند آئی دل ہوا کچھ میں بھی کھاؤں مگر اُس نے مجکو
کچھ نہ دیا لاچار میں نے مانگا اُسپر بھی ندیا سامنے کھاتی رہی۔ علی موفق یہ سنکر اُس ہمسایہ کے
پاس شکوہ کو گئے اور کہا اے بھائی ہم تم چند سال سے پڑوسی ہیں اور حق جوار ثابت میری عورت
حاملہ تمہارے گھر آئی اور تم گوشت گوسپند بھونکر کھا رہے تھے اُسکا دل ہوا تم سے مانگا مگر تم نے ندیا
یہ کیسی محبت اور حق جوار ہے اُس ہمسایہ نے کہا اے خواجہ علی کیا کہیں وہ گوشت جو ہمنے نہ دیا وہ مُردار
کا تھا ہمپر تین فاقے گذرے تھے ایک بکری مردار گھوری پر پڑی ملی ایک ران اُسکی میں کاٹ لایا
اور بھون کر کھائی ہمکو مباح تھی تمہاری بیوی کو چونکہ مباح نہ تھی لہذا نہ دی۔ علی موفق کہتے ہیں جب
میں نے یہ حال فقر و فاقہ ہمسایہ کا سُنا نہایت شکستہ خاطر ہوا۔ اور گھر آکر وہ ظرف زمین سے نکالا
دلمیں کہا خداوند اکریم تمہارے گھر بیٹھے میرا حج قبول فرماویگا ہمسایہ کی رفع تکلیف ضرور ہے جسقدر
نقد اُس میں تھا لاکر اُس ہمسایہ کو دیدیا اور کہدیا کہ یہ لیکر اسمیں کوئی تجارت کر کہ آئندہ تا آسائش گذران ہو
شاید یہ معاملہ میرے پروردگار نکتہ نواز کے یہاں مقبول ہوا ہو بعد اسکے آپنے حال شمس العارفین کا
کا بیان فرمایا کہ ایکبار وہ حج کو گئے اور بعد فراغت اُسکے مدینہ منورہ کو جانا چاہا پھر خیال کیا کہ زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطفیل حج کیسے کروں لوٹ کر گھر آئے اور ایک رات گھر رہ کر زیارت مدینہ
سکینہ کا سفر کیا ایک نعلین غلام کے پاس جو خرچ تھا وہ کہیں رکھکر بھولگیا راہ میں جب آیا تو

شمس العارفین نے کہا اے شیخ میرے پاس جو خرچ تھا رات مقام گاہ میں کہاٹ پر بھولے سے رہ گیا اجازت ہو کہ لوٹ کر وہ لے آؤں شیخ نے فرمایا درست نہیں کہ راہ حج سے لوٹے تو اور جو قدم راہِ خدا میں اُٹھاتا ہے مُوار دنیا کے لئے اُٹھاوے اور مجکو بھی زیبا نہیں کہ تمکو رخصت دوں تا راہِ حج سے لوٹے چلا چل خداوند کریم رزاق ہے ہماری روزی پُہنچاویگا غرض شیخ نے غلام کو واسطے لانے خرچ کے لوٹنے نہ دیا۔ جب آنحضرت کے روضہ شریفہ پر پہونچے اور سلام عرض کیا السّلام علیک یا رسول اللہ تو روضہ پاک سے آواز آئی کہ علیک السّلام یا شمس العارفین فرمایا اس سے پہلے انکو شمس العارفین نہ کہتے تھے یہ خطاب اُن کا تربت مبارک رسول علیہ السلام والتحیتہ سے عطا ہوا۔ پھر کہا جملہ اعمال اصل کار خلوص نیت ہے بعد حج مدینہ منورہ نجانا یہ کیا تھا پھر غلام کو خرچ لانے نجانے دینا کیا تھا توکل قوی اللہ تعالےٰ پر اور محبت خالص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسکے بعد اور یہ ایک حکایت فرمائی کہ ایک درویش کہیں راہ میں جاتا تھا وضو اسکا ٹوٹ گیا ایک پیرزن کے در پر جاکر دستک دی اُسکی لڑکی باہر آئی درویش بے وضو کچھ نہ بولا کہ یہ لوگ بے وضو بات نہیں کرتے فقط ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ پانی کا برتن لے آوہ اشارہ دونوں ہاتھ کا نہ سمجھے کہ فقیر پانی وضو کو مانگتا ہے اندر جاکر کہا اے ما قیامت نزدیک آئی ہے اُس نے دریافت کیا کیسے بولے صوفی روزہ دار پینے کو پانی مانگتا ہے مادر نے کہا نہیں وضو کو پانی مانگتا ہوگا بھلا تو پانی تو لیجا دیکھ کیا کرے دختر ظرف پُر آب باہر اُسکے پاس لاتی اُس نے وضو کیا اور چلدیا پھر فرمایا سابق درویش وصوفیوں کو روزہ افطار کرنا عیب تھا من بعد یہ اور حکایت فرمائی کہ ایک اور درویش کہیں راہ میں جاتا تھا پیاسا ہو کر کسی کے گھر میں پانی مانگا لونڈی پانی بھر کر باہر لائی درویش نے چاہا کہ پئے لونڈی نے ہاتھ مار کر وہ کوزہ توڑ دیا اور بولی تفطر الصوم فی النّھار پھر ارشاد فرمایا توبہ کے تین درجے ہیں اول توبہ ہے پھر انابتہ من بعد روبہ توبہ معاصی سے ہوتی ہے کہ توبوا الی اللہ توبتہ نصوحًا پھر انابتہ کو کہ فرمایا فسنین اللہ اور انابت مباحات میں ہے یعنی جو کچھ مباح ہو اُس سے باز رہے پھر تیسرا مرتبہ روبہ کا ہے مگر لغت کی راہ اِن تینوں لفظوں کے ایک معنے ہیں اور اوب کے معنے رجوع کے ہیں مشتق آدب سے فرمایا اللہ تعالےٰ نے نعم العبد انہ آداب قصہ حضرت داؤد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں لوڈ

مقام اولیاء و انبیاء کا ہے اور صلوٰۃ اوابین کو بھی اوابین اسیواسطے کہتے ہیں اور یہ ایک خیر سے طرف خیر تر کے
اور حسن سے طرف احسن کے جانا ہے میں نے عرض کی کہ اگر بعد اشراق اور اوابین کے اور کوئی نماز ہو تو ارشاد فرمایئے
کہ بطور ورد مقرر کیجاوے فرمایا بعد اشراق دو رکعت نماز واسطے ثواب روح مبارک جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہیں جو چاہے انہیں پڑھے پھر دو رکعت بہ نیت ثواب روح پاک شیخ کی پھر دو رکعت واسطے ثواب
والدین کے اور بعد نماز ظہر دس رکعت صلوٰۃ الخضر فوائد الفواد میں منقول ہے کہ خدمت شیخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا
ہے کہ انمیں دس سورتیں آخیر کی قرآن مجید سے پڑھیں انکے بعد اور دو رکعتیں ہیں کہ میں پڑھتا ہوں انہیں یہ نیت
ہوتی ہے کہ خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے بے غرض کسی حاجت کے بعد اسکے ہم سب سلام کر کے حضرت خواجہ سے
رخصت ہو کر باہر آئے پھر میں مولانا برہان الدین اور ایک اور دوست کے باہر بیٹھ کر مناقب شیخ بیان کرنے
لگے کہ جو کچھ بیان فرمائے ہیں سب مشاہدہ ہے اسیں ایک امیر آیا اور براہ تکبر بے سلام کئے اندر گیا۔ جب جناب
خواجہ کے پاس سے لوٹا تو باہر درویش کو جھک کر سلام کرتا تھا اور سر قدموں میں دھرتا تھا میں نے یاروں سے
کہا سبحان اللہ کس تکبر و غرور سے آیا تھا ایک دم حضرت کی خدمت شریف میں بیٹھ کر کس تواضع و اخلاق سے
نکلا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ؎

مجلس شصت و پنجم۔ سعادت مجلس روزی ہوئی۔ میں نے یہ کتاب خیر المجالس ساٹھ یا ستر مجلسیں
لکھیں تھیں اور اس گنج سعادت کا کچھ حجم ہو گیا تھا بعض یاروں نے نقل کرنا چاہا میں نے کہا تمام کر لینے دو
پھر لکھنا اسپر وہ بے ذوق ہوئے میں بولا یہ مرا گنج سعادت ہے اول پر نظر اقدس خواجہ میں گذرانوں گا۔ یہ سنکر
اس کتاب کو دست مبارک میں لیکر پوچھا کسقدر ہو گئی ہے عرض کی تیس چالیس مجلسیں رہی ہیں سو مجلس
پوری کرونگا بعضے یار نقل چاہتے ہیں لہذا پہلے نظر مبارک میں پیش کرتا ہوں آپ نے ہاتھ سے کھولکر چند ورق
مطالعہ فرمائے وہ چند جزو تھے اور باقی اجزا سرخ جزو دان میں رکھے ہوئے تھے انکا شیرازہ نہ بندھا تھا خواجہ نے
ابراہیم خادم کو فرمایا سوئی تاگا لا۔ وہ سیاہ ریشم کا تاگا باریک مضبوط لایا۔ فرمایا انکو دوختہ کر دے جب وہ
باندھ چکا تو فرمایا یہ جو لکھا ہے الصوفی غنی عن اللہ تعالیٰ یہاں عن کی جگہ من بنا دو۔ میں نے حسب ارشاد
بنا دیا پھر فرمایا یہ مسئلہ مبنی علم نحو پر ہے اگر کہا انا غنی عن اللہ تعالیٰ تو کافر ہو جاویگا۔ اور جو کہا انا غنی من اللہ

تعالیٰ تو کافر نہ ہوگا پھر کہا عن واسطے اعراض کے ہوتا ہے حدیث میں ہے فرمایا آنحضرت نے النکاح من سنتی
فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جس نے اعراض اور روگردانی کی میری سُنّت سے وہ میرے گروہ سے نہیں۔
پس اگر غنی عن اللہ کہیگا تو کافر ہو جائیگا۔ کہ معنے یہ ہونگے کہ مَیں بے نیاز ہوں اللہ تعالےٰ سے یعنی اُس سے
حاجت نہیں رکھتا اور جو غنی من اللہ کہا تو مُراد یہ ہوئی کہ یہ غنا میری عطیہ خداوند کریم کا ہے ایک مُلّا نے کہا شرح
میں لکھا ہے کہ الفقر من لیس لہ حاجۃ۔ خواجہ نے فرمایا ہے معنے غنی من اللہ کے ہیں یعنے اُسکو اللہ تعالیٰ نے
اَوروں سے بے نیاز کردیا اس اثنا میں ذکر فقر وفاقہ کا آیا فرمایا وہ حکایت تو لکھی ہوگی کہ جو مہمان جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوا تھا۔ مَیں نے پوچھا کیا وہ جسکے واسطے فرمایا تھا من تصنیف صفینا اور اُسکو
محمد انصاری اپنے گھر لے گئے تھے۔ فرمایا ہاں وہی حکایت پھر خواجہ نے فرمایا جب اُنھوں نے واسطے تعظیم
مہمان آنحضرت کے چراغ جلایا۔ تو آپ نے فرمایا دیکھا مَیں نے ایک چراغ روشن عرش کے تلے چنانچہ حضرت
جبرئیل علیہ السّلام نے صبح آکر کہا قصّہ اُسکا جیسا کہ گذرا مگر چونکہ جناب خواجہ نے چند مجلسوں کے متعلق فوائد
اور فرمائے تو وہ اُنکے مقاموں میں اُسوقت لکھے گئے پھر فرمایا زمانہ نبوی کیا بابرکت زمانہ تھا کہ اصحاب آپ
کے ملاقات کرتے ملتے جلتے کمالات ایمانی ظاہری و باطنی کے پاتے تھے پھر خوبی صحابہ کرام کی بیان کی کہ اُحد
میں شہید و زخمی ہوئے بعضے تشنہ مرے اور اپنا پانی اور یار کو دیا خود نہ پیا اسیطرح وہ جام آب ہر ایک دوسرے
کو دیتا رہا اور خود پیاسا عالم بقا کو گیا پھر مختصر ذکر اُس دوسرے قصہ کا بھی کیا کہ جسکا ہمسایہ ایک فاقہ سے
تھا اور اُس پڑوسی کا پڑوسی دو فاقہ سے اور ہر ایک دوسرے کو ایثار فرماتے تھے فرمایا خدا ہی جانے کیا برکت کا
وقت تھا اور اُن لوگوں کا کیا ایثار تھا اب رفتہ رفتہ کیا دن آگئے اگر کسی کی طرف دُنیا مونھ کرتی ہے تو وہ اَوروں
کی جانب پشت کرلیتا ہے کسیکو فائدہ نہیں پہونچاتا۔ پڑوسی کیسا ہی فقیر ہو اُسکی تکلیف سے خبردار ہو۔ مگر
تب بھی بگھار کی بُو اُسکے دماغ تک جانے کا روادار نہیں ہوتا۔ یہ فرماکر خواجہ خاموش ہوئے مَیں ڈرا کہیں
گفتگو ختم نہ ہوجائے لہٰذا عرض کی کہ جناب شیخ الاسلام مولانا فریدالدین کا فقرا اور قصّہ ملاقات شیخ جلال الدین تبریزی
اُنسے بیان فرماویں پوچھا کیا وہ نہیں لکھی مَیں نے کہا لکھ لی ہے مگر ایسے حالات آپکی زبان سے سننے سے برکت
بے نہایت حاصل ہوتی ہے اس میری عرض پر یہ دوسری حکایت شروع کی کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا فریدالدین

قدس سرہ العزیز کے والد شریف قصبہ کوٹھی وال کے قاضی تھے اور آپ کے چند صاحبزادے تھے - ہمارے خواجہ
شیخ الاسلام اُسوقت کم عمر تھے لوگ اُنکو قاضی بچہ دیوانہ کہتے تھے ایکبار جناب شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ
تعالیٰ اُس قصبہ میں پہونچے لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی درویش ہے اُنھوں نے کہا ایک قاضی زادہ دیوانہ ہی
کہا مجھ کو اُسکے پاس لیچلو لوگ وہاں اُنکو لیگئے اُسوقت شیخ جلال الدین کے پاس ایک انار تھا وہی شیخ الاسلام
کے روبرو رکھا آپنے اُسکے ٹکڑے کرکے شیخ جلال الدین کو دیا کہ لوگوں میں تقسیم کردیں اور چونکہ روزہ دار تھے
خود نہ کھایا جب شیخ جلال الدین اور حاضرین محفل لوٹ آئے ایکدانہ اُس انار کا زمین پر پڑا ہوا ملا شیخ الاسلام نے
اُسے اُٹھاکر گوشۂ دستار میں باندھ لیا اور روزہ اُس سے کھولا اُسکے کھانے سے دلمیں نورانیت وصفائی
پیدا ہوئی - دلمیں کہا افسوس ایک دانہ ملا اگر میں وہ سب انار کھاتا تو خدا جانے کیا صفائی ہوتی ہمیشہ یہ افسوس
فرماتے یہانتک کہ دہلی گئے اور خدمت شیخ الاسلام مولانا قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز سے
سعادت ملازمت حاصل کی آپنے بہ نور باطنی خطرہ دلی پر حضرت شیخ کے مطلع ہوکر فرمایا اے مولانا فرید کیا ہار بار
دلمیں افسوس کرتے ہو کہ اگر تمام انار کھاتا تو کیا کچھ فائدہ باطنی ہوتا اے عزیز ہر انار میں ایک دانہ کام کا ہوا کرتا
ہے وہ خود اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب کیا کہ کھایا تمنے باقی جملہ بیکار تھا اُسدن سے حضرت شیخکو اطمینان
کلی ہوا پھر پوچھا قصہ اِن دونوں بزرگواروں کی ملاقات کا سُنا ہے یا نہیں میں نے عرض کی مجملاً سُنا تھا
فرمایا شیخ الاسلام مولانا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں طالب علمی کرتے تھے اور مسجد میں اُس محلہ کے جسکو
سرائے حلوائی کہتے ہیں مقیم تھے حضرت شیخ قطب الدین جب ملتان میں تشریف لائے - تو پہلے اُسی مسجد
میں آئے دو رکعت نماز نفل پڑہی اور حضرت شیخ فریدالدین گوشۂ مسجد میں بیٹھے ہوئے کتاب نافع کا جو فقہ
میں ہے مطالعہ کر رہے تھے حضرت قطب الدین بعد نماز اپنے مُصلے سے اُٹھکر مولانا فرید کے سر پر آکے
کھڑے ہوئے اور پوچھا میاں طالب علم یہ کونسی کتاب ہے عرض کی کہ کتاب نافع ہے شیخ قطب الدین
نے فرمایا کلی نفع تمہارا اس کتاب پڑھنے میں ہے - شیخ فریدالدین نے کہا میرا نفع آپ کی نظر کیمیا اثر سعادت بخش
میں ہے اور یہ کہکر حضرت شیخ قطب الدین کے قدموں پر گر پڑے اُسوقت جناب قطب صاحب نے یہ
رباعی پڑہی * **رباعی** - مقبول تو جز مقبل جاوید نشد * وز لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد * لطفت بکلام

بندہ پیوست دمے ◆ کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد ◆ بعد اسکے یہ حدیث شریف پڑہی کہ انزل اللہ تعالےٰ
علی امتی ایستین وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون فاذا امضیت
ی مت ترکت فیھم الاستغفار الی یوم القیمۃ بعد اسکے یہ حکایت بیان کی کہ نظام الملک وزیر شہر طوس
کا تھا ابتدا حال میں جب وہ لڑکا تھا تو اُسکا باپ بہت کوشش کیا کرتا کہ کچھ پڑھے مگر وہ اہل دُنیا سے ملا جُلا
کرتا اُسکے یارانے میں کچھ نہ پڑہا ایکدن باپ نے بُلاکر پاس بٹھایا اور کہا افسوس اسے فرزند تونے کچھ نہ پڑہا اگر
علم دین ہی فقط پڑہ لیا ہوتا تو میرے بعد یہ سب نقد ومال تلف نہ کرتا اور باپ نظام الملک کا بڑا تاجر تھا۔ ہر
قسم کا مال واسباب اُسکے یہاں بہت تھا اور نظام الملک کا لقب حسن تھا اُس نے کہا اے پدر مہربان
اگر آپ کو میرا پڑہانا منظور ہے تو اور شہر میں مجکو بھیجدیجئے کہ یہاں دوست احباب بہت ہیں جب گھر سے مدرسہ
کو جاتا ہوں دوست آشنا ملجاتے ہیں پہر کہیں جانا نہیں ہوتا اگر غیر شہر میں پڑھنے جاؤنگا تو سوائے علم اور کچھ
کام نہوگا ملنا جلنا اُنہیں طالب علموں سے ہوا کریگا باپ نے کہا عمدہ صلاح ہے تم شہر ری کو جاؤ علم سیکھو اور سامان
سفر آمادہ کرکے ہمراہ قافلہ جوری کو جاتا تھا کردیا اور ہنگام رخصت نصیحت کی کہ بابا حسن جب قریب ری منزل کے
پہونچو تو وہاں قافلہ ایک چاہ پر اُترے گا تم قافلہ وہاں چھوڑکر اونٹ پر سوار ہوکر موضع مہینہ کو کہ وہاں سے چند
کروہ ہے جانا اور وہاں حضرت ابوسعید ابو الخیر سے قدم بوس ہونا حضرت شیخ جو تم کو حکم فرماویں اُسپر عمل کرنا۔ جب
نظام الملک معہ قافلہ اُس چاہ پر پہونچے تو قافلہ کو وہیں چھوڑا اور اونٹ پر سوار موضع مہینہ کو چلے جب قریب
اُس موضع کے ہوئے تو دیکھا بہت فقرا آتے ہیں پاس آکر ہر ایک نے نظام الملک کے ہاتھ وقدم پر بوسہ دیا
نظام الملک نے کہا اے بزرگان دین میرا کیا رتبہ ہے کہ میری اسقدر تعظیم وتکریم کرو میں تو ایک سوداگر بچہ ہوں
حضرت شیخ کی قدم بوسی کو آیا ہوں کہ سعادت اندوز ہوں درویشوں نے کہا آجکی رات جناب شیخ نے تمہارے
حق میں یہ بات کہی تھی کہ جو کوئی ایسا شخص دیکھا چاہے کہ دنیا اور اسکے ساتھ آخرت سلامت لیجائے تو کل باہر شہر
سے جنگل میں سر راہ جاکر کھڑا ہو ایک جوان آویگا اُس سے ملے القصہ جب یہ خانقاہ شیخ میں پہونچے۔ اور
جناب ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الملک کو دیکھا تو سر پر ہاتھ پھیرکر فرمایا اسے پسر گھر کو لوٹ جا کہ کار دنیا کا
موقوف تجھ پر ہے حکومت طوس واصفہان مبارک ہو نظام الملک نے سوچا کہ حضرت شیخ مجکو نعمت دینا

فرماتے ہیں مگر دیکھئے یہ نعمت کب تک میرے نصیب میں ہو شیخ ابو سعید نے اس خطرہ پر مطلع ہو کر فرمایا۔
جب تک توفیق خیرات اور خیال حسنات تیرے ساتھ ہے یہ نعمت جدا نہ ہو گی جب توفیق حسنات کی تجھ
سے دور ہوئی تو جاننا یہ نعمت جاتی رہی نظام الملک شیخ سے رخصت ہو کر قافلہ میں آیا اور ہمراہیوں سے
کہا میں طوس کو لوٹا جاتا ہوں وہ بولے تیرے باپ نے بطرف رے طالب علمی کو رخصت کیا ہے ابھی سے
کیوں واپس جاتا ہے کہا باپ نے کہہ دیا تھا کہ حضرت شیخ سے ملنا وہ جیسا ارشاد کریں عمل میں لانا اور اُن کا
ارشاد یاد رکھنا مجھے شیخ نے گھر لوٹ جانے کو فرمایا ہے اُنکے حکم سے لوٹا جاتا ہوں غرض جب نظام الملک
طوس کے قریب پہونچا تو وزیر مر گیا تھا اور بادشاہ نے فرمایا تھا کہ شرفائے شہر کو تلاش کر کے جسکا خط عمدہ ہو
دربار میں لاویں چونکہ نظام الملک خوشنویس تھا۔ حاضر دربار ہوا اور بعد امتحان منصب وزارت پر سرافراز کیا گیا
اور نظام الملک خطاب دیا اُس نے بعد وزارت طوس و اصفہان وغیرہ مواضع میں کہلا بھیجا کہ جہاں ارباب
استحقاق ہوں آستانہ شاہی پر آویں اُنکی پرورش کیجاویگی چونکہ اصفہان وغیرہ ملک بزرگ ہے بہت لوگ
جمع ہوئے اُس نے سب کے واسطے وظیفے اور اوراد مقرر کئے اور اُنکی سالانی ماہ رجب میں دیا کرتا برسوں
یہی طریقہ رہا آخر حال میں ایک بار جب ماہ رجب آیا تو سید محمود متولی نے آکر عرض کی کہ اہل استحقاق جمع ہوئے
ہیں حکم ہو تو اُن کا سالانہ دیا جاوے وزیر نے کہا توقف کر شعبان میں دونگا۔ غرض شعبان میں پھر متولی نے
یاد دلایا تو کہا شب برات میں دونگا اور شب برات میں یاد دلانے سے کہا رمضان میں دونگا غرض تاخیر
واقع ہوتی گئی یہاں تک کہ اُسکو یاد آیا کہ جناب شیخ نے فرمایا تھا کہ جب توفیق خیرات کی اللہ تعالے تجھ سے
لیلے تو معلوم کرنا زوال اپنی نعمت کا تو سید محمود متولی سے کہا مستحقوں کو وظائف تقسیم کر دے کہ شیخ ابو سعید
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادیا تھا کہ جب توفیق خیر تجھ میں نہ رہے تو جان لینا کہ جو نعمت ہے تیرے ہمراہ کی ہے جاتی
رہی ابتک میں ہر سال جمادی الاخریٰ میں تیاری کیا کرتا تھا اور خوش ہوا کرتا تاکہ لوگوں کو اوراد تقسیم کروں گا اس
سال رجب میں تاخیر کی شب برات کو بھی نہ دیا ماہ رمضان آگیا۔ تو اب اللہ تعالی نے توفیق خیرات مجھ سے
لیلے بلاشک وہ وقت قریب آیا کہ میں دنیا سے سفر کروں اتفاقاً اُنہیں دنوں ملک قرامطہ میں کہ قلمرو
شاہی میں تھا فتنہ و فساد شروع ہوا بادشاہ نے نظام الملک کو وہاں کے بندوبست پر بھیجا۔ اور اُس

چپ کلش میں یہ شہید ہوا میں نے عرض کی کہ جب نظام الملک شہید ہوئے حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے یا نہیں فرمایا یہ بخوبی معلوم نہیں ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

مجلس شصت و ششم

سعادتِ قدم بوس میسر ہوئی ۔ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سید علاء الدین سے پوچھا کہ تم جو مجلس سماع میں گئے تھے کیا ہوا انہوں نے عرض کی کہ حضرت کی برکت سے اچھا ہوا پھر اسکے مناسب خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایکبار نیشاپور میں کسی بزرگ کے یہاں دعوت ہوئی شیخ ابوالقاسم قشیری اور مولانا محمد جوینی دونوں وہاں موجود تھے ابوالقاسم اہل تصوف سے تھے ایک طرف جماعت صوفیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور امام محمد جوینی امام فقہا کے تھے دوسری طرف جماعت فقہا انکے ساتھ تھی جب سماع شروع ہوا صوفیہ وجد و حال میں آئے ایک درویش نے اپنا خرقہ چاک کر کے قوال کو دیا تھا اس نے بعد سماع وہ خرقہ امام قشیری کے آگے لاکر رکھا انہوں نے فرمایا اس خرقہ کو پارہ پارہ کر کے سب حاضرین میں بانٹ دیں مولانا محمد جوینی نے علماء کیطرف دیکھ کر فرمایا ھذا اسراف واضاعۃ مال ہر چند انہوں نے آہستہ کہا تھا مگر ابوالقاسم قشیری سُن لیا خادم سے بُلا کر کہا اس مجلس فقراء میں دیکھ جسکے پاس مصلائے مرقعہ دار ہوئے آجب وہ لے آیا تو فرمایا اب کسی شخص کو جو قیمت پارچہ نو و کہنہ جانتا ہو بُلا اُس جماعت میں ایک دلّال بھی حاضر تھا بولا حضرت میں قیمت پارچہ کی جانتا ہوں فرمایا اُس مصلّے کی قیمت بیان کرو وہ بولا دو دینار کا ہے پھر پوچھا اگر یہ مُرقعہ دار نہ ہوتا تو کس قیمت کا تھا کہا ایک دینار کا کہ مُرقع بنانے میں محنت زیادہ ہوتی ہے شیخ ابوالقاسم نے اُسوقت مولانا محمد جوینی کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ مولانا ھذا لیس باسراف ولا اضاعۃ مال یعنے جس خرقہ میں تکلیف و محنت بہت ہو اُسکے پارہ کرنے میں اضاعت مال نہیں کہ ہر قطعہ اُسکا قیمت رکھتا ہے بلکہ پارہ کرنے میں نفع ہوگا پھر حکایت مولانا شمس الدین کردیزی کی بیان فرمائی اور حکایت مولانا حمید الدین ضریر کی تحریر ہو چکی ہے پھر فرمایا یہ سب لوگ صلحا تھے ۔ پھر فرمایا مولانا شمس الدین سرخسی صاحب حال تھے ایک دن اُنسے کسی نے کہہ دیا کہ بادشاہ ظلم کرتا ہے عصائے شکستہ لیکر باہر آئے کہ امر معروف کریں لوگوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ مولانا شمس الدین امر معروف کرنے

آتے ہیں وہ فی الفور یہ سنکر تخت سے اُترا اور باہر چلا سرائے شاہی کے قریب مولنا سے ملا قدموں پر گر پڑا
بولا میں نے توبہ کی اور عہد کرتا ہوں کہ ہرگز خلقِ خدا پر ظلم نہ کرونگا۔ اُسوقت مولانا لوٹے ؛
والحمد للہ رب العالمین ؛

مجلس شصت و ہفتم

دولتِ پائبوس میسر ہوی۔ میرے دلمیں تھا کہ جناب خواجہ سے دریافت کروں گا کہ حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو نعمت کہ خدمتِ شیخ فریدالدینؒ سے پائی ہے کس طرح پائی ہے تا آپکی زبان مبارک سے یہ ماجرا سُنوں جب میں نے التماس اس امر کا کیا تو فرمایا یہ قصہ دو طرح پر منقول ہے بعضے کہتے ہیں حضرت شیخ الاسلام فریدالدین کشتی پر سوار تھے سب یار سو گئے تھے۔ شیخ نے پکارا نظام ہمارے شیخ جاگ رہے تھے بولے لبیک یا شیخ حضرت نے فرمایا اپنے فرزند نظام الدین کو پکارتا ہوں پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ مسعود چاہتا ہے اپنے فرزند نظام الدین کو نعمت دے مگر خداوند کریم میرے واسطے دینا چاہتا ہے پھر خدمتِ شیخ کو نعمت عطا فرمائی اور دوسری طرح جو میں نے اپنے شیخ کے زبانی سُنا یہ ہے کہ ایک روز بدرالدین اسحاق خادم شیخ الاسلام کہیں گئے ہوئے تھے مجھے کہہ گئے تھے کہ دَرِ حجرہ پر میری جگہہ پر بیٹھے رہنا۔ اگر جناب شیخ دستک دیں تو جواب دینا یا اگر کوئی ملنے آوے تو اندر جاکر خبر کر دینا غرض میں انکی جگہ در پر بیٹھا تھا کہ حجرہ کے اندر سے کچھ آواز آئی میں نے کان لگائے تو معلوم ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام یہ رباعی پڑھتے ہیں ؛

رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکی شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ زکونین توئی	از بہر تو میرم ز برائے تو زیم

مَیں نے دلمیں کہا نظام الدین یہی وقت ہے اندر چلنا چاہئے پھر سوچا یہ وقت حضرت کی کیفیت کا ہے۔ مبادا میں مخل وقت ہوں پھر دل نے کہا اگر وقت خوش شیخ کا ہے تو کچھ نعمت پاؤنگا ورنہ وہ رحیم ہیں یہ خطا معاف فرمادیں گے یہ سوچکر دونوں ہاتھ کواڑوں پر رکھہ کر آہستہ تھوڑا سا دروازہ کھولکر اندر گیا اور ایک طرف سر جھکا کر کھڑا ہو گیا شیخ کو دیکھا دونوں ہاتھ اپنے پسِ پشت ۔۔۔ رکھے ہوئے قبلہ کیطرف چند قدم بڑھتے ہیں

اور وجد فرماتے ہیں پھر لوٹ آتے ہیں اور اس آمد و رفت و وجد میں یہ اشعار پڑھتے ہیں اور اس دوسرے
شعر پر کہ مقصود من بندہ زکونین توئی پر سجدہ فرماتے ہیں خدمت شیخ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا خوب وقت آیا کیا چاہتا ہے مانگ
ہمارے شیخ نے عرض کی استقامت مانگتا ہوں شیخ فریدالدین نے فرمایا دی ہے ہمارے شیخ فرماتے تھے جو کچھ میں نے طلب کیا اُسکا اثر اسیوقت اپنے
آپ میں پایا بعد اسکے حضرت شیخ نے فرمایا کہ تسکہ ایک مدت سے میں آجتک پشیمان ہوں کہ افسوس اُسوقت پروردگار سے یہ کیوں نمانگا
کہ حالت سماع میں مروں میں نے عرض کی کہ کسقدر مرتبہ اور قرب سماع میں مرنے کا ہوگا جو آپ اس امر کی
تمنا فرماتے ہیں تو جناب خواجہ نے یہ مصرعہ پڑھا ع رقص آں نبود کہ ہر زماں برخیزی ٭

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

مجلس شصت و ہشتم

سعادتِ خدمت میسر ہوئی۔ خواجہ نے فرمایا ابھی یاران مجلس برخاست
ہوئے ہیں خوب گفت و شنید رہی مجھ کو حاضر ہونے میں کچھ تاخیر ہوگئی تھی میں نے دلمیں کہا کہ خواجہ خود
چاہتے ہیں کہ بندہ بے فائدہ محروم نہ جایا کرے کچھ اسے کہنا بہتر ہے بنابراں میں نے بعجز تمام عرض کی کہ کل
ایک یار نے مجھ سے کہا ہے کہ جناب خواجہ کو حکایات عجیبہ اور فوائد غریبہ بے نہایت یاد ہیں اگر جناب خواجہ کو
کچھ فرصت ملی تو سوچکر بہت کچھ عمدہ باتیں لکھوائیں اور جیسے مجھ کو اُن دنوں کوشش تحریر ملفوظات کی تھی
اسیطرح جناب خواجہ کو بھی عنایت بیان فوائد کی تھی اس پر میں نے عرض کی کہ حضرت کو اسقدر فوائد یاد ہیں
کہ اگر مجھ سے اور کئی لکھنے والے ہوں تب بھی پورے نہ ہوسکیں جناب خواجہ نے سنکر کچھ دیر فکر کی کہ اسکی خاطر سے
کچھ کہنا چاہئے جب بیان شروع کیا تو اتنا بیان فرمایا کہ لکھنا ممکن نہ تھا کیا تجر تھا اول فرمایا غزنی میں ایک
بزرگ شیخ محمد اجل تبریزی نام تھے سید مبارک غزنوی نے اُن سے نعمت پائی ہے انکا ایک سوداگر مرید تھا۔
ایک دن اُس نے اُنکی خدمت میں آکر عرض کی میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اور آپ کا بندہ زادہ ہے کچھ
نعمت اُسکو عنایت فرمادیں خواجہ محمد اجل تبریزی نے فرمایا اچھا کہا جب میں کل نماز صبح پڑھ لوں تو اُس لڑکے کی
کو دہنی طرف سے میرے آگے لانا اتفاقاً اُسی روز سید مبارک غزنوی بھی پیدا ہوئے تھے اُن کا باپ اُس
مجلس میں حاضر تھا یہ بات سُنکر دلمیں کہا میں بھی اپنے لڑکے کو شیخ کے آگے لاؤں کہ بطفیل اُس سوداگر بچہ کے
شاید شیخ کچھ نعمت اُسکو بھی عنایت کریں جب فجر کی نماز کا وقت ہوا سید مبارک کے باپ جا پہنچے ہنوز ان

نے تکبیر کہی اور شیخ نے نماز تمام کی تو یہ دھنی طرف سے آئے اور سید مبارک کو پیش نظر شیخ رکھدیا شیخ نے
اُنپر نظر محبت ڈالی یہ سب نعمتیں اُنکو وہاں سے ملے ہیں بعد اسکے وہ سوداگر اپنے لڑکے کو لایا شیخ نے فرمایا وہ
حصہ سید زادہ کو ملگیا۔ اب تم لوٹ جاؤ پھر یہ ایک اور حکایت فرمائی کہ ایکبار غزنی میں خشک سالی ہوئی۔
لوگ شیخ محمد اجل تبریزی کے پاس استسقا کو آئے کہا دُعا کرو اللہ تعالیٰ پانی برسائے شیخ یہ سُنکر گھر سے باہر نکلے
اور مخلوق پیچھے ہوئے ایک باغ آگے آیا شیخ اُس میں گئے باغباں کو دیکھا نیچے ایک درخت کے سو رہا ہے
شیخ نے اُسکو جگا کر کہا اُٹھ درخت سوکھے جاتے ہیں انکو پانی دے باغبان نے کہا تم کون درخت میرے
ہیں اور باغ میرا جب پانی دینے کی حاجت ہوگی تو میں خود درختوں کو پانی پلادونگا شیخ نے باغبان سے
کہا پھر لوگونکو کیوں منع نہیں کرتے کہ میرا پیچھا لیا ہے ہم سب بندہ خدا کے ہیں اور زمین اللہ تعالےٰ کی جب
پروردگار چاہے گا پانی برساویگا یہ کہکر مکان کو لوٹ آئے۔ تھوڑی دیر بعد اسقدر مینھ برسا کہ عالم سیراب
ہوا پھر یہ اور حکایت فرمائی کہ شہر اَودھ میں ایک دیوانہ تھا ایک رات مولانا کمال الدین نے خواب
میں دیکھا کہ وہ دیوانہ منبر پر بیٹھکر وعظ کہہ رہا ہے اور فرشتے حاضر ہوکر اُسکا وعظ سُنتے ہیں دنکو مولانا بازار
میں گئے دیکھا وہی دیوانہ ایک کبابی کی دوکان پر بیٹھا ہوا برہ بریاں کھا رہا ہے جب کبابی پارہ گوشت
کڑھائی میں تلنے کو ڈالتا ہے تو یہ دیوانہ اسمیں سے گرما گرم گوشت نکالکر کھاتا ہے اُس نے مولانا کو دیکھکر
کہا مولانا شب کو وہ معاملہ تھا اور دن کو یہ کام ہے یعنے شب کا خواب یاد کرو کہ منبر پر وعظ کہتا ہوں فرشتے
سنتے ہیں دن کو کبابی کی دوکان پر بیٹھا ہوا گوشت کھاتا ہوں اسپر یہ اور حکایت کہی کہ غزنی میں ایک
دیوانہ شیخ محمود نام دیوانہ تھا سلطان محمود سبکتگیں کے وقت میں بادشاہی بڑا ہاتھی جسکو فیل محمودی کہتے
تھے چھوٹ گیا ایک کوچہ میں شیخ محمود دیوانہ روبرو آیا۔ لوگوں نے شور کیا کہ شیخ محمود بھاگ پیل محمودی چھوٹا
ہوا آتا ہے تو مارا جائیگا اُسنے نہ سُنا ویسے ہی لااوبالی اُس گلی میں چلا جب ہاتھی کے قریب پہونچا تو ہاتھی
نے سونڈھ اٹھائی شیخ محمود نے اُسکی سونڈھ پر ایک گھونسا مارا ہاتھی چیخ مار کر گر پڑا اور مرگیا۔ پھر فرمایا اُسوقت
محمود دیوانہ بے وضو تھا اگر باوضو ہوتا تو مالک فیل بھی تمام ہو جاتا۔ پھر فرمایا میں نے بہت دیوانے دیکھے
ہیں ایک دیوانہ اودھ میں تھا جو کچھ کہتا ویسا ہی ہوجاتا لوگ اُسکے کہنے پر عقیدہ رکھتے تھے ایک صبحکو

اُوٹھ کر بطریق حسرت و افسوس کہنے لگا وہ مُلک تیر اکیا ہوا وہ مال کیا ہوا وہ تخت کیا ہوا دوسروں کے ہاتھ لگا لوگ سنکر حیران تھے کیا کہتا ہے تاریخ و وقت لکھ لیا۔ آخر معلوم ہوا اُس رات سلطان قطب الدین کو قتل کیا تھا

وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ؕ

مجلس شصت و نہم سعادتِ خدمت حاصل ہوئی۔ جناب خواجہ نے فرمایا۔ الصوفی الکائن البائن پھر اس کی توجیہ میں فرمایا۔ یعنے الکائن مع الخلق والبائن منہم۔ یعنے صوفی باخلق ہوتا ہے۔ مگر اُن سے جدا ہوتا ہے ایک مُلّانے کہ حاضر تھا عرض کی ان جاعتنا واحلنا کے یہی معنے ہونگے پھر فرمایا اگر مصلّٰی کو حالتِ نماز میں غیر حق دلمیں گذرے تو اصحاب طریقت کہتے ہیں وہ نماز درست نہیں ہوتی اس واسطے کہ ایک قبلہ ظاہر کا ہے ایک قبلہ باطن کا توجہ جوارح کی کعبہ کیطرف فرض ہے اگر توجہ بطرف کعبہ نہو تو فرض ترک ہونے سے نماز نہوگی اسیطرح قبلہ دل کا ذکر پاک حضرت عزت کا ہے کہ فرمایا جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاصلوٰۃ الابحضور القلب لازم ہے کہ توجہ دل طرف ذات پاک حق تعالیٰ کے ہو اور دل سردار اعضا کا ہے اگر اس نے اپنے قبلہ سے مونہ پھیرا تو جوارح بھی بحکم متابعت قبلہ سے روگرداں ہونگے پس نماز اُس شخص کی نہ ہوگی جیسا مسئلہ لشکری کا کہ نیّت امیر کی اقامت و سفر میں معتبر ہے اگر امیر نے نیّت اقامت کی اور لشکری نے سفر کی تو اسکا اعتبار نہیں نیت معتبر امیر کی ہے اسیطرح صورت مخالف میں بھی امیر کی نیت کا اعتبار ہے نہ نیت لشکری کا سو جیسے یہاں تابع و متبوع ہیں اسیطرح وہاں بھی جوارح تابع و قلب رئیس ہے اس پر یہ حدیث شریف پڑہی ان فی جسد ابن آدم لمضغتہ اذا صلحت صلح جمیع البدن واذا فسدت فسد جمیع البدن الا وھی القلب پھر فرمایا حضرت ابراہیم بن ادھم نے ایک ہیزم فروش کو دیکھا کہ گٹھا لکڑیوں کا سامنے رکھے نماز پڑہتا ہے جب وہ سلام پھیر کر فارغ ہوا تو خواجہ ابراہیم نے اُس سے پوچھا کہ اگر مصلّی کو نماز میں خیال دُنیا کا دلمیں آوے تو اُسپر کیا واجب ہوتا ہے اور جو خیال بہشت آوے تو کیا کرے ہیزم فروش نے جواب دیا اگر خیال دُنیا آوے تو وضو از سر نو واجب ہے اور خیال بہشت سے غسل خواجہ نے کہا یہ اُلٹی بات ہوئی لازم تھا کہ خیال دُنیا سے غسل آتا بولا دُنیا مُردار ہے نمازی کے دل پر کمتر گذرتی ہے اور بہشت مقصود و مطلوب جملہ زاہدوں اور عابدوں کا ہے اکثر خطرہ اسکا دلمیں آیا کرتا ہے لہذا بنا بر

تشدید غسل واجب کہتا ہوں پھر فرمایا حالتِ مُراقبہ اور نماز میں چاہئیے کہ بالکل دل حق تعالےٰ سے مشغول ہو اور
طرفۃ العین حضوری سے غائب نہو اور مُناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ عثمان خیرآبادی راہ میں چلے
جاتے تھے شیخ واسطی نام کے مُریدوں سے ملے اُنسے پوچھا یا اصحاب فلاں بماذا امرکم شیخکم قالوا امرنا
شیخنا بالتزام الطاعۃ ورویۃ التقصیر فیہا فقال امرکم شیخکم بالمجوسیۃ المحضۃ اس واسطے
کہ رویت تقصیر غیر خدا کے ہے اور طاعت میں غیر حق کا خیال دلمیں کرنا مجوسیتہ ہے پھر یہ قول حضرت
بایزید کا نقل فرمایا کہ انسلخت من قشر البشریت کما ینسلخ الحیۃ من قشرھا اور اسی مقام میں کہا ہے۔
سبحانی ما اعظم شانی ولیس فی جبتی سوی اللہ تعالی وہ ایسے محو ہو گئے تھے کہ غیریت نہ رہی تھی پھر
فرمایا جو گدہا نمک سار میں نمک ہو گیا وہ حکم نمک میں ہے اسپر یہ حدیث قُدسی پڑہی قال اللہ تعالی مازال
عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبتہ فاذا احبتہ کنت لہ سمعًا و بصرًا و فوادًا بی یسمع وبی یبصر وبی
یاخذ وبی یمشی پھر یہ آیت شریفہ پڑہی کہ اذ قال ابراھیم لابیہ آذر اتتخذ اصناما الھہ۔ وجہ تسمیہ والد
حضرت ابراھیم علیہ و علےٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آذر کی یہ ہے کہ اصل میں یہ نام ایک بُت کا ہے
جناب خلیل اللہ کے باپ اُسکے نہایت معتقد تھے اور اُسکی پوجا بہت کیا کرتے نہایت محبت سے اُس
بُت کے اُنکا نام آذر مشہور ہو گیا پھر یہ عربی شعر پڑہا ؏

شعر

کان اسما اصارت بعض اسماعی	ادعی باسماء سرا فی قبا بلھا

اور اُسکے مناسب یہ شعر فارسی پڑہا ؎ تو او نشوی ولیک گر جہد کنی ؏ جائے برسی کز تو توئی برخیزد
کسینے مجنوں سے کہا لیلی آئی۔ بولا لیلی میں ہوں اور سر جھکا لیا۔ ایک مُلا نے کہ حاضر مجلس تھے یہ دو شعر
عربی کے پڑہے جناب خواجہ نے پسند فرما کر زبانِ مُبارک سے مکرر ارشاد کیا ؏

فتشابھا وتشاکل الامر	رق الزجاج ورق الخمر
وکانما قدح ولا خمر	فکانما خمر ولا قدح

ایک اور عالم نے کہ وہ بھی حاضر تھے یہ شعر پڑہا ؎ روحی بروحک ممزوج ومتصل ؏ وکل عارضۃ

تو زود لکسی بوذینی * آخر خدمتِ خواجہ نے یہ شعر پڑہا *

انا من اھوی و من اھوا انا	نحن روحان طلبا بدنا

والحمد للہ رب العالمین ؕ

مجلس ہفتادم - سعادتِ خدمت حاصل ہوئی - جناب خواجہ کی خدمت میں احباب بیٹھے پالودہ نوش کر رہے تھے خدمتِ خواجہ نے مناسب وقت یہ حکایت شروع کی کہ خواجہ ابراہیم بن ادہم قدس سرہ العزیز کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک جگہ نہ رہتے گاہے یہ شہر گاہے وہ شہر کبھی قصبہ کبھی گانوں اور جہاں اُترتے مسجد میں اُترتے سرائے وغیرہ میں نہ جاتے ہر روز منزل و ہر شب جاتے - پھر فرمایا کہ ایک بار کسی شہر کی مسجد میں اُترے رات کو مراقب ہوئے غلبہ کیفیت میں دروازہ مسجد کا کھولکر باہر نکلے چوکیدار نے پکڑا اور کوتوال کے پاس لیگیا - کہا ایک چور کو پکڑ لایا ہوں اُس نے اُنکو رات بہر کاٹھ میں قید رکہا دن کو وہاں کے حاکم کے پاس لیگیا - وہاں قاعدہ تھا جسے رات کو پکڑتے صبحکو حاکم کے پاس لیے جاتے وہ جو حکم کرتا جاری کرتے حاکم نے حضرت کو روبرو بلوایا جب غور سے آپکا منہ دیکھا کہا یہ چہرہ چور کا نہیں یہ شخص کوئی درویش کامل معلوم ہوتا ہے پہر آپسے پوچھا کیا تم چور ہو آپنے فرمایا ہاں میں چور ہوں مگر دنیا کا چور نہیں دین کا چور ہوں حاکم نے پوچھا دین کا چور کیسا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین چور وہ ہے کہ اپنی نماز میں چوری کرے کہ اسواء السرقۃ الذی یسرق من صلوٰۃ ارشاد ہے یعنے نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے یا حضور سے نہ پڑہے یا ادہر اودہر دیکھے بہالے غرض جب حاکم نے یہ سُنا پہچانا نزدیک بلا کر کہا بیٹھ جاؤ پاس تعظیم سے بٹھایا پہر کوتوال سے پوچھا رات انکو کس طرح رکہا تھا کہا کاٹھ میں حاکم اُس پر غصہ ہوا کہا بُرا کیا اِس مرد بزرگ سے بے ادبی کی فرمایا دو سو چوب کوتوال کو ماریں جب حاکم نے یہ حکم کوتوال کی نسبت دیا تو خواجہ ابراہیم ادہم نے تبسم فرمایا حاکم نے انکی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش ہمنے تیری محبت و تعظیم کیوجہ سے کوتوال کی سزا مقرر کی ہے تم نے تبسم کیوں کیا - خواجہ نے فرمایا میں اسلئے ہنستا ہوں کہ جسنے خدائے تعالےٰ کی نافرمانی کی اُسکو تو پاس بٹھاتا ہے اور تعظیم کی اور جو تیرا فرمان بجالایا وہ چوب سے پٹوایا جاتا ہے بادشاہ نے اُسے معاف کیا پھر کہانا منگوایا کہ خواجہ کو

ساتھ کھلاوے جب دسترخوان آراستہ ہوا پہلے پیالہ پالودہ خواجہ کے سامنے رکھا خواجہ نے اُس پیالہ کی
طرف بغور دیکھا اور نہ کھایا حاکم نے پوچھا اے درویش کیا سبب ہے کہ پالودے کو دیکھتے ہو اور کھاتے نہیں
خواجہ نے فرمایا مجھ کو اس تمہارے پالودے سے قیامت کا حال یاد آتا ہے پوچھا کس طرح فرمایا اُسدن
دو گروہ ہوں گے بعضے پالودہ بعضے آلودہ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اُسی طرف اشارہ ہے جنے اپنے
آپ کو دُنیا میں مجاہدہ طاعت و عبادت میں صاف و پالودہ کیا ہے وہ بہشت میں جاوینگے اور جو
آلودہ معاصی ہیں اُنکو آتشِ دوزخ میں پاک و صاف کر کے بہشت میں لیجاوینگے حاکم نے یہ باتیں سُنکر کہا
اے درویش تمہاری ان باتوں سے میرا دل کِھلگیا۔ تم براہِ عنایت میرے پاس رہو تمہارے واسطے
اپنے قریب عبادتخانہ بنوادوں کہ قریب رہو میں آپکی صحبت اختیار کروں اور حکومت چھوڑ دوں خواجہ
نے فرمایا تم میری صحبت میں نہ رہ سکو گے تم بادشاہ ہو ہوس سواری شکاری کی ہوگی جلوس اَردلی یاد آئیگی
ناگاہ مجھکو اپنے پاس دیکھکر بے لطفی ہوگی بادشاہ یہ سُنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ خواجہ نے فرمایا سبحان اللہ۔
ناکردہ گناہ تو ایسے خفا ہوئے اگر واقعی مجھ سے کچھ جُرم صادر ہوتا تو خدا جانے کیا حال ہوتا۔ میں بھلا اُس خدا
کے ساتھ کیوں نہ رہوں کہ ہر دن اُسکے سو گناہ کرتا ہوں اور وہ معاف فرماتا ہے خفا نہیں ہوتا پھر خواجہ
نے ایک آہ سرد سینہ مُبارک سے کھینچکر فرمایا جو کوئی کچھ کام کرتا ہے بھلا یا بُرا وہ اعمال اُسکے ماں باپ
اَقارب۔ و عشائر پر پیش کئے جاتے ہیں پھر یہ حدیث شریف پڑھی قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم فی قبورھم ان کان خیرا استبشروا وان کان غیر ذلک قالوا
اللھم الھمھم ان یعملوا بطاعتک پھر میں نے عرض کی کہ قصہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ظروف شراب
خلیفہ بغداد کی توڑی تھی کیونکر ہے براہِ مرحمت بیان فرمایا کہ خواجہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز ایک دن کنارہ
دجلہ پر جارہے تھے اور خلیفہ شکار سے لوٹکر آیا تھا۔ شرابخانہ اُسکا کشتی میں لاتے تھے جب کشتی کنارہ
آئی اور خواجہ کو معلوم ہوا تو یہ کود کر کشتی میں گئے اور تمام ظروف شراب بجز ایک کے بلور و شیشہ کی عمدہ قیمتی
تھی توڑ ڈالی خلیفہ کے نوکر آپسے کچھ نہ بولے خلیفہ سے جاکر کہا کہ ایک دیوانہ شبلی نام نے کشتی میں آکر تمام
ظروف شاہی توڑ ڈالے ہیں مگر ایک برتن رہنے دیا خلیفہ نے کہا اگر توڑے اچھا کیا۔ میں اس باب میں

کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر جب سب توڑے ایک باقی رکھا یہ بے حکمت نہیں لہذا اُنکو روبرو بلا کر اور بعد تعظیم پاس بٹھا کر پوچھا کہ آپ نے جو ظروف توڑے اچھا کیا مگر ایک جو چھوڑ دیا اسمیں کیا حکمت تھی توڑا تھا تو سب توڑتے۔ یا چھوڑتے تو سب چھوڑتے یہ خلجان میرے دلمیں ہے بھید اس بات کا بیان کیجئے خواجہ نے فرمایا جب میں نے سب برتن توڑے اور ایک رہ گیا تو میں نے اسکو بھی توڑنا چاہا تھا کہ دلمیں آیا آج بغداد میں اس امر معروف کا شور و چرچا ہوگا کہ کسی عالم دیندار سے نہ ہوسکا شبلی کو آفرین ہو کہ اُسنے تسر بخانہ خلیفہ جو علانیہ آتا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا میں سوچا اب اس برتن کا توڑنا خواہش نفس اور حب جاہ سے ہے نہ خالص واسطے خدا تعالیٰ کے لہذا اُسکو نہ توڑا مردانِ خدا جس کام میں شرکت نفس ہو نہیں کرتے ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

مجلس ہفتاد و یکم ۔ سعادت قدمبوس میسر ہوئی ۔ جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر نے دستر خوان بچھوایا تھا اور اقسام حلوا وغیرہ موجود تھے اور ایک حاجی بھی کچھ کھانا عرب کی قسم کا لایا تھا۔ حاضرین میں ایک شخص کا نفلی روزہ تھا اُسکی خاطر کو جناب خواجہ نے خود بھی افطار فرمایا اور خوب کھانے کے لئے یاروں کو تاکید فرماتے تھے میں منتظر اُسکا تھا کہ خواجہ کچھ فوائد ارشاد فرماویں کہ تین چار روز اب اور چند روز پہلے عاشورے سے کچھ نہ فرمایا تھا اُس دن بعد طعام خیال ہوا کہ بحکم و لا مستانسین لحدیث سوال کرنا مناسب نہیں۔ لہذا میں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی بعد طعام اپنے شیخ یا اُستاد سے کچھ استفادہ کرے تو و لا مستانسین لحدیث میں تو داخل نہو گا۔ فرمایا نہیں پھر کہا نزول اس آیۃ شریفہ کا اُن لوگوں کے حق میں ہے جو آنحضرت کے کھانے کے منتظر رہا کرتے جب کہیں سے آپکے واسطے کھانا آتا یہ آموجود ہوتے نمعلوم آنحضرت روزہ دار ہیں یا نہیں وہ بے بلائے آجاتے اور مزاحم حال ہوتے حالانکہ مسلمان تھے جیسا قرآن شریف میں ہے یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام غیر ناظرین اناہ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

مجلس ہفتاد و دوم ۔ سعادتِ ملاقات حاصل ہوئی ان دنوں میں اور لوگوں کے گھر میں رہتا تھا اپنے گھر نہ تھا اُس دن جو خدمت میں آیا۔ تو سوچتا آتا تھا کہ کیا خراب زندگی ہے اوروں کے

گھر رضا نامرادی ہے جب وہ در بند کرلیں تو اندر نجا سکوں جبتک نکھولیں باہر نہ نکلوں غرض اس سوچ میں جب حاضرِ خدمت ہوا تو دیکھا آپ اور حالت میں ہیں میرے خطرہ کے موافق کچھ بات کہہ کر ایک آہ کی اور یہ شعر پڑھا *

شعر

خاناں گو بجاں بگربہ و موشش	دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش

یہہ کیا مردانِ غیب خوش زندگی بسر کرتے ہیں نہ گھر کا غم کہ گرے یا جلے نہ زن و فرزند کا فکر نہ کھانے پینے کا اندیشہ اگر مانا جلنا ہے تو اپنے ہی ہم وضع لوگوں سے نہ غیر سے جب خواجہ نے یہ باتیں کہیں تو میں جان گیا کہ یہ ارشاد میرے حق میں ہے *

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس ہفتاد و سوم - سعادتِ قدم بوس میسر ہوئی - جناب خواجہ فوائد بیان فرما رہے تھے کہ میں پہونچا فرمایا درویش یہ دعا نہیں کرتے کہ اللھم انا نسئلک الجنۃ ونعوذبک من النار - یہ فرقہ خدائے تعالےٰ سے نہیں مانگتا مگر اُسی کو پھر مناسب اِسکے یہ حکایت فرمائی کہ مروی ہے کہ ممشاد دینوری فراش مرض پر پڑے تھے اُنکا حال تنگ ہوا اُسوقت ایک مُرید نے ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا کی کہ خداوندا ممشاد کو بہشت عنایت فرما خواجہ ممشاد نے یہ سُنکر سر اُٹھایا اور کہا نا سمجھ یہ کیا دعا ہے کہ میرے واسطے کرتا ہے چالیس برس سے بہشت کو میرے روبرو لاتے ہیں مَیں گوشۂ چشم سے بھی ادہر نہیں دیکھتا پھر فرمایا ایک طالب خدا حضرت امام جعفر صادق کے پاس آیا - اور عرض کی یا ابن رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا تعالےٰ مجکو اپنی محبت عنایت فرماوے حضرت امامؑ نے دستِ مبارک واسطے دعا کے اُٹھائے اور اُسکے واسطے محبت حق تعالےٰ کی درخواست کی فی الحال طالب بیہوش ہو کر گر پڑا جناب امام المسلمین نے دیکھا کہ اسے طاقت نہیں متحمل نہوگا پھر دعا کی کہ خداوندا اسکو جسقدر اپنی محبت دی ہے یہ اُسکا متحمل نہیں کچھ اُسمیں سے کم کردے غیب سے آواز آئی برگزیدہ میرے ہزاروں نے مجھسے سوال محبت کا کیا ہے اُنمیں سے ایک یہ بھی ہے مَیں نے ایک ذرہ اپنی محبّت سے ہزار حصے کئے اور سب کو تقسیم کئے سوچا لو اُسکو کسقدر ملا ہوگا وہ کتنی ہے کہ اب اُسمیں سے کیلئے کم کروں پھر فرمایا انسان کی راہ زن خواہش نفس و شہوات ہیں - یہ دیو

جبتک ہو سکتا ہے خدا تک پہونچنے نہیں دیتے راہِ دین مارتے ہیں مجاہدہ اس راہ میں شرط ہے کہ
فرمایا والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا۔ کوشش چاہئے کہ جذبۂ الٰہی حاصل ہو فرمایا ہے آنحضرت نے
علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جذبة من جذبات الرحمن توازی عمل الثقلین پھر فرمایا یہ سب عیوب ہیں جو انسان کو نہر
و کتے ہیں جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے رحم اللہ تعالیٰ امرأ اهدی عیوب عمر علیہ
پھر فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو اپنا دوست کرتا ہے تو اُسے اُسکے عیبوں پر مطلع کر دیتا ہے آنحضرت
علیہ السلام نے فرمایا ہے اذا احب الله عبدا ابصره بعیوب نفسه اور مناسب اسکے یہ حکایت
کہی کہ ایک حاجی نے اکیس حج کئے تھے ایکبار اُسکے دلمیں اسبات کا فخر آیا کہ مَیں نے اکیس حج کئے ہیں
حالانکہ یہ خیال عیب تھا مگر اللہ تعالےٰ نے اُسے اس عیب پر مطلع فرمایا فی الفور کھڑا ہوا اور نفس کی
پامالی کو بازار میں جاکر پکارا اے مسلمانوں مَیں نے اکیس حج کئے ہیں انکو بیچتا ہوں جو چاہے بعوض ایک
روٹی کے مجھسے خریدے اسمیں ایک شخص آیا اور اُس کی پُشت پر گھونسا مارکر کہا اے بیہودہ اسقدر قیمت
گراں کہتا ہے تیرے باپ آدم نے تو بہشت ایک دانہ گندم پر فروخت کی تھی تو اکیس حج کو ایک روٹی
مانگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مجلس ہفتاد و چہارم ۔ سعادتِ قدم بوس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ تقریر ترک دُنیا
کے فرمارہے تھے اسمیں بندہ حاضر ہوا فرمایا جناب مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خدمتِ جناب
شیخ سے کاغذ خلافت پایا تو کچھ دیر خلافت نامہ لئے ہوئے مجلس میں بیٹھے رہے اُٹھتے وقت شیخ
سے عرض کی کہ غلام کو کچھ وصیت ارشاد ہو جناب شیخ نے فرمایا ترکِ دنیا ملحوظ رہے پھر فرمایا ایک رسالہ
میں لکھا دیکھا ہے کہ ما بعث الانبیاء الا لصرف قلوب الناس عن الدنیا پھر کہا دنیا کی خاصیت ہے کہ
جب کچھ اُسے پاتا ہے تو اور زیادہ چاہتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ مَیں فقط قدر کفاف چاہتا ہوں نہ زیادہ
حالانکہ وہ جھوٹ کہتا ہے حکایت مولانا شہاب الدین باغبان کا حال بیان فرمایا کہ وہ کچھ خرید و فروخت
نہ کرتے تھے فقط چند درخت انگور و خیار کے لگائے تھے کہ اُن سے بسر اوقات کرتے پھر صحبت اغنیا
ترک فرماکر اہل دنیا سے پرہیز کرنے لگے پھر اس باب میں یہ حدیث روایت کی کہ ایاکم وصحبة الاغنیار

اور دوسری یہ حدیث فرمائی کہ تفوّمنھم کما تفومن الاسل پھر فرمایا کوئی تمام دن طلب فائدہ دین میں بسر کرتا ہے کوئی طلب فائدہ دُنیا میں بعد اسکے کہا فرمایا ہے جناب آنحضرت علیہ السلام نے کل یوم لم ازدد فیہ علما الا بورك فی صحبۃ ذلك الیوم +

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۃ

مجلس ہشتاد و پنجم

- سعادت ملاقات حاصل ہوئی- حکایت کرامت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی کہ ایک روغن فروش کسی گانوں میں قریب اجودھن کے رہتا تھا اس ضلع کے حاکم نے اُس گانوں پر شبخون مارکر لوٹا سب مرد و عورت پکڑے گئے اُس تیلی کی عورت معشوقہ الگ گرفتار ہوکر گم ہوگئی- ہر چند وہ چپ و راست دوڑا اور تلاش کی نہ ملی- وہ حیران و گریاں فراق سے آپکی خدمت میں آیا- شیخ نے اُسکی پریشانی دیکھکر حال پوچھا عرض کی میرے گانوں کو لوٹا ہے اور سب زن و مرد کو پکڑلے گیا میری عورت پکڑی گئی ہر چند تلاش کی نہ ملی مجھے اُس سے نہایت محبت ہے فراق سے قریب ہلاک ہوں بے اُسکے زندہ نرہوں گا شیخ نے کھانا منگوایا اور اُسے کھانے کو کہا وہ بولا جناب مجھے کئی دن کھانا کھائے ہوئے ہیں گلو خشک ہے کھانا کسکا میں مرا جاتا ہوں جناب شیخ نے فرمایا کھانا کھا خداوند تعالےٰ تیری دلجمعی پر قادر ہے اُسنے چند لقمے حسب ارشاد پیٹ میں ڈالکر ہاتھ روک لیا- بولا حضرت لقمہ حلق سے نہیں اُترتا شیخ نے فرمایا تین دن تک میرے پاس رہو اُسے ایکدم قرار نہ تھا تین دن ایک جگہ کیسے رہے شیخ نے فرمایا بن تین دن یہاں رہے کام نہ ہوگا- بناچاری رہا قبولکیا دو روز گذرے تھے تیسرے دن اُس ضلع کے دیوان لوگ مقید اجودہن میں لائے اور جس امیر کا یہ دیوان تھا وہ گانوں غارت شدہ اُسی امیر سے تعلق رکھتا تھا- وہ دیوان بحالت قید شیخ کے سلام کو حاضر ہوا شیخ نے پوچھا تجھے کیوں قید کیا ہے بولا لوگوں کے دراندازی سے اس ضلع کے حاکم نے مجھے محاسبہ کو بلایا ہے نہ معلوم انجام کیا ہو جناب دعا کریں کہ مجکو خلاصی ہو شیخ نے فرمایا تو بخاطر جمع جا حاکم تجھ پر مہربان ہوگا اور خلعت دیگا مگر میرا تجھ سے ایک سوال ہے دیوان بولا جناب اگر مجھے رہائی ہوئی تو جان و مال میرا حضرت کے غلاموں پر فدا ہے سوال کیا کیا چیز ہے جو منظور ہوا ارشاد

کریں شیخ نے فرمایا میں فقط تجھ سے ایک چیز چاہتا ہوں کہ جب تو وہاں پہونچے اور حاکم تجھ پر مہربان ہوکر
ہوا کرے اور خلعت دے تو جو کنیزک تجھے عنایت کرے وہ اس روغن گر کو فی الفور دینا اُس نے یہ بات
قبول کی وہ تیلی اُوٹھ کر رونے لگا۔ کہا یا شیخ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ مقدرت دی ہے کہ چالیس پچاس خرید لوں
میں کنیزک کیا کرونگا مجھے تو وہی میری عورت چاہئے شیخ نے کہا تو محبت مت کر اس دیوان کے ساتھ جا وہ
خاموش اُس دیوان کے ساتھ ہوگیا۔ جب دیوان حاکم کے روبرو ہوپنچا اُسکو دیکھتے ہی کہا چھوڑ دو اور
میرے پاس لاؤ جب قریب گیا عنایت کی اور کہا جامہ کپڑے بدلکر آنا دیوان خوش وخورم اپنے خیمہ کی
کیطرف آیا وہ تیلی وہاں بیٹھا فراقِ زوجہ میں رو رہا تھا اُسکے پیچھے حاکم نے دیوان کیواسطے خلعت بھیجا اور
اپنے خدمت گاروں سے فرمایا فلاں کنیزک کو عمدہ لباس پہنا کر دیوان کے پاس پہونچا دو اور کہو یہ تمکو
بطریق انعام عنایت ہوئی ہے خدمت گار اُس کنیزک کو دیوان کے پاس لایا۔ روغن فروغن نے جب
اُسے آتے دیکھا تو چال سے کچھ پہچانا ادہر اُس عورت نے گھونگٹ سے اپنے شوہر کو دیکھا گھونگٹ کھولدیا
روغن فروش دَوڑکر اُس عورت کے قدموں سے لپٹ گیا اور زار زار رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا
معاملہ ہے بولا میں اِسیکو تلاش کرتا تھا۔ یہ میری عورت ہے اُس دیوان نے سنکر کہا میں حضرت شیخ سے
اقرار کر آیا ہوں یہ عورت اِسیکو دے دو وہ اپنی عورت لیکر خوش وخورم لوٹ آیا۔ اِس حکایت سے حاضرین
کو حیرت ہوئی سب رونے لگے جناب خواجہ نے فرمایا عجب کرامتِ شیخ الاسلام کے ہوئی کہ مراقبہ
میں جان لیا کہ اسکا مطلب اِس طرح حاصل ہوگا ویسا ہی اُسنے تعمیل کو فرمایا پھر جناب خواجہ نے مجھ سے
فرمایا کہ شام کو وقتِ افطار آنا میں اُسیوقت حاضر ہوا دسترخوان بچھایا گیا۔ ایک مُسافر آیا تھا اُس نے
پوچھا کہ امام نے دوسری رکعت میں یہ آیتہ پڑہی ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ اِسکے کیا معنے ہیں اور خود
یہ شعر بھی پڑھا ؎

بر عرش ذرہ ذرہ خداوند مستوی است		چہ ذرہ بر اسافل وچہ عرش بر علا	

خواجہ نے فرمایا یہاں مراد استوی سے استولی ہے پہر اُس مسافر نے کہا نماز بین العشائین کہیں پڑہتے
نہیں دیکھا خواجہ نے فرمایا خانقاہ کے کیا معنے فرمایا خان از روئے لغت بمعنے خانہ ہے اور قاہ کے معنے

عبادت اور دعا اور مغز عبادت کی ہیں پس معنے خانقاہ خانہ عبادت والدعا ہے ضرور ہے کہ اسمیں عبادت و دعا کی جاوے تا جلدی قبول ہو بعدہٗ فرمایا اوابین نماز پیغمبران علیہم السلام کے ہے اور اس پر آیت شریف پڑہی نعم العبد انہ اواب جو حق میں حضرت داؤد علیہ وعلےٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے فرمایا ❖

والحمد للہ رب العالمین ؎

مجلس نہتاد وششم

سعادت قدم بوس میسر ہوئی مجلس دانشمنداں بجماعت کے تھی۔ تصوف ملی ہوئی شروع کلام یہ تھا کہ ایک نے سوال کیا کہ خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے فرمایا ہے لوائی اعظم من لوائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کیونکر ہے جناب خواجہ نے فرمایا بعضے کلمات شلئح از قسم حال وکیفیت کے ہوتے ہیں انکو ہفوات عشاق کہتے ہیں جیسے یہ قول اُن کا کہ لیس فی جبتی سوی اللہ تعالیٰ اور یہ کہنا انکا کہ سبحانی ما اعظم شانی سوان سب کو ہفوات عشاق کہتے ہیں یہ باتیں غلبات احوال میں اُنسے سرزد ہوتی ہیں کہ ہماری فہم سے خارج ہیں۔ دوسرے دانشمند نے پوچھا کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دار دنیا میں جائز ہے یا نہیں جناب خواجہ نے فرمایا کہ حضرت موسےٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام پیغمبر اولوالعزم اور اعلم الناس بصفات اللہ تعالیٰ تھے اگر رویت حق تعالیٰ کی دار دنیا میں جائز نہوتی تو اُسکو نہ چاہتے پہر فرمایا جب حضرت موسٰی پر خطاب ہوا کہ ما لابن النسآء المحیض بالمآء والطین ولرب العالمین تو فرمان آیا اے موسٰی ترکیب تیرے وجود کی گوشت۔ وپوست۔ و استخوان سے ہے اور پہاڑ کہ ترکیب اسکی سخت ومضبوط ہے سو نور الٰہی اگر اُس پر بہی تجلی کرے تو وہ بھی طاقت تحمل نہ لاسکے گا بلکہ پارہ پارہ ہوجاویگا۔ پہر جب حضرت موسٰی پر تجلی ہوئی تو کوہ بے طاقت ہوکر پہٹ گیا اور پارہ پارہ ہوگیا حضرت موسٰی بیہوش ہوکر گر پڑے فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المسلمین اُس دانشمند نے سوال کیا کہ توبہ حضرت موسٰی کی کس بات سے تھے جو تبت الیک فرمایا جناب خواجہ نے کہا رویت خدائے تعالےٰ سے دنیا میں بعد اسکے کہا انا اول المومنین بانک لا تریٰ فی الدنیا یعنے توبہ کرتا ہوں اور پہر ایمان لاتا ہوں کہ تجکو دنیا میں کوئی نہیں دیکہ سکتا اسپر ایک اور دانشمند نے سوال کیا کہ رویت الٰہی خواب میں بہی درست ہے یا نہیں فرمایا ایک طالب

میں عدم جواز لکھا ہے اور یہ دلیل لایا ہے کہ انسان جو خواب میں دیکھتا ہے وہ مثل سے ہوا کرتی ہے ذات
اُس شئے کی نہیں دیکھتی اور حق تعالی مثل و شبہ سے منزہ اور پاک ہے پھر کہا اکثر علما رنے اُس کتاب پر
اعتراض کیا ہے اور مقابل اسکے قول مولانا حافظ الدین کا لائے ہیں جو اُنہوں نے شرح عقیدہ میں لکھا ہے کہ
رویتہ اللہ تعالی جائز فی المنام پھر شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت فرمائی کہ یہ چالیس سال رات دن
میں نہ سوئے عبادت میں جاگتے رہتے اسکے بعد جب ایک شب آنکھ لگی تو حق تعالے کو خواب میں دیکھا پھر
اس شوق میں جہاں ہوتے کیا روز کیا شب سورہتے کہ شاید وہ دولت پھر نصیب ہو ناگاہ غیب سے
ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے اے شجاع وہ دولت جو تجھے خواب میں عنایت ہوئی تھی وہ نتیجہ اُن بیداریوں
کا تھا جو تو نے ہمارے شوق میں کی تہیں ایک ملا جو حاضر تھا بولا کسی بزرگ کا قول ہے رایت ربی فی
احسن صورۃ یہ کیونکر درست ہو جناب خواجہ نے فرمایا اسکی کئی توجیہیں ہیں ایک یہ کہ رایت ربی وکنت فی
احسن صورۃ دوسرے توجیہ یہ ہے کہ رایت ربی امی سیدی جبرئیل علیہ السلام

والحمد للہ رب العالمین ۔

مجلس ہفتاد و ہفتم

سعادت قدم بوس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ نے بہت لوگوں کو افطار کے
وقت طلب فرمایا تھا اور سب کو سماع بھی تھا بعد افطار مجلس خاص ہوئی یاران بزرگ سے چند آدمی تھے
ہر چند وہاں جائے خالی تھی مگر میں کچھ دور بیٹھا تھا خواجہ نے بطریق رحمت فرمایا قلندر سر برہنہ رہتے ہیں
تو نے ریسماں سر پر کیوں لپیٹی ہے میں اُسدن ریسماں سر پر باندہے گیا تھا پھر اور یاروں سے فرمایا
یہ خوب بسر کرتا ہے اور یہ شعر پڑہا ۔

شعر

اے خادم ہیچکس نہ مخدوم کسے	گوشہ لو بزی کہ خوش جہانے دارد

پھر زمانہ حضرت جناب شیخ سلطان الاولیا اور اُنکے مریدوں کا یاد فرماکر تاسف کیا فرمایا خداوندا وہ لوگ
کیا نیک و صالح تھے اور کیا خوش وقت تھا اور بعض یاروں کے نام لئے جیسے مولانا برہان الدین غریب
اور امام شہاب الدین وغیرہ میں نے کہا اسوقت کے صوفیوں کا کیا ذکر ہو سکے عجب صاحب حال تھے پھر کہا

اُسوقت کے علماء بھی سب دیندار و صالح تھے اور اب اکثر صالح ہیں پھر کہا ان دنوں دعوتیں عام ہوا کرتی تہیں
موسم اعراس از آخری چہار شنبہ صفر میں خطائر و باغات میں جگہ نہ ملتی تھی ہر طرف سرود و رقص ہوتا پھر اُس
وقت کے فراخ سالی اور ارزانی بیان کی جو سلطان علاء الدین کے وقت میں تھی اُن دنوں موسم سرما
میں ہر فقیر سادہ پوش ہوتا کافور نام مہردار شاہی اکثر لبادے سلواکر فقرا کو تقسیم کرتا بعضے دو دو پاتے پھر یہ حکایت
بیان کی کہ قاضی حمید الدین ملک التجار جب اُن دنوں اودھ میں گیا تو وہاں دعوت کی مجکو بھی بلایا تھا جب
بعد دعوت لوگ رخصت ہوئے تو میں اور وہ ایک جگہ بیٹھے تو یہ قصہ بیان کیا کہ ایک بار میں نے سلطان
علاء الدین کو دیکھا پلنگ پر بیٹھے ہوئے سر برہنہ پانوں زمین پر فکر میں غرق مبہوتوں کی شکل میں رو برو گیا
بادشاہ ایسا فکر میں تھا کہ کچھ خبر نہ ہوا میں نے باہر آکر یہ حال ملک فرید بک سے کہا کہ آج میں نے بادشاہ کو
اس طرح دیکھا ہے تم بھی چلکر دیکھو کیا سبب اس فکر کا ہے اُنکی سدر پروانگی تھی وہ قاضی کے ساتھ اندر گیا
بادشاہ کو باتوں میں لگایا۔ پھر عرض کی کہ امیر المسلمین سے کچھ عرض ہے حکم ہو تو بیان کروں بادشاہ نے
اجازت دی قاضی حمید الدین ملک التجار آگے بڑھا اور قاضی نے کہا میں بھی اندر آیا تھا حضور کو دیکھا سر برہنہ پریشان
حال فکر مند ہیں سو آپکو کس بات کی فکر تھی بادشاہ نے کہا سنو مجکو چند روز سے یہ فکر ہے کہ میں دلمیں سوچتا
ہوں کہ مجکو اللہ تعالٰے نے اپنے مخلوق پر حاکم کیا ہے اب کچھ ایسا کام کرنا چاہئے کہ مجھسے تمام مخلوق کو نفع پہونچے
دلمیں سوچا کیا کروں اگر تمام خزانہ اپنا اور سو چند اسکا تقسیم کروں تب بھی خلق کو نفع نہو گا اب ایک بات سوچی
ہے وہ تم سے کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تدبیر ارزانی غلہ کی کروں کہ اس سے سب مخلوق کو فائدہ پہونچیگا۔ اور
ارزانی غلہ کی یہ تدبیر کی ہے کہ بنجاروں کی نائکوں کو حکم دوں کہ حاضر ہوں وہ جو غلہ اطراف سے نہار عل ہیلوں
میں لاتے ہیں انکو خلعت دیکر اپنے خزانہ سے روپیہ قیمت کا دوں اور خرچ خانگی انکا الگ دوں کہ بے فکر
ہو جاویں اور جو فائدہ ہو وہ اُنکو معاف کروں۔ تا اطراف قریب و بعید سے غلہ لاویں اور میرے نرخ
مقررہ کے موافق بیچیں غرض یہی بات قرار داد ٹہری اور نائکوں کو فرمان جاری ہوئے خلعت اور خرچ
اور قیمت خزانہ شاہی سے ملا اور ہر طرف کا غلہ اطراف سے بکثرت آنے لگا چند روز کے بعد فی من گندم سات
جیتل کو آنے لگا اور گھی شکر سب چیزیں ارزاں ہوئیں خلق آسودہ ہوئی سب نے نفع پایا یہ بادشاہ

علاء الدین عجیب غریب پرور بادشاہ تھا۔ حاضرین سے ایک بولا لوگ اُسکی قبر پر زیارت کو جاتے ہیں اور اپنی مُراد کی ریسماں اُنکے مزار پر باندھ آتے ہیں اللہ تعالےٰ اُنکی حاجتیں بر لاتا ہے مجھکو اس موقعہ پر ایک قصہ یاد آیا وہ بیان کیا چند روز ہوئے ہیں کہ میں زیارت مزار کو سلطان علاء الدین کے گیا تھا۔ بعد نماز جمعہ کے پھر فاتحہ پڑھ کر جہاں لوگ کلاوہ باندھتے تھے گیا اگرچہ مجھکو کچھ حاجت نہ تھی مگر میں نے اپنے دستار سے ایک دھاگا نکالکر وہاں باندھ آیا رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی پکارتا ہے کہ سلطان علاء الدین کی قبر پر کون ریسماں حصول مراد کو باندھ گیا ہے اُسکے چند بار پکارنے پر میں روبرو گیا اور کہا میں نے دھاگا باندھا ہے بولا تیری کیا حاجت ہے بیان کر میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں کیا بیان کروں اور دلیں گذرا کہ جو مجھے حاجت ہے اپنے شیخ کے روضہ مبارک سے خواستگاری کی ہے شیخ کافی ہے۔ غیر سے کیا چاہوں اسی حال میں بیدار ہو گیا +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

مجلس ہفتاد و ہشتم

سعادت مجالست حاصل ہوئی ایک سید مرید ہونے آیا تھا اور زمرۂ اہل قلم پادشاہی میں نوکر تھا حضرت خواجہ نے ہاتھ واسطے بیعت کے بڑھایا اور فرمایا نماز باجماعت پڑھا کر جمعہ فوت نہ ہو روزہ ایام بیض لازم جان پھر کہا جو روزے ایام بیض کی رکھتا ہے اسپر روزی فراخ ہوتی ہے اور میرے مُریدوں کو بھی وصیت ہے کہ جو کام خدا اور رسول نے منع کیا ہے اُسے نہ کرنا پھر فرمایا دولتِ دُنیا بے ثبات ہے تم خیال کرلو کہ چند گھوڑے میرے پائگاہ میں ہیں اور چند خدمت گار دست بستہ میرے روبرو کھڑے ہیں اتنے درم و دینار کی ہمیشہ میری آمدنی ہے آخر یہ سب کو چھوڑنا ہے اور چھوٹنے والی چیز کا غم کرنا بے فائدہ ہے غم اور فکر سرائے باقی کا ضروری ہے کہ اُسکو ہمیشگی ہے یہی نمود دیکھو کہ ہمارے روبرو کتنے تھے اور کتنے چلے گئے آخر ہم سے پہلے تھے اور ہم سے پہلے چلدیے پھر اُن سید سے پوچھا کیا کیا کرتے ہو بولا قرآن مجید پڑھا کرتا ہوں جو شخص اُن سید کے ساتھ آیا تھا بولا جناب یہ حافظ ہیں اور ان کے باپ بھی حافظ بزرگوار و صالح تھے جناب خواجہ نے فرمایا حدیث شریف میں ہے اهل القرآن هم اهل الله وخاصته مولانا شمس الدین یحییٰ حاضر تھے عرض کی عرب میں قرآن شریف ہند کی طرح نہیں

پڑھتے یعنے فقط لفظ وآیتہ یاد نہیں کرتے بلکہ ہر آیت کو معہ اسکے شان نزول اور ناسخ و منسوخ وغیرہ احکامات کے پڑھتے ہیں جب اسکو معہ احکام خوب یاد کر لیتے ہیں تو دوسری آیتہ شروع کرتے ہیں پھر اسباب میں کہ سید باوجود نوکر ہونے کے مشغول رہتے تھے فرمایا اگر کوئی گھر یا راہ میں شب و روز قرآن پڑھتا رہے اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اسکو نوکری حجاب نہیں وہ صوفی ہے اور یہ شعر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمایا ؎ مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست * کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش *

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

مجلس ہفتاد و نہم

شرف مجالست حاصل ہوئی ایک مرید خدمت خواجہ کا حاضر تھا اس سے پوچھا کیا پڑھتا ہے عرض کی ہدایہ فقہ کا جناب خواجہ نے فرمایا امام الحرمین ابوالمعالی کو انکے باپ ابو محمد جوینی نے فرمایا کہ حضرت ابو سعید ابوالخیر کی خدمت میں حصول برکت کو جا جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو شیخ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو انھوں نے عرض کی خلافیات پڑھتا ہوں شیخ نے دوبارہ فرمایا خلاف نچاہیے۔ خلاف کرنا نچاہئے جب امام الحرمین ابوالمعالی شیخ کے پاس سے لوٹ کر گھر آئے تو انکے والد شیخ محمد جوینی نے پوچھا کہ زیارت شیخ کی کہا ہاں شیخ نے کیا کہا یہ بولے مجھ سے شیخ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو میں نے واقعی حال عرض کیا کہ خلافیات فقہ پڑھتا ہوں یہ سنکر شیخ نے دوبار فرمایا خلاف نچاہئے خلاف نچاہیے محمد جوینی نے کہا اے ابوالمعالی فقہ مت پڑھ اس علم کو چھوڑ دے مگر شیخ کی اسبات کی برکت سے یہ ایسے فقیہہ ہوئے کہ انکے شاگرد اطراف عالم میں پہونچے میں نے عرض کی انکو امام الحرمین کیوں کہتے ہیں فرمایا انھوں نے دونوں حرمین شریفین میں امامت کی ہے پھر فرمایا منکران سماع بہت ہیں مگر اکثر لوگ منصف بھی ہوتی ہیں اسپر یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ایکبار صدودھات سے اس گانوں میں گئے جہاں شیخ ابوالقاسم قراتی رہتے تھے اور اس اطراف میں یہ رسم تھی کہ جیسے اس ملک میں خانقاہ بناتے ہیں وہاں فقراء کے واسطے محل بنوادیتے ہیں اسمیں مسافر اترا کرتے ہیں غرض شیخ ابوالقاسم قراتی نے انکا آنا سنکر شیخ ابو سعید کا استقبال کیا اور اپنے محل میں لے آئے طعام دعوت پکوایا تھا بعد فراغت طعام سے حضرت ابوالخیر نے شیخ ابوالقاسم سے کہا پانچ آیتہ پڑھو کہ فاتحہ واسطے بزرگان دین کے کہا ہوسے اور

حضرت ابو سعید ابو الخیر کی عادت تھی یہ جہاں جاتے حافظ اور قوال دونوں آپ کے ہمراہ ہوا کرتے شیخ ابو القاسم قرانی منکران سماع سے تھے ہیبت شیخ سے کچھ نہ بول سکے فقط یہی کہا کہ بعد فاتحہ اوٹھ کر باہر چلے گئے قوالوں نے سماع شروع کیا شیخ ابو سعید کو کیفیت ہوئی اُٹھ کھڑے ہوئے اور عین تواجد میں باہر آئے اور ابو القاسم قرانی کے پاس آکر اشارت کی واسطے رقص کے مگر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور وجد نہ کیا جب حضرت ابو سعید نے دیکھا کہ یہ وجد نہیں کرتے کہا شیخ صحرا کی طرف دیکھو انھوں نے اسطرف نظر کی تو تمام درختان صحرا کو تواجد میں دیکھا معائنہ اس حال سے شیخ ابو القاسم کو کیفیت پیدا ہوئی جامہ چاک کیا اور رقص شروع کیا پھر انکا بھائی جو منکر سماع تھا اُسکو بھی رقص میں لائے ✦

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

مجلس ہشتادم

سعادت قدم بوس ہاتھ آئی۔ بیان اس بات کا تھا کہ جس شخص کا ورد وظیفہ فوت ہو جاوے تو نام اُسکا دفتر اموات میں لکھتے ہیں مگر یہ بات صوفیہ کرام کے نزدیک ہے اور اسباب میں شیخ حسن نوری کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بزرگان دین سے اُنکی زیارت کو چلے اور اُن بزرگ کی یہ کراست تھی کہ یہ جو خواب دیکھتے سچ ہوا کرتا جب قریب اُس شہر کے پہونچے تو شب کو خواب میں دیکھا وہ فوت ہو گئے ہیں جب جاگے تو کہا میرا خواب کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔ سالہا سال سے اسکا تجربہ ہوا ہے اب جو وہ فوت ہو گئے تو میں گھر کو لوٹ جاؤں پھر سوچا کہ اب قریب آگیا ہوں اگر زندہ نہ پایا تو انکی تربت دیکھ کر فاتحہ پڑہوں بعدہٗ لوٹ جاؤں گا اس خیال سے شہر میں آئے اور کسی سے اُنکی تربت دریافت کرنے لگے سب نے کہا وہ زندہ ہیں اُنکی تربت کیا پوچھتے ہو یہ حیران ہوئے کہ میرا خواب کبھی خلاف نہیں ہوتا غرض اُن سے جاکر ملے اور کہا اے خواجہ خواب میرا کبھی دروغ نہیں ہوا۔ میں نے ایک رات دیکھا کوئی کہتا ہے فلاں فوت ہوا۔ اب آکر آپکو قید حیات میں پایا یہ کیا بھید ہے اُن بزرگ نے سوچکر پوچھا یہ خواب دیکھے ہوئے چند روز ہوئے اُنہوں نے وہ دن تاریخ بتائی فرمایا خواب تمہارا سچا ہے اُس رات میرا ورد قضا ہو گیا تھا عالم بالا سے منادی نے پکارا کہ فلاں شخص فوت ہوا بعد اسکے یہ آیۃ شریف پڑھی فلنحیینہ حیاۃ طیبہ اسکی تفسیر میں اقوال متعدد ہیں مگر بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ ہے

کہ مراد حیاۃ طیبہ سے قناعت ہے جسکو قناعت ملی گویا حیات طیبہ ملی اور اسلام بھی حیاۃ حکمی ہے اور اعتاق بھی حکماً حیات ہے پھر فرمایا ایک حیات عوام کی ہے اور ایک حیات خواص کی حیات عوام قیام نفوس سے ہے اور حیات خواص قیام اوقات سے اگر اوقات معمور ساتھ اوراد و مشغولی کے ہیں تو وہ زندہ ہیں۔ اور اگر اوقات ضائع ہوئی۔ تو موت انکو حاصل ہوئی۔ بعد اسکے ایک مُلّا کہ حاضر محفل تھا بولا جناب فلاں کتاب میں ایک مقام حل نہیں ہوتا فرمایا کیا دشواری ہے عرض کی اُس میں لکھا ہے نفاق العارفین افضل من اخلاص المریدین مطلب اسکا ذہن نشین نہیں ہوتا فرمایا یوں بھی ہے کہ ریاء العارفین اس واسطے کہ ایک ریاء مذموم ہے اور ایک محمودہ۔ ریاء مذمومہ یہ ہے کہ کوئی نماز پڑہے اس نیت سے کہ لوگ دیکھ کر عابد و زاہد تصور کریں اور اس خود نمائی میں نیت جذب منفعت دنیاوی ہو تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہوا کہ عبادت میں غیر کو شریک کیا اور حکم ہے کہ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ مگر اکثر علماء فاسق کہتے ہیں کافر نہیں کہتے اور ریاء محمود یہ ہے کہ نماز پڑہے اس نیت سے تا اور لوگ دیکھ کر اسکی پیروی کریں اور عبادت زیادہ ہو جیسے کوئی پیر مریدوں کے دکھلانے کو نوافل زیادہ پڑھے اور روزے رکھے تا مُریدوں کو تعلیم ہو مَیں نے عرض کی سوال ان کا نفاق سے تھا فرمایا نفاق ایسا ہی ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب رسالت مآب کی خدمت میں آکر بیٹھا کچھ دیر بعد جب اوٹھ گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے حال سے لوگوں کو خبر دی کہ یہ بدمرد ہے۔ حاضرین سے ایک نے پوچھا یہ غیبت ہے فرمایا غیبت نہیں یہ اخبار ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دیا کرتے اور اُسکا اعتقاد بھلائی کا رکھتے تھے لہذا آنکو مخبر اُسکے ہوئی کہ اعتقاد تمہارا باطل ہے اور اُمور باطلہ کا معتقد ہونا روا نہیں۔ اِسپر مَیں نے عرض کی کہ اذکروا الفاجر بما فیہ بھی تو آیا ہے فرمایا یہ بیان غیبت کا ہے یعنی جب معلوم ہو کہ غیبت کرنے سے یہ فسق و فجور چھوڑ دیگا تو اُسکی غیبت کرنا روا ہے کہ وہ اُس خراب کام سے باز آوے یا اور لوگ اُس بات سے مطلع ہو کر اُسکی صحبت سے پرہیز کریں

والحمد للہ رب العالمین ۞

مجلس ہشتلو ویکم

دولتِ دیدار حاصل ہوئی۔ جناب خواجہ نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شرع ہیں جو قول و فعل آپ سے صادر ہوا وہ سزاوار متابعت ہے

پھر کہا ہر ایک مسلمان ان دو چیزوں پر ہے کہ جو خدا و رسول نے فرمایا ہے اسکی متابعت کرے اور جسے منع
کیا ہے اسکو ترک کرے پھر یہ آیۃ شریفہ پڑھی وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا پھر کہا جملہ
خزائن و دفائن زمین کے آنحضرت پر پیش کئے کہ انکو بے حساب خرچ کریں مگر آپ نے قبول نہ کیا اور مال
غنیمت سے خمس آپکا حصہ تھا جیساکہ فرمایا فان للہ خمسہ وللرسول فرمایا آنحضرت نے کہ خمس بھی حصہ ہے
مگر وہ بھی لوٹ کر تم پر قسمت کیا گیا ہے اور مناسب اسکے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دن خدمت نبوی میں غنیمت
بے شمار آئی تھی آپ لوگوں میں اُسے تقسیم کر رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس جگہ
حاضر تھے جناب اُم المومنین عائشہ رض اُن دنوں کم عمر تھیں یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس آبیٹھیں اور
کہا الیوم یوم حماری و یوم قنفنی جناب آنحضرت نے اور سب کو مال عنایت فرمایا ام المومنین حضرت عائشہ رض
کو کچھ نہ دیا جب کچھ باقی نہ رہا تو جناب صدیقہ نے بے ذوق ہو کر کہا ان کنت نبیا فاعدل بنا ما فعل الانبیاء
قبلک میں نے عرض کی اُن واسطے شک کرتے ہے خواجہ نے فرمایا یہاں واسطے شک کے نہیں۔ یوں
بہت کہتے ہیں کہ اگر تو میرا فرزند ہے تو یہ کام نہ کرنا اور اگر میرا بھائی ہے تو ایسا کر حالانکہ فرزندیت واخوت
میں کچھ شک و نقصان نہیں ہوتا لہٰذا اس طرح کہا کہ اگر آپ نبیؐ ہیں تو وہ معاملہ کریں اور جو انبیاء اپنی
بیویوں سے معاملہ کرتے تھے جب اُم المومنین سے یہ کلمہ بے ادبی کا سرزد ہوا تو جناب صدیق رض نے
طمانچہ مارنے کو ہاتھ اٹھایا جناب رسولخدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا آخر بہا فانہا صغیرۃ جناب صدیق
ممانعت سے ہاتھ اٹھا کر رہ گئے حضرت اُم المومنین کو تین طرحکے غم ہوئے ایک چادر نہ ملنے کا۔ دوسرے
کلام بے ادبی کہنے کا۔ تیسرے باپ کی ناراضی کا غرض وہاں سے حیران و شرمندہ اُٹھ کر اپنے حجرہ میں
آئیں اور سر زانو پر رکھ کر بیٹھ گئیں مگر آنحضرت بھی متعاقب اُنکے اندر تشریف لائے اور آکر سر پر کھڑے
ہوئے مگر حضرت عائشہ رض اُسی طرح سر جھکائے مغموم و حیران بیٹھی رہیں جب دیکھا یہ کچھ نہیں بولتیں تو
دست مبارک اُنکے کاندھے پر رکھکر فرمایا ایہا الشیطان الخبیث اخرج من النفس الطیبہ حضرت ام المومنین
نے جناب رسالت مآب کا یہ کلام سنکر سر اٹھایا اور بولیں لقد خرج والذی بعثک بالحق نبیا پھر فرمایا بزرگوں
نے کہا ہے کہ یہ غم جو حضرت عائشہ رض کو حاصل ہوا بہ سبب شومئ خواہش دنیا کے تھا کہ دلمیں اور مقنعہ طلب کیا

پھر فرمایا بعض کے نزدیک نزول ان دو آیتوں کا اسی محل میں ہوا ہے یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن
تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ
فان اللہ اعد للمحسنٰت منکن اجرا عظیما۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام پاس آنحضرت
صلعم کے آئے اور کہا اللہ نقرئک السلام فقال خیرت بین النبوۃ مع الفقر والنبوۃ مع الغنا فقال علیہ السلام
اخترت ان اکون نبیا فقیرا اجوع یومین واشبع یوما مگر آپ کی سیری اس طرح کی نہ تھی جیسے ہم پیٹ بھر کھاتے
ہیں پانچ چھ خرموں میں آپ شکم سیر ہو جاتے تھے پھر فرمایا جب یہ دو آیتیں اُتریں تو آپ نے ازواج مطہرات
سے پوشیدہ۔ لہٰذا اس خیال سے کہ عورات ناقص العقل ہیں مبادا یہ فقر نہ اُٹھا سکیں او طلاق لینا پسند کریں
پس آپ نے اول اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کو بلایا کہ یہ سب میں فقیہہ اور علامہ تھیں۔ پھر کہا اے عائشہؓ دو آیتیں
نازل ہوئی ہیں۔ میں تمہارے آگے انکو پڑھونگا اور سُنا کر پوچھوں گا۔ کہ کہو اب کیا جواب دیتی ہو اور دو
باتوں میں سے کونسی چاہتی ہو سو تم جلدی جواب نہ دے بیٹھنا اول اُسکے جواب میں اپنے والد ماجد سے
... ... بیٹا پھر ... جواب دینا بعد اس تفہیم کے آپؐ وہ دونوں آیتیں اُنکے روبرو پڑھیں جناب عائشہ
صدیقہؓ جب ارشاد آنحضرت اور حکم سے مطلع ہوئیں تو بولیں یا رسول اللہ اشاور لھذا ابابکر واللہ اختار اللہ ورسولہ
جب جناب صدیقہ نے صحبت نبوی ساتھ فقر کے قبول کی اور دوسری بیویوں نے حکم کلام الٰہی سُنا کہ ہم
مختار کیگئی ہیں تو چونکہ عورات ناقص العقل ہیں بعض نے خیال کیا کہ آنحضرت نے تو فقر و فاقہ پسند فرمایا ہے
اور ہمکو عورتوں میں روسائے عرب کے میلے کچیلے بے زیور و لباس ہونے پر طعن و تشنیع ہوگی کہ رسول خدا کی
بیوئیں یوں شکستہ حال بے جامہ و زینت ہیں مگر جب سُنا کہ جناب صدیقہؓ نے بلا تامل خدا اور رسول فقر و فاقہ
کے ساتھ پسند و اختیار کیا تو یکایک سب نے پکار کر کہا واللہ نختار اللہ ورسولہ والفقر پھر خواجہ نے کہا کوئی
دن آنحضرت شریف پر اُس دن سے خوشتر نہیں گذرا کہ جسدن سب بیویوں نے فقر کو پسند کیا اور رسول
خدا سے جدائی پسند نہ کی پھر بولے کہ جنابہ صدیقہؓ ان دو باتوں سے باقی بیویوں پر فخر کیا کرتی تھیں۔
ایک یہ کہ اور سب ثیبہ تھیں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دوسرے یہ کہ جب جناب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو سر مبارک جناب آنحضرت کا ام المومنین عائشہ صدیقہ کے زانو سے

مبارک پر تھا والحمد للہ رب العالمین ○

مجلس ہشتاد و دوم - سعادتِ قدم بوس حاصل ہوئی جناب خواجہ ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر تقریر ترک دنیا میں کر رہے تھے کہ دنیا کی خاصیت ہے کہ اگر سر انگشت اُسپر رکہیں تو تمام انگشت تر ہوجائیگی پھر کہا اللہ تعالیٰ بالخیر نے انبیا بھیجے اور سب نے یہی حکم پہونچایا کہ فردا قیامت وہ لم تبلیغ سے سبکدوش ہیں ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا - پھر کہا عوارف میں یہ حدیث شریف منقول ہے - عن ابی موسی الاشعری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ کمثل رجل اتی قوما فقال یا قوم انی رایت الجیش بعینی وانی انا النذیر العریان فالنجا فاطاعہ طائفۃ من قومہ فادلجوا فانطلقوا علی مھلھم فنجوا وکذبت طائفۃ منھم فاصبحوا مکانھم فصبحھم الجیش فاھلکھم واجتاحھم فکذالک من اطاعنی فاتبع ما جئت بہ من الحق ○ یعنی فرمایا آنحضرت نے لشکر شیطان تمہاری کمین میں ہے ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین جو آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگے اور فرمان رسول بجا لادے اور دنیا سے محترز رہے اُسکو آخرت میں حصہ کافی ملیگا جیسا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا بعد اِسکے کہا آنحضرت علیہ السلام نے فرمان آلہی پہونچا دیا تا کسی کو روز قیامت عذر و حیلہ نرہے اور اُسپر یہ آیت شریفہ پڑہی رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل ○

والحمد للہ رب العالمین ○

مجلس ہشتاد و سوم - سعادتِ قدمبوس حاصل ہوئی ایک قلندر آیا تھا عالم سیاح الکامل حضرت خواجہ نے اُسے مہمان کیا تھا جب میں حاضر ہوا تو اُس قلندر کو بھی بُلوایا اور مجھ سے کہا ہمارے پاس ایک قلندر عالم کامل آیا ہوا ہے غرض جب وہ سامنے آیا تو جھک کر باادب سلام کیا خواجہ نے فرمایا بیٹھو پھر اُسکی طرف متوجہ ہوکر یہ شعر پڑہا ○

مُرتد نشوی قلندری کار تو نیست	کافر نشوی عشق خریدار تو نیست

فرمایا مرتد ارتدہ وہ ہے اِسکے معنے ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا ہے ثلاثی اسکا ردّہ ہے سو

جبتک صفات ذمیمہ چھوڑکر صفات حمیدہ حاصل نہ کریگا تو قلندری تیرا کام نہیں اور صفات ذمیمہ کیا ہیں
حقد حسد بخل طلب دنیا خواہش چرب وشیریں حصول شہوات پہر کہا کافر نہ ہوتا کیسے سو کفر کے معنے ستر
کے ہیں یعنی چھپانا کاشتکار کو کافر کہتے ہیں کہ وہ تخم زمین میں چھپاتا ہے پس قلندر عاشق چاہئے ہونا
کہ اپنے حسنات کو پوشیدہ کرے پہر فرمایا توبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم اگلی اُمتوں کی توبہ قتل نفس تھی۔
اُنکی توبہ جب قبول ہوتی جب اپنے آپ کو مارڈالتے تھے مگر یہ آیتہ اُمتہ رسول اللہ کے حق میں منسوخ ہے
کہ اِنکی توبہ حسرت وندامت ہے فرمایا الندم توبتہ۔ اور بعضوں نے کہا ہے یہ آیت اِس اُمت کے حق
میں منسوخ نہیں کہ یہہ ماموروں مخاطب ساتھ ترک شہوات کے ہیں سو جنے شہوات ترک کیں اُس نے گویا
اپنے نفس کو قتل کیا کہ یہی مراد موتوا قبل ان تموتوا سے ہے قلندر صورت مُردہ کی ہے اسواسطے کہ اُس نے
شہوات ولذات کو ترک کیا ہے پہر کہا نماز ہر شخص پڑہ سکتا ہے اور روزہ بھی سب رکھ سکتے ہیں مگر شہوات
سے جدا ہونا اور ترک لذات کرنا اور کام ہے اِسکا چھوڑنا مشکل ہے اسپر یہ حکایت فرمائی کہ کسی شہر کا بادشاہ
عورت جمیلہ رکھتا تھا اتفاقًا وہ مرگیا اور عورت نے عدت پوری کی وہاں ایک شیخ بزرگ تھے عورت نے
اُنہیں کہلا بھیجا کہ میرا خاوند مرگیا ہے مَیں جوان حسین ہوں مال واسباب بکثرت ہے مجھ کو خوف ہے کہ
کہیں یہ مال خواہش نفس میں صرف نہ ہو مجھے للہ اپنے نکاح میں قبول کرلو شیخ نے قبول کیا اور نکاح ہوا اُنکو عورت شیخ کے
یہاں آئی شیخ وظیفہ میں مشغول تھے ثلث شب گذری یہ عورت بیٹھے بیٹھے تنگ آئی نیند غالب ہوئی شیخ یہ دیکھکر اُٹھے پلنگ پر آکر عورت کو بلایا اور
اُسکا ہاتھ لیکر اپنے شکم پر رکھا اُنکے شکم چند گرہیں ہوگئیں تھیں عورت نے پوچھا یہ گرہیں شکم میں کیسی ہیں کہا یہ
ایسی ہوئیں کہ مجھسے چند عورتوں نے نکاح کیا جب جی نے چاہا کہ اُن سے انبساط و دل لگی کردوں تو مَیں
نے اپنا جی مارا اور شہوت کو روکا اُسے ہر بار ایک گرہ شکم میں ہوگئی عورت نے پہر ہاتھ شکم پر رکھا اور پوچھا
یہ تازہ ایک گرہ معلوم ہوتی ہے کہ ابھی ہوئی پہلے نہ تھی۔ درویش نے کہا یہ تمہارے سبب سے ابھی ہوئی
ہے. حکایت پھر کہا ایک درویش تماراہ میں کوئی عورت حسینہ جمیلہ اُسکے رُوبرو سے گذری اُسکی نظر اُس
پر ایک بار پڑی اُنگشت سے ایک آنکھ نکالکر پھینکدی دوبارہ دوسری آنکھ نکالنی چاہی کہ ہاتف نے کہا بس
کر ایک نظر کو ایک عقوبتہ کافی ہے ایک آنکھ نکالنے سے اُس گناہ کا عوض ہوگیا پہر کہا مقصود ترک و

تجربہ سے یہ ہے کہ نماز وذکر میں حضوری نہ پیدا ہو جسکے تعلقات بہت ہوتے ہیں اُسکا دل اُن تعلقات میں
پریشان رہتا ہے پس جب نماز وذکر میں دل پریشان ہو تو حضور نہوگا - ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطاناً
فہو لہ قرین اور احسان کے باب میں یہ جملہ حدیث شریف کا پڑھا الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن
تراہ فانہ یراک ۵ والحمد للہ رب العالمین ۵

مجلس ہشتاد وچہارم

-شرف مجالست حاصل ہوئی ایک واعظ حاضر محفل تھا خواجہ نے
اُس سے کہا جناب آنحضرت کے عُرس کے روز وعظ کہنا وہ بولا وعدہ وعظ اُسی روز عُرس ہوگا پھر اُس نے
پوچھا کہ عُرس آنحضرت میں علمار کا اختلاف ہے جناب خواجہ نے فرمایا اسیواسطے تفاسیر میں بھی اختلاف ہے
پھر ایک تفسیر کا ذکر پیش کی اُسمیں لکھا تھا کہ نزول اس آیت شریف کا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۵ عرفہ کے دن ہوا ہے بعد اسکے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اکاسی
دن زندہ رہے ہیں ایک مُلا نے پوچھا جناب کیا سبب لوگوں کو عرس آنحضرت علیہ السلام میں اُسقدر اہتمام
نہیں ہوتا جیسا عرس مشائخ میں ہوا کرتا ہے خواجہ نے فرمایا کرنے والے تو پورا اہتمام کرتے ہیں پھر فرمایا ان
بارہ دنوں میں میرے جناب شیخ یعنے شیخ الاسلام نظام الحق والشرع والدین رضی اللہ تعالی عنہ جو کھانا پکواتے
بہ نیت عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا کرتا اور بارہویں دن تو دعوت عام ہوا کرتی تھی پھر فرمایا جو کوئی کچھ
کھانا بہ نیت ایصال ثواب کیکے روح کیواسطے لوگوں کو دی تو وہ اُسکی روحکو پہونچتا ہے - سو کونسا کھانا اس سے
بہتر ہوگا کہ بہ نیت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا جاوے آنحضرت ہمارے کھانے کے
محتاج نہیں بلکہ ہم سب محتاج شفاعت آنحضرت کے ہیں ہم اپنے رسوخ کیواسطے سعادت سمجھ کر کھانا کرتے
ہیں بعد اسکے یہ بیان فرمایا کہ پروردگار نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف حق تعالی نے اپنے اظہار خدائی کو مخلوق پیدا کی اور صالح و طالح بنائے اور سبکو دو فرقہ
کیا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر پھر کہا فخلقت الخلق یہ اخبار غیر واقع ہے جیسا دوسری آیت میں خلقت
الجن والانس لیعبدون یہ بھی اخبار غیر واقع ہے اسواسطے کہ یہ آیت چاہتی ہے کہ عبادت ومعرفت واقع ہو۔
حالانکہ خلاف اسکے ہے پھر خود کہا کہ جواب اسکا یہ ہے کہ اس کلام میں تقدیر یہ ہے حقیقت یوں ہے کہ -

الا لیعبدون ای لان امرھم بالعبادۃ اور وہاں حدیث قدسی میں بھی تقدیر ہے کہ خلقت الخلق لاعرف ای لان امرھم بالمعرفۃ اور حکم عبادت و معرفت کا سب کو ہے مومن ہوں خواہ کافر۔ پھر فرمایا مقصود علم سے عمل ہے اور علم حسن لنفسہ نہیں بلکہ حسن لغیرہ ہے جیسے وضو کہ وہ بھی حسن لغیرہ ہے سو جیسے مقصود وضو سے نماز ہے اُسیطرح مقصود علم سے عمل ہے اور حصول عمل موقوف اصلاح دل پر ہے کہ شاہد اسکی یہ حدیث ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا صلحت صلح جمیع البدن الا وھی القلب سو یہ حدیث آنحضرت نے اسواسطے فرمائی کہ اُمت اصلاح دل پر کوشش کرے اور علامت دل کی صالح ہونے کی یہ ہے کہ طاعت میں ذوق و راحت پاوے اگر نماز میں ہو تو اتنا ذوق ہو کہ چاہے نماز ہی پڑھتا رہے اور اگر تلاوت قرآن یا ذکر کرے تو اتنا خوش ہو کہ چاہے یہی کرتا رہوں سو یہ علامت صلاحیت قلب کی ہے اور اگر اصلاح قلب میں کوشش نہ کریگا تو دل فاسد ہوجاویگا اور اُسکے تمام بدن میں فساد قبول کریگا اور نماز و تلاوت و ذکر میں اُسکو کچھ حلاوت و حضور نہوگا جیسے مقصود وضو سے نماز ہے ویسے ہی نماز سے مقصود حضور ہے وکل شئی عاطل عن مقصودہ فھو باطل پھر فرمایا یہ ہماری نماز کیا نماز ہے بیکاروں کی طرح نماز پر کھڑے ہوئے اُسمیں یہ خیال رہاکہ جلد دو سنتیں اور پڑھ لیں۔

والحمد للہ رب العالمین ؕ

مجلس ہشتاد و پنجم

- سعادت مجالست نصیب ہوئی ایک لشکری صالح خواجہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اُسکا حال پوچھ رہے تھے فرمایا طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلب آخرت ہے اور اسپر یہ حدیث پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب الدنیا حلالا مباھیا متکاثرا لقی اللہ وھو علیہ غضبان ومن طلب استعفافا عن المسئلہ وصیانۃ لنفسہ جاء الیوم القیامۃ ووجھہ کالقمر لیلۃ البدر بعد اسکے یہ حکایت بیان کی کہ ایک بار پانچسو دینار زر حضرت ابو سعید ابو الخیر پر قرض ہوگئے اور آپ کی خانقاہ میں اُسوقت ایک سو بیس صوفی مقیم و مسافر تھے داروغہ نے شیخ سے عرض کی کہ پانسو دینار قرض ہوگئے ہیں مصارف مطبخ میں۔ شیخ نے کہا اُونٹ سواری کا لاؤ خادم شتر تیار کر لائے شیخ اُسپر بیٹھے اور کہا ابو الفضل فراقی کے پاس جاتا ہوں قصبہ میفہ کے پاس ایک گانوں تھا اسمیں

ابو الفضل فراقی رہا کرتے تھے حسن موذب خادم خانقاہ شیخ نے پہلے ایک آدمی ابو الفضل کے پاس دوڑایا
کہ جاکر کہدے شیخ ابو سعید معہ اکیسو بیس صوفیوں کے تمہارے پاس آتے ہیں شیخ ابو الفضل نے یہ سنکر کھانا
پکوایا اور پا برہنہ گاؤں سے اُنکے استقبال کو نکلے بلکہ شیخ کے قدموں پر گرے اور گھر لے آئے وہاں رسم ہے
کہ قریب خانقاہ متعدد مکانات تیار کرتے ہیں کہ مہمانوں کو اُن میں اُتاریں شیخ کو معہ فقرا ایک مکان
میں اُتارا اور تین دن مہمانی کی بعد اسکے پانسو اشرفی ایک گرہ میں اور دو سو اشرفی دوسری گرہ پارچہ میں
باندھ کر حسن موذب کے پاس لائے کہا یہ پانسو اشرفیں اولئے قرض حضرت شیخ کو لایا ہوں اور یہ دو سو توشہ
راہ فقرا کو حسن موذب نے کہا کہ میں بے اطلاع نہیں لے سکتا لے چلو کہ شیخ کے روبرو رکھیں ابو الفضل نے ہمراہ آکر شیخ
کی نذر گذرانیں حسن موذب نے عرض کی کہ یہ پانسو اشرفیں ادائے قرض کو لایا ہے اور یہ دو سو توشہ راہ
صوفیوں کو حضرت شیخ اُسکی اس تواضع سے بہت خوش ہوئے فرمایا اے ابو الفضل میں تیرے واسطے
دعا کرتا ہوں کہ دنیا تجھ سے جاتی رہے کہ دنیا مبغوض خدا ہے ابو الفضل نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ مجھ کو
درویشوں کی خدمت بواسطے اسی دنیا کے حاصل ہوتی ہے اگر دُنیا میرے پاس نہ ہوتی تو شیخ کب مجھکو
اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتے شیخ نے یہ سُنکر ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی کہ خداوندا ابو الفضل کو
دنیا کے ہاتھ میں مت سونپنا بلکہ دُنیا اُسکا توشہ آخرت کرنا کہ باعث نکال و عقاب اُسکا نہو۔ بعد اتمام اس
حکایت کے خواجہ نے فرمایا جب تک ابو الفضل زندہ رہے برکت اس دعا سے دنیا نہر کی طرح اُنکے
در پر بہتی رہے ؎

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؎

مجلس ہشتاد و ششم

۔ سعادتِ مجالست حاصل ہوئی۔ حضوری نماز کا بیان شروع فرمایا
کہ عزیمت نماز میں یہ ہے کہ اول سے آخر تک حضور رہے مگر اس نظر سے کہ مصلے کو حرج ہوگا علما نے
کہا ہے کہ تحریمہ اور سلام کیوقت تو حضور ضرور ہو نماز کے بیچ میں اگر حضور فوت ہوا تو وہ معاف ہے
مگر یہ حکم بطور رخصت کے ہے اور عزیمت وہی ہے کہ نماز میں از اول تا آخر حضور رہے اور اسکا قیاس
مسئلہ زکوٰۃ پر ہے کہ اگر کوئی اول سال میں مالک نصاب ہو اور سال کے بیچ میں نصاب نہ رہے پھر آخر

سال میں نصاب کامل ہوگئی تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہے پھر کہا اس حدیث میں کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب میں
علمائے نفی فضیلت مراد لی ہے یعنے فضیلت نماز بے حضور قلب نہیں اگرچہ بے حضور جائز ہے روا ہو جائیگی
مگر بہتر جب ہی ہوگی کہ بحضور دل ہو اور مشائخ طریقت حقیقت فضیلت مُراد لیتے ہیں کہتے ہیں جس نماز
میں حضور قلب نہو وہ روا ہے نہیں فرمایا العبادۃ اسم لما شرحہ المرء ابتغاء المرضات اللہ تعالیٰ بخلاف
ھواءِ النفس اور بعد اسکے یہ حدیث پڑہی کہ المصلی نیاجی ربہ فرمایا دیکھو تم جو نماز پڑھتے ہو اُسمیں راز
دل خدا تعالےٰ سے کہتے ہو یا نفس و ہوا سے مصلّی کو چاہئے جب ہاتھ تحریمہ کو اُٹھائے اور اللہ اکبر کہے تو
سمجھے کسکی تعظیم کرتا ہوں اور سبحانک اللہم میں کس کی پاکی بیان ہے اور الحمد للہ کسکو کہتا ہے ایاک نعبدو
میں جانے کس کی عبادت کرتا ہوں - ایاک نستعین میں خیال کرے کس سے مدد طلب کرتا ہوں اسیطرح
جانے کسکے روبرو جھکتا ہوں اور کسے سجدہ کرتا ہوں اور نماز میں داہنے بائیں نظر نہ کرے اسپر یہ حدیث
پڑہی لو علم المصلے مع من نیاجی ما التفت پھر کہا سنن و نوافل مکملات فرائض ہیں اگر فرائض میں حضوری
فوت ہوئی تو حضوری نوافل کی مکمل اُسکی ہوجاویگی کیونکہ مقصود نماز سے حضور قلب ہے کہ فرمایا ہے -
اقم الصلوٰۃ لذکری پھر کہا الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ کہا دل رئیس جوارح ہے اور جوارح تابع دل
قبلہ اعضا کا کعبہ شریفہ اگر اعضا متوجہ کعبہ کو نہونگے نماز درست نہوگی اسیطرح قبلۂ دل ذات پاک حق
تعالیٰ ہے اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جاوے تو پھر کیسی نماز اور اسکو مسئلہ لشکری پر قیاس کیا ہے جو سابق گذرا
ایک درویش نے کہ حاضر تھا اسوقت حکایت حسن افغان کی یاد دلائی کہ فوائد الفواد میں جناب شیخ الاسلام
سے منقول ہے کہ خواجہ حسن افغان ایک مسجد میں گئے امام نے اُوٹھکر نماز شروع کی اور نماز میں اُسکو یہ خیال
ہوا کہ فلاں شہر میں جاکر گھوڑی خریدوں اور فلانی جگہ لیجاکر بیچوں بعد سلام حسن افغان امام کے پاس گئے
اور کہا اے حضرت آپ چلے اور میں پیچھے ہوا - تم فلانے شہر گئے گھوڑے خریدے اور دوسرے شہر
میں لیجاکر فروخت کئے پھر وہاں سے غلام مول لیکر اور جگہ بیچے میں تمہارے پیچھے سرگرداں رہا آخر یہ
کیا نماز ہے میں نے عرض کی کہ یہ آمادگی وضو کے وقت سے چاہئے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے
کہ الوضوء انفصال والصلوٰۃ اتصال فمن لم ینفصل لم یتصل ٭ والحمد للہ رب العالمین ٭

مجلس ہشتاد و ہفتم

سعادتِ خدمت حاصل ہوئی۔ جناب خواجہ کی طبیعت میں کچھ تکسر تھا ایک بزرگ ملنے آیا تھا اُسکی جہت سے اُتر کر
بیٹھے تھے اُس نے اول حال عارضہ دریافت کیا بولا آپکو اکثر کچھ نہ کچھ رنج وخلش رہتی ہے گاہے گاہے غیب
سے کوئی غم ہوجاتا ہے ازاشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل یہی علامت جناب کی ولایت
کی ہے کہ خاصان حق کبھی صدمات سے فارغ نہیں ہوا کرتے اسپر ایک اور یار نے یہ حدیث شریف پڑہی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن لایخلو امن علۃ او قلتہ او لحن یوذیہ اُس وقت آپنے
حال جناب شیخ الاسلام کا یاد کیا فرمایا میرے مُرشد حضرت سلطان الاولیاء کو بھی ہمیشہ کچھ نہ کچھ زحمت
وتکلیف رہا کرتی تھی گاہے درد بدن گاہے صداع گاہے سرخ بواسیر گاہے بخار کبھی اِن سے خالی نہ رہتے
ایک بار عین سماع میں درد پہلو ہوا کہ پریشان کر دیا پھر فرمایا تکلیف ہمیشہ رہا کرتی تھی مگر علاج گاہ گاہ
کیا کرتے پھر اور احوال بیان کرکے کہا فتوحات کا یہ حال تھا کہ دولت کا در آگے دروازے کے ہتا تھا
کوئی وقت فتوحات سے خالی نہ ہوتا صبح سے شام تک لوگ آتے بلکہ عشاء تک مگر لینے والے لانے والوں
سے زیادہ ہوا کرتے اور جو کوئی کچھ لاتا اُسے زیادہ حضرت کی عنایت سے پاتا پھر کرامت کا ذکر کیا کہ ایک بار
ایک امیر سو تنکہ زر نذر کو لایا آپ نے قبول نہ فرمائی جب دیکھا بہت رنجیدہ ہوتا ہے تو اُسمیں سے ایک تنکہ قبول
کیا باقی وہ پاس لئے ہوئے غمناک بیٹھا رہا دلمیں کہتا تھا اگر حضرت شیخ سب قبول فرماویں تو میری سعادت ہے
شیخ نے فرمایا میں نے یہ سب اسلئے قبول نہ کئے کہ تیرے کام آوینگے لیجا میرے پاس مال و زر ہے پھر اُس
سے کہا الٹی طرف دیکھ اُس نے نظر کی تو دیکھا انبار اشرفیوں کا لگا ہوا ہے سر قدموں پہ رکھکر جانے کو اُٹھا
آپ نے اُسے منع کیا کہ جو کچھ دیکھا ہے اُسے اور سے مت کہنا وہ پوشیدہ نہ رکھ سکا باہر آکر یہ حال لوگوں سے
بیان کر دیا پھر یہ دوسری حکایت بیان کی کہ ایکبار سلطان قطب الدین کو کسی بدخواہ نے کہا کہ شیخ تمہاری
فتوحات قبول نہیں کرتے اور امراء اور سرداروں کے لائے ہوتے فتوحات قبول کر لیتے ہیں آخر وہ سب بھی تو
آپ ہی کے یہاں سے لیجاتے ہیں سلطان قطب الدین نے یہ بات سچ جان کر حکم کیا کہ کوئی امیر یا سردار

شیخ کے یہاں نہ جاوے دیکھو وہ اسقدر دعوت لوگوں کی کہاں سے کرتے ہیں اور جاسوس مقرر کئے کہ دیکھتے
رہیں جو اسیر وہاں جاوے مجھ سے آکر اطلاع کریں خواجہ شیخ نے جب یہ سُنا فرمایا کھانا آج سے زیادہ
پکایا جاوے ایک مُدت بعد سلطان نے لوگوں سے دریافت کیا کہ خانقاہ شیخ کا کیا حال ہے اُنھوں نے
عرض کی کہ سابق جسقدر پکتا تھا اب اُس سے دوگنا پکتا ہے بادشاہ یہ سنکر پشیمان ہوا کہا میں غلطی پر تھا
اُنکا معاملہ عالم غیب سے ہے ؁

والحمد للہ رب العالمین ؁

مجلس ہشتاد و ہشتم

سعادت قدم بوس حاصل ہوئی تقریر اس آیۃ شریف کی تفسیر میں شروع
کی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ فرمایا خوب غور سے سنو اسکے معنے
باریک ہیں اس آیت میں چار چیزیں مذکور ہیں مشتری بایع مبیع ثمن۔ اب جانو مشتری کون ہے
اور بائع کون ہے اور وہ جنس بیچی گئی کیا ہے اور قیمت اُسکی کیا ہے پس خریدنے والا تو اللہ تعالیٰ
ہے اور بیچنے والے مومنین ہیں اور وہ چیز جو فروخت ہوئی وہ نفوس واموال مسلمانوں کی ہیں اور
قیمت اُس مال کی بہشت ہے اب چاہیئے کہ مبیع یعنی جس چیز کو کہ بیچتے ہیں مملوک بائع کی ہو۔ کہ انسان جس
چیز کا مالک نہو گا اُسے کس طرح بیچیگا پس مومن کو چاہیئے پہلے اپنے نفس کا مالک ہو اور مالک نفس
کا وہ ہے جو فرمان خدا اور رسول کا بجا لاتا ہے یعنے اُنکا کہا کرتا ہے اور جسے منع کیا اُسے نہیں کرتا۔ پس
ایسا شخص مالک اپنے نفس کا ہے کہ اپنے نفس کو خدا کی بندگی میں بیچا ہے اور اُسکی راہ میں مال خرچ کیا ہی
تو فردائے قیامت اُسکو بہشت قیمت میں ملیگی پھر فرمایا بیع وشرے میں بیع شرط ہے یعنے جو کچھ بیچا ہے وہ
مشتری کو سونپ دے پس مومن کو بھی ضرور ہے کہ جان ومال اپنا خدا کے سپرد کرے اُسوقت مستحق پانے
قیمت کا ہوگا۔ کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ تو
جنے اپنا جان ومال بیچا اور اُسکی قیمت میں بہشت لی تو اُسے چاہیئے کہ اپنے جان ومال کو خدائے تعالیٰ کے
سپرد بھی کر دے تا فردائے قیامت قیمت میں بہشت لے اُس پر میں نے عرض کی کہ خواجہ یہ تو خرید و
فروخت باطنی ہے صحت اُسکی کیسے ظاہر معلوم کہ معاملہ پورا ہو چکا فرمایا جب دل مومن کا اُسپر مستقیم و

ومضبوط ہوگیا کہ جو کچھ خدا ورسول نے کہا وہ کرتا ہے اور جسے منع کیا اُسے نہ کرتا ہے تو اُس نے اپنی متاع
چیز کو خدا کے ہاتھ بیچا یا اب فردائے قیامت کو قیمت پاویگا ❊

والحمد للہ رب العالمین

مجلس ہشتاد و نہم

سعادتِ پابوس ہاتھ آئی۔ بہت مسافر آئے ہوئے تھے اور خواجہ نے چند روز انکو مہمان رکھا تھا مجلس بے اوقت انکو بلوایا جب وہ آئے تو مناسب وقت یہ حکایت شروع کی کہ ایک بار موسم سرد میں ملک اودھ سے میں خدمت میں حاضر ہوا تھا اور شوقِ زیارت شیخ کا اسقدر غالب تھا کہ سرو پا کی خبر نہ تھی جب آیا تو جماعت خانہ مسافروں سے بھرا ہوا تھا اقبال نے کہا تم کو شیخ نے چند بار یاد کیا ہے کہ اتنے دن ہوئے فلانا نہیں آیا یہ عنایت شیخ یاد کرکے خواجہ کو گریہ آیا پھر کہا شیخ کے روبرو مجھسے کھانا نہ کھایا جاتا تھا نہ کوئی چیز پی جاتی تھی پھر کہا اثر پیر کا مرید پر اُسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ موافق فرمان پیر کے رہے اور متابعت ظاہر و باطن میں پیر کی کرے اگر متابعت پیر پوری نہ کریگا۔ تو پیری مریدی کا کچھ فائدہ نہوگا تو جب متابعت نہ کرسکے تو مرید کیوں ہو کہ کچھ فائدہ حاصل نہوگا۔ پھر اُسکے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرید نے آکر عرض کی کہ جناب پیر کا مرید پر کیا حق ہے اور مرید کا پیر پر کیا حق ہے شیخ الشیوخ یہ سنکر خاموش ہو رہے پھر چند روز بعد اُس نے یہی عرض کی تو شیخ نے فرمایا کاغذ و دوات و قلم لاوے آیا شیخ نے شاہ روم کو خط لکھکر معہ ایک مصلا بطور ہدیہ اُس مرید کو دیا اور کہا کہ یہ بادشاہ کے پاس لیجاوے لیکر فی الفور روانہ ہوا۔ اور بخیال تاخیر آدائے حکم میں جوتی پہنے نہ گیا کہ وہاں رسم ہے کہ خانقاہ میں برہنہ پا آتے ہیں اور فقراء مسافر جوتیں علیحدہ ایک طرف دور اُتارتے ہیں برہنہ پا چلدیا بلکہ زن و فرزند کو بھی رخصت کرنے گھر تک نہ گیا چند روز میں روم پہنچا محلات شاہی کے پاس جاکر عرض کرائی کہ ایک شخص شیخ الشیوخ کا خط لایا ہے بادشاہ نے سنکر فی الفور اُسے اندر بلایا اور خط و مصلے لیکر چوما سر پر رکھا پھر کھولکر پڑہا اور مرید کو تین دن اپنے یہاں علیحدہ مکان میں اُتارا طرح طرح کے کھانے کھلائے ہر وقت تفقد حال کرتا تھا پھر رخصت کیا اور ایک شتر عمدہ اور بے چوبہ خیمہ خورد خوبصورت معہ ایک کنیزک ترکیہ کے خدمتِ شیخ کو اُس مرید کے ہمراہ بھیجی اور

اور خرچ وافر اُسکو دلوایا جب یہ لوٹا تو مُرید جوان خوبصورت تھا اور کنیزک بھی نوعمر حسین کہ شاہ روم نے شیخ کیواسطے بھیجی تو جاننا چاہئے کہ کیسی کچھ ہوگی نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی راہ میں ہر بار وہ لونڈی تیز نظر سے براہ محبت اُسکی طرف دیکھتی یہاں تک کہ ایک منزل میں جب اُس نے چند بار نظر گرم محبت سے مرید کو دیکھا تو اُس نے اُسکی طرف حسم آغوشی کو ہاتھ بڑھایا۔ ہنوز اُسکے بدن تک ہاتھ نہ پُہنچا تھا کہ صورت شیخ الشیوخ کی انگشت حیرت مونھ میں دبائے ہوئے مُرید کے سامنے آئی۔ مُرید نے یہ دیکھکر جو ہاتھ بڑھایا تھا سمیٹ لیا۔ اور شرمندگی سے بیخود ہوگیا۔ اور شہوت بالکل جاتی رہی۔ جب شیخ الشیوخ کی خدمت میں آکر حاضر ہوا تو شیخ نے پہلے یہ فرمایا کہ حق پیر کا مُرید پر تو وہ تھا جو تو جاتے وقت بجالایا کہ نہ جوتی پہنی نہ زن و فرزند کو رخصت کرنے گیا کہ اس قدر فرمانِ شیخ میں تاخیر نہ ہوجائے برہنہ پا بے ملے چلدیا سو یہی حق پیر کا مُرید اور حق مُرید کا پیر پر وہ تھا جو تو نے راہ میں دیکھا مُرید یہ سُنکر شرمندہ و سرنگوں ہوگیا پھر جناب خواجہ نے یہ آیت پڑہی ولقد همت به وهم بها لولا ان رأى برهان ربه فرمایا وہ برہان بھی یہی تھا کہ صورت حضرت یعقوب علیہ السلام روبرو آئی تھی انگشت مونھ میں دبائے ہوئے کہ مفسرین نے یہ بھی ایک قول لکھا ہے اور جو نبی کا معجزہ ہو جایز ہے کہ ولی کی ویسی ہی کرامت ہو اُس پر میں نے عرض کی کیا ممکن ہے کہ پیر حالتِ حیات میں صورتِ روحانی اپنی ظاہر کرے فرمایا ہاں ممکن ہے پھر فرمایا کتاب تحفۃ البررہ میں لکھا ہے کہ مُرید کو چاہئے اُسپر یقین لاوے کہ پیر کی دو صورتیں ہیں ایک روحانی دوسری جسمانی۔ جہاں پیر صورت جسمانی سے حاضر نہیں ہوسکتا ہے کہ صورتِ روحانی سے وہاں حاضر ہوجاوے۔ اور غرض اس حکایت سے رعایت آداب اور پانا نعمت کا ہے اور مناسب اِن فوائد کے یہ دوسری حکایت بیان فرمائی کہ ایک مُرید تھا جبتک وہ سامنے پیر کے ہوتا دوزانو باادب بیٹھا رہتا۔ اور الگ بھی دوزانو بیٹھا کرتا کبھی زانو کھڑا کرکے نہ بیٹھتا لوگوں نے اُس سے کہا تو کبھی زانو نہیں اُٹھاتا۔ اور آرام سے نہیں بیٹھتا ہے اُس نے کہا کب روا ہے کہ میں پیر کے روبرو زانو کھڑا بیٹھوں وہ بولے شیخ اور شہر میں ہے اور تو اور شہر میں بولا میرا پیر صورتِ جسمانی سے غائب ہے اور صورتِ روحانی سے میرے روبرو حاضر ہے وہ ایک دن زانو اُٹھاکر بیٹھا۔ لوگوں نے پوچھا آج کیا سبب جو خلاف عادت زانو اُٹھائے بیٹھے ہو بولا

بولا میرے پیر نے اِس وقت جہان سے سفر کر کے عالم باقی کی راہ لی ہے چند روز بعد خبر آئی کہ فلاں شیخ
واصل بحق کو رحلت کر گیا اور اِس ہی کے مناسب ایاز کی حکایت فرمائی کہ ایاز جب سلطان محمود کی خدمت
سے گھر آتا۔ تو ایک حجرۂ خاص اپنا بند رکھتا تھا اُس میں جاتا پھر در بند کر لیتا اور کوئی وہاں نہ جا سکتا تھا
ایک دن کسی دشمن نے سلطان محمود سے کہا کہ ایاز جب دولت سرا سے گھر جاتا ہے تو ایک حجرے میں
کہ خزانہ جواہر نفیسہ کا وہاں جمع کیا ہے بیٹھ کر دیر تک تنہا اُنکو دیکھا کرتا ہے وہاں اور کوئی نہیں جا سکتا۔
ایک بار دوپہر کو بادشاہ ایاز کے گھر آیا پوچھا ایاز کہاں ہے کہا اپنے حجرے میں ہے بادشاہ نے وہ
بات سچ جانی اور اُس حجرہ کے پاس جا کر شگاف در سے دیکھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایاز قصرِ شاہی کی طرف
مونہہ کئے دست بستہ کھڑا ہوا ہے۔ بادشاہ دیر تک کھڑا دیکھتا رہا کہ وہ اُسیطرح کھڑا ہے پھر بادشاہ نے
اپنے ہاتھ سے دروازہ بجایا۔ ایاز باہر آیا بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا بادشاہ حجرے میں گیا وہاں کچھ نہ دیکھا
مگر گوشۂ حجرے میں ایک بوریا اور لوٹا مٹی کا رکھا پایا کہا اے ایاز یہ لوٹا اور بوریہ کیسا ہے بولا لوٹے
میں وضو کا پانی اور چٹائی نماز پڑھنے کی ہے فرمایا میں دیر تک شگاف در سے دیکھتا تھا کہ تو دیر تک
میرے محل کیطرف دست بستہ کھڑا ہوا ہے بولا میرا کام دن بھر آپ کی خدمت گذاری ہے جب اوراد و
نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو قصرِ سلطان کیطرف مونہہ کئے کھڑا رہتا ہوں۔ بادشاہ کو اُسکے اس طریقہ
اور عقیدت پر تعجب ہوا +

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجلس نودہم

سعادتِ خدمت حاصل ہوئی جناب خواجہ میں تقریر میں تھے اور یہ کہہ رہے تھے
کہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقہ سے تھے گھر میں تشریف لیجا کر بیبیوں سے پوچھا ھل عندکم
من غذاء وہ بولیں مالک خانہ آپ ہیں جو کچھ گھر میں دیا ہو یاد فرمائیے آپ یہ سنکر بیٹھ گئے پھر حضرت ابوبکر
صدیق رضہ آئے اور پاس بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق بھی آئے اور بیٹھ گئے اور یہ بھی بھوکے تھے آنحضرت
نے فرمایا قوموا بنا الی رجل صالح یا فرمایا الی بیت رجل صالح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں رکاب سعادت
میں چلے اور دلمیں سوچتے جاتے تھے کہ آپ نے جو مرد صالح فرمایا ہے تو دیکھئے ایسا خوش نصیب کون

ہے اسمیں جناب نبوت مآب ابو الہثیم انصاری کے دروازے پر آئے یہ اصحاب صفہ سے تھے ہمیشہ مسجد نبوی
میں رہا کرتے آپ نے دروازہ کھٹ کھٹایا اُنکی بیوی نے پوچھا کون ہے فرمایا میں رسول خدا اور دو مصاحب
میرے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں اُنکی بیوی نے کہا یا رسول اللہ پانی نہ تھا ابو الہثیم مشک لیکر پانی لینے گئے ہیں اسی
عرصہ میں ابو الہثیم آئے اور جناب آنحضرت کو در پر کھڑا دیکھا تو مشک اُتاری اور پانی نکالکر آگے لائے تینوں نے
تھوڑا تھوڑا پانی پیا پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابو الہثیم تم جانتے ہو ہم کسلئے آئے ہیں۔ عرض کی مجھ کو یا رسول
اللہ معلوم نہیں فرمایا تم نے وعدہ کیا تھا کہ خوشہ خرما آپکے واسطہ رکھا ہے سو پیش کرونگا اب وہ لاؤ
ابو الہثیم نے کہا گھر میں تشریف لے چلیں آپ اندر گئے اُنھوں نے خوشہ خرما لاکر روبرو رکھا آنحضرت نے
معہ یاروں کے وہ نوش فرمایا بعد اسکے ارشاد کیا والذی نفسی بیدہٖ اللہ تعالیٰ یسئلکما عما اکلتما
وشربتما ایک مُلا خدمت میں حاضر تھا بولا بقدر ضرورت کھانے کا حساب نہیں خواجہ نے کہا حلال کا بھی
حساب ہوگا مگر حساب آسان اور تھوڑا فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔
غرض جب آنحضرت اور جناب ابوبکرؓ و عمرؓ اُسے کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے ابو الہثیم سے کہا میں نے
جہاد کو لشکر فلاں طرف بھیجا ہے جب تم سنو وہ لشکر لوٹ آیا تو تم میرے پاس آنا کہ تم کو مال غنیمت
میں سے کچھ دونگا یہ تو اصحاب صفہ سے تھے مال کیا کرتے مگر ارشاد نبوی قبول کیا۔ عرض کی عنایت و
خاوندی ہے حاضر ہونگا جب لشکر غانم و سالم لوٹ آیا تو ابو الہثیم حسب ارشاد حاضر خدمت شریف ہوئے جناب آنحضرت
نے ایک کنیزک عطا فرمائی اور سفارش کر دی کہ اے ابو الہثیم یہ نماز اچھی طرح پڑھتی ہے ابو الہثیم اُسکو اپنے گھر لائے اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت نے
موافق وعدہ یہ چھوکری دی ہے اور فرما دیا ہے کہ یہ نماز اچھی پڑھتی ہے اسکو بھی طرح رکھنا بیوی نے کہا تمنے صبر اور اپنے اوپر دونوں کے ظلم کیا ابو الہثیم نے کہا
کسطرح بیوی نے کہا جس لونڈی کے حق میں جناب آنحضرت گواہی نماز اچھی پڑھنے کی دیں تو ہماری مجال ہے کہ ہم
اُس سے خدمت لیں ابو الہثیم نے کہا اب کیا کروں بیوی نے کہا اُسکو پھر آنحضرت کے پاس لیجا اور آزاد کر
اُنھوں نے اُسے آزاد کیا اور آنحضرت کی خدمت میں جاکر تقریر اپنی بیوی کی بیان کی جناب رسالت مآب نے
اُنکی بیوی کے حق میں فرمایا انہا الموفقۃ بامور العقبیٰ اُمور آخرت پر وہ دنیا کو قبول نہیں کرتی پھر فرمایا
دنیا بھی بصورت کنیزک ہے والحمد للہ رب العالمین ؁

مجلس نود ہشتم

سعادت خدمت حاصل ہوئی محفلِ علماء و قضات کی تھی لہذا ذکرِ قضات سابقہ کا کیا اور جب ایسی محفل ہوا کرتی علماء ایک طرف بیٹھا کرتے بعضے بحث کیا کرتے کسیکا نام زنگولہ رکھتے اور کسیکا صدر الشریعہ بعد اسکے حکایت مولنا فخر الدین رازی کی بیان کی کہ وہ موضع ہرویسے ولایت یونان میں گئے کہ وہاں جاکر فضلاء سے بحث کریں یہ ہنوز راہ میں تھے کہ خبر انکی یونان میں پہنچی کہ مولانا فخر الدین رازی بحث کو آتے ہیں اور سوا اسکے اور کوئی غرض انکی نہیں اور علماء یونان علوم حکمیہ اور کلام وغیرہ میں مشہور ہیں جب وہاں کے بادشاہ نے یہ خبر سُنی باوجودیکہ خود بھی فاضل تھا مگر اپنے علماء کو جمع کیا اور کہا کہ مولانا فخر الدین تم سے بحث کو آتے ہیں وہ بڑا فاضل ہے تم سب آمادہ ہو رہو وہ بولے ہم ویسے سو کو جواب دے سکتے ہیں اُس کو الزام دینگے بادشاہ نے کہا دو حال سے خالی نہیں یا تم قائل ہوگے یا وہ اگر تم غالب ہوئے فہو المراد اگر وہ غالب آیا تو نام یہاں کا بد ہوگا کہ یونانیوں نے الزام پایا کسی تدبیر سے اُسکو راہ میں قتل کرنا چاہئے کہ یہاں نہ آوے وزیر بولا ایک اور تدبیر بھی ہے کہ ایک خیمہ کھڑا کیا جاوے اور اُسکے درمیان میں پردہ کھڑا کریں ایک طرف علما ہوں دوسری طرف سازندی چنگ و رباب لیکر چند حسینوں کے ساتھ اور وہاں کے سازندی نوازندی اس قیامت کی ہوتی ہیں کہ انسان کو اپنی خوش آہنگی سے جاہیں سُلا دیں چاہیں ہنسا دیں خواہ رُلا دیں اور جب چاہیں وجد میں لا دیں الغرض علما بحث شروع کریں جب دیکھیں مولانا فخر الدین غالب آتا ہے اور ہمارے علما قائل ہوا چاہتے ہیں تو درمیان کا پردہ اُٹھایا جاوے اور سازندی نوابنجی معہ سازوں کے شروع کریں حسینان ہوش ربا روبرو ہوں مولانا اُنکو دیکھ کر مبہوت ہو جاوینگے خصوصًا بانگ چنگ سُنکر اور ایسے محو ہونگے کہ بے ہوش ہو جائیں گے بادشاہ نے یہ رائے پسند کی اور خیمہ کھڑا کر کے آرائش محفل کا حکم دیا اُدھر جناب مولانا قریب شہر پہونچے تو بادشاہ نے استقبال کیا عمدہ محل میں اُتارا بولا آپ یہاں کے علماء کے روبرو کچھ فوائد بیان فرماویں مولانا نے روز فردا کا وعدہ کیا دوسرے دن مجلس منعقد ہوئی۔ علمائے یونان جمع ہوئے بادشاہ نے اُن سے کہا کوئی مسئلہ

عقلی شروع کر کے مولانا بحث میں مشغول ہوئے وہ سب ایکبارگی بولنے لگے۔ مولانا نے بادشاہ سے کہا آپ
دانشمند ہیں یہ علما جو ایکبار بولتے ہیں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی بادشاہ نے حکم دیا کہ فقط ایک عالم جو
سب کا بڑا ہو گفتگو کرے الغرض جب ایک سے بحث شروع ہوئی تو مولانا ہر ایک کو بند کرتے گئے ایک باقی
رہا تھا کہ بادشاہ نے پردہ اٹھانے کو فرمایا مولانا اُن حسینان ہوش ربا کو دیکھ کر سازوں کی خوش آہنگی
میں حواس باختہ ہو گئے جب دیکھا یہاں استقلال محال ہے تو چھری کمر سے نکالکر اپنے پانوں میں مارلی
اُس درد کی تکلیف سے ہوش میں آئے اور اٹھ کر اُس شہر سے بھاگ گئے ہرچند بکوشش روکا نہ رُکے
مشہور ہے کہ مولانا نے ایک بار عمر بھر میں ایک عورت سے زک پائی ہے کہ وہ بڑی بزرگ عورت تھی اُسکو
ماما کہتے تھے مولانا اُس سے ملنے گئے ماما نے کہا اے فخر الدین خدا کو پہچانتا ہے مولانا نے کہا عجب عورت
ہے میں نے کئی کتابیں معرفتِ خدائے تعالیٰ میں تصنیف کی ہیں اور یہ مجھ سے یوں کہتی ہیں ماما اس
خطرہ پر مطلع ہو کر بولی وہ کتابیں علم کلام کی جو معرفتِ ذات و صفات خدائے تعالیٰ میں تصنیف کی ہیں اور
قبل معرفت کے ہیں یا بعد معرفت کے مولانا محفہ میں سوار تھے یہ سنکر غلاموں کی طرف دیکھ کر کہا کہ
جنازہ فخر رازی کا لاؤ کہ ایک عورت سے قائل ہوا +

والحمد للہ رب العالمین ۵

مجلس نود و دویم

سعادتِ پابوس ہاتھ آئی۔ خدمتِ خواجہ مشغول گفت گو تھے اور یہ
فرما رہے تھے کہ ایک بار جناب شیخ قدس سرہ العزیز نے مجلس میں فرمایا تھا۔ کہ جو توکل کرے اور اُس پر تین
فاقے گذریں تو اللہ تعالیٰ چوتھے دن اُسکو ضرور کچھ پہنچاتا ہے یہ سنکر ایک درویش کہ حاضر محفل تھا بولا
میں نے تین دن توکل میں فاقہ کئے اور روز چہارم بھی مجھ کو کچھ نہ ملا خواجہ نے فرمایا مولانا تم نے دل میں
خیال کیا ہوگا۔ کہ اگر فلاں شخص میرے واسطے آج کچھ بھیجے تو بہتر ہوگا بلکہ یہ بات زبان سے بھی کہی ہوگی
سو یہ چوتھا فاقہ اس خیال کی شومی سے ہوا پھر ایک بزرگ سے روایت کی کہ وہ کہا کرتے دنیا کے فقیر بہت
شکم سیر کھانا جانتے ہیں کہ توکل کر کے علیحدہ ایک مکان میں بیٹھ جاتے ہیں اور نعمتیں کثیر اُنکو پہنچتی ہیں پھر
فرمایا توکل سے بیٹھنے والے کو لازم ہے کہ اگر سفر کرے تو اس نیت سے کہ علم حاصل کروں یا کسی مقبول بارگاہ

خدا سے ملوں کہ کوئی مرد خدا کچھ نعمت مجکو عنایت کر جاوے پھر مناسب ان فوائد کے یہ حکایت فرمائی
کہ ایک درویش کو لنکان لوکان کہتے تھے وہ ہمیشہ ایک گھر کے کونہ میں مشغول رہا کرتا ایک دن
گھر سے نکلکر کہیں گیا تھا کہ چند درویش اُسکے گھر آئے اور اُسکے لڑکے سے پوچھا شیخ کہاں ہے لڑکے
نے کہا کہیں باہر گئے ہیں اُنکے گھر میں ایک درخت کھجور کا سالہا سال سے خشک ہو گیا تھا جب سُنا
شیخ گھر میں نہیں تو اُنمیں سے جو صاحب حلقہ تھا اُس نے اپنا تھوک اُس درخت پر ڈالا وہ فی الفور تر و تازہ
بار دار ہوگیا پھر وہ درویش چلے گئے جب لنکان ولوکان گھر میں آیا درخت خرما کو تر و تازہ بار دار دیکھا
پوچھا کوئی آیا تھا اُسکی دختر نے کہا چند فقرا آئے تھے مجھ سے پوچھا شیخ کہاں ہے میں نے کہا کہیں باہر گئے
ہیں اُن میں جو بہلے تھا اُسنے یہ سنکر اس درخت پر تھوک دیا یہ فی الفور تر و تازہ پھلدار ہو گیا لنکان
لوکان یہ سنکر روئے کہا افسوس میں نے سالہا خون دل کھایا اور گھر بیٹھا رہا اس نیت سے کہ کوئی مرد
خدا آوے اور حاجت میری برآوے آج چند مرد آئے افسوس میں موجود نہ تھا ایسی سعادت مجھ سے
فوت ہوئی یہ سب وبال سلامتی قدم کا ہے اگر پانوں نہوتے تو باہر کیوں جاتا اپنی دختر سے کہا پڑوسی
کے گھر سے تبر مانگ لا وہ لے آئی اُنھوں نے اپنے پانوں کاٹ ڈالے پھر دختر سے کہا یہ دونوں پانوں اٹھاکر
طاق میں رکھدے پھر کبھی گھر سے نہ نکلے اور چند سال گذرے اتفاقاً پھر وہ درویش آئے ملے بیٹھے
پوچھا تمہارا پانوں کیا ہوا لنکان لوکان نے کہا ایک بار چند فقرا مردان خدا آئے تھے میں کہیں گھر سے باہر
گیا ہوا تھا اُنکے سرگروہ نے اس درخت پر تھوک دیا یہ سالہا سال سے خشک تھا فی الحال تر و تازہ پھلدار
ہوگیا جب میں باہر سے گھر میں آیا اور یہ حال سُنا تو سوچا کہ میں مدتوں گھر میں اس نیت سے بیٹھا رہا کہ
کوئی مرد خدا آوے جب آیا تو میں کہیں باہر گیا ہوا تھا یہ سعادت جو مجھ سے فوت ہوئی بہ سبب شومی قدموں
کے ہوئی اگر پانوں نہ ہوتے کیوں باہر جاتا میں نے اُس وقت دونوں پانوں تبر مار کر کاٹ ڈالے اُس
درویش نے پوچھا وہ پانوں کیا کئے گھر میں ہیں یا باہر پھینک دئیے بولا اس طاق میں رکھوا دئے تھے
اُس درویش نے دیکھا کہ وہ پانوں اُتارے خشک ہو گئے تھے پھر اُس نے سیدھا قدم سیدھی پنڈلی
کے قریب رکھا اور اُلٹا اُلٹی ساق کے پھر کہا فاتحہ پڑھ کر دعا کرو فاتحہ تمام نہ ہوئی تھی کہ پانوں ملکر تر و تازہ

ہوگئے خواجہ نے فرمایا یہ وہی درویش تھے جن کے سرگروہ نے تھوک درخت خرما پر ڈالا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے سرسبز کر دیا یہ وجہ تسمیہ اُسکے لنکان لوکان کی ہوئی ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

مجلس نود و سویم ۔ سعادت قدم بوس روزی ہوئی جناب شیخ الاسلام کے عرس کے چھ دن رہے تھے سامان کی تیاری ہوتی تھی مناسب اِسکے فرمایا جب بخارا میں عرس شیخ سیف الدین باخرزی آتا ہے تو تمام شہر کے لوگ کھانا پکاتے ہیں اور تیس گانوں اُسکے روضہ کی وقف ہیں آمدنی ہر وہ کی چالیس ہزار دینار ہیں بخارا میں سال کی چار عیدیں ہوتی ہیں اُنمیں ایک عید عرس شیخ سیف الدین کی ہے اور ایک ماہ شعبان میں کہ اجتماع خلق ہوا کرتا ہے اور دو عیدیں وہی معمولی اسلام کی۔ پھر عقیدۂ مُریدی میں گفتگو آئی کہ مُرید کو پیر سے عقیدہ کیسا چاہئے فرمایا مولانا فخر الدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البررہ میں لکھا ہے کہ مرید کو پیر پر اسقدر عقیدہ چاہئے کہ جانے مجھ کو سوا میرے پیر کے اور کوئی خدا تک نہ پہنچاوے گا اگرچہ اور بھی پیر بہت ہیں مگر مجھ کو قرب حق اُن سے نصیب نہوگا۔ بجز صحبت اپنے پیر کے پھر یہ بھی اُسی کتاب میں ہے کہ مرید اس بات پر بھی یقین رکھے کہ پیر کی ایک صورت جسمانی ہے۔ دوسری صورت روحانی۔ صورت روحانی متحیز نہیں ہوتی۔ رَوا ہے کہ جب مُرید صورت جسمانی پیر کا تصور کرے تو وہ صورت روحانی سے حاضر ہو نہ صورت جسمانی سے ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

مجلس نود و چہارم ۔ سعادت قدم بوس میسر آئی گفتگو حفظ قرآن میں شروع ہوئی۔ جناب خواجہ نے فرمایا قرآن شریف اُس دلمیں اُترتا ہے جو دل لوث معصیت اور ہوا سے پاک و صاف ہو اور مناسب اِسکے یہ حکایت فرمائی کہ ابو عمر نے کہا ہے کہ ایکبار میں راہ میں جاتا تھا ایک نہایت جمیل و شکیل سامنے آیا ابو عمر کی نظر اُس پر پڑی اُس نظر پر کتفی نہوا دوبارہ باختیار خود خواہش سے دیکھا تمام قرآن الف الحمد سے سین والناس تک دل سے محو ہو گیا۔ اِس واقعہ کے بعد جناب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور حال اپنا کہا خواجہ نے کہا تیرا علاج اِسکے سوا نہیں کہ مکہ کو جا اور وہاں محراب جوابو حنیفہ

کی ہے اس میں دو رکعت ادا کر کے بیٹھ جا وہاں ایک شخص ظاہر ہوگا۔ جب وہ بھی نماز پڑھ کر بیٹھے تو تم اُسکے روبرو جاکر کہا اپنا واقعہ کہنا ابوعمر مکہ گئے۔ اور محراب امام اعظم میں دوگانہ پڑھ کر بیٹھ گئے ایک پیر مرد آیا۔ اور دوگانہ پڑھ کر وہ بھی بیٹھ گیا ابوعمر اُسکے روبرو گئے کہا میں راہ میں جاتا تھا۔ ایک حسین روبرو آیا۔ اچانک اُسپر میری نظر پڑی پھر دوبارہ باختیار خود میں نے اُسکو دیکھا تمام قرآن شریف جو یاد تھا فراموش ہوگیا وہ پیر مرد حضرت خواجہ خضر تھے لعاب اپنے دہن مبارک کا انگشت شہادت سے لیکر اُسکی زبان میں لگا دیا فی الحال تمام قرآن ازسرنو یاد ہوگیا اسی اثنا میں ایک اور پیر مرد آیا اور دوگانہ پڑھا اوّل بزرگ نے اس دوبارہ آنیوالے کی بہت تعظیم کی جب وہ چلا گیا۔ تو خواجہ خضر نے ابوعمر سے کہا تم انہیں پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں کہا یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے مگر اُنہوں نے مجھے رسوا کیا بعد اسکے ایک ملک زادہ کہ خدمتِ خواجہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس سے دریافت کیا کونسی کتاب پڑھتے ہو بولا تلخیص فرمایا اس کتاب میں عجائب وغرائب بہت ہیں منجملہ اُنکے یہ دو قاعدے غریبہ جو اس آیت شریف میں مذکور ہیں بیان فرمائے قال اللہ تعالیٰ انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم۔ انما واسطے حصر کے ہے پس یہ قرآن منذر نہوگا مگر اُسیکو جو تبع اُسکا ہے نہ کافروں کا اور رحمٰن بروزن فعلان صیغہ مبالغہ کا ہے یعنے کثیر الرحمۃ۔ سو جو کثیر الرحمۃ ہو اُسے خشیت کیونکر متصور ہوگی اگر لفظ قہار یا جبار ہوتا تو مناسب تھا جواب اوّل کا یہ ہے کہ مراد اتباع سے اتباع قرآن کا ہے اور جب یہ اتباع مومنوں سے حاصل ہوا تو گویا حصر بھی اُنہیں کے حق میں ہوا۔ جواب دوسرے کا یہ ہے کہ خشیت میں مدح مومنوں کی ہے اس واسطے کہ قہار سے سب ڈرتے ہیں مگر گناہ گار مسلمان جبتک نہ جانیں کہ رحمتِ حق بے نیاز ہے اُس سے نہ ڈرتے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

مجلس نود و پنجم

۔ دولتِ پابوس میسر ہوئی۔ جناب خواجہ قصہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کا فرما رہے تھے کہ ایکبار آپ نیشاپور میں تشریف لے گئے مخلوق وہاں کی آپ سے برکت حاصل کرنے لگی وہاں ایک شخص معتبر امام محمد کرامی نام تھا جب اُنہوں نے نام ابوسعید کا سُنا تو لعنت کی اور

جب اُنکی محفل میں ذکر آپ کا ہوا کرتا۔ تو لعنت کیا کرتے ایکبار امام محمد بیمار ہوئے شیخ نے اُنکی عیادت
کو جانا چاہا مُریدوں نے عرض کی وہ آپ کا ادب نہیں کرتا کیوں جاتے ہو شیخ نے نہ مانا سواری کو
منگوایا آپ کا حکم لوٹا نہ سکتے تھے۔ سواری حاضر کی آپ سوار ہوئے حسن موٓدب خادم خانقاہ نے
ایک درویش کو پہلے استمزاج کیواسطے بھیجا جب اُس درویش نے جا کر امام محمد کرامی سے کہا کہ شیخ ابوسعید
آپ کی عیادت کو آتے ہیں تو بولے دروازہ میرے گھر کا بند کردو کہ اندر نہ آویں اور اُن سے کہدو
میرے پاس کیوں آتے ہیں کلیسائی نصارا میں جاویں اُس درویش نے آکر حسن موٓدب سے یہ جواب کہا
سب مُریدان ہمراہی بدفرہ ہوئے شیخ نے اُنکے چہروں سے رنج خاطر دریافت کرکے پوچھا کیا حال
ہے اُنھوں نے عرض کی آپ وہاں کیوں جاتے ہیں ہم نے پہلے اُس درویش کو بھیجا تھا کہ آپ
کی تشریف آوری سے مطلع ہو اُسنے سنکر کہا کیوں آوے اُسے کلیسا میں جانا چاہئے حضرت ابوسعید
نے یہ سنکر حکم دیا کہ ہم اُس بزرگ کے ارشاد کی تعمیل کرینگے مجکو کلیسا کی طرف لیچلو یہ سنکر خدام و
معتقدین او رزائد حیران ہوئے کہ یہ اور دوسری بلا کیا اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر کسیکو مجال عرض نہ تھی شیخ
نے فرمایا منھ طرف بڑے کلیسا کے پھیرو جب جناب جاری اُدھر چلے تو راہ میں ایک رافضی ملا اُس نے
پوچھا اس محفہ میں کون ہے لوگوں نے کہا شیخ ابوسعید بولا اُس پر لعنت ہو یاروں نے یہ سُنکر اُس کو زد
وکوب کرنا چاہا مگر شیخ نے باصرار منع کیا کہ خبردار کوئی اِسے کچھ نہ کہنا وہ اپنے قول میں محق ہے کہ ہمارے
دین کو باطل جانتا ہے سو لعنت باطل پر کرتا ہے جب اُس رافضی نے یہ خلق آپکا دیکھا اور یہ کلام سنا
کہ وہ ہمارے دین کو باطل جان کر لعن باطل پر لعنت کرتا ہے حیران ہوا اور شیخ کے قدموں پر آگرا تائب
ہوکر ساتھ ہولیا۔ جب وہاں سے آگے بڑھ کر قریب کلیسا پہونچے تو گرجے میں شور ہوا کہ شیخ ابوسعید
رہنمائی خلق کلیسا میں آتا ہے اتفاقاً وہ دن یکشنبہ کا تھا۔ جملہ یہود و ترسا وہاں جمع تھے اور اُس کلیسہ
میں دو تصویریں تھیں حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اور اُس دن دونوں تصویروں
کی پرستش ہوتی تھی۔ سو شیخ کا آنا سنکر شور وغل کرنے لگے کہ شیخ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں
داخل ہوتا ہے غرض محفہ شیخ کا کلیسا کے اندر لیگئے قریب اُن دونوں تصویروں کے آپ نے

تصویر حضرت مسیح علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوکر یہ آیت شریفہ پڑہی أنت قلت للناس اتخذونی وامی
الٰهین من دون الله اور اگر تم نے یہ نہیں کہا اور تم پر بہتان ہے تو واسطے اظہار بندگی کے اللہ تعالیٰ کو سجدہ
کرو حضرت ابو سعید کے یہ کہتے ہی وہ دونوں تصویریں پہر گئیں اور روبقبلہ ہوکر خدائے تعالیٰ کو سجدہ
کیا جب اُن یہود و ترسا نے یہ دیکھا کہ دو صورتوں نے قبلہ کیطرف اللہ تعالےٰ کو سجدہ کیا تو سب کلمہ پڑہ
کر مسلمان ہوگئے شہر میں ایک غوغا ہوا۔ کہ شیخ ایک کلیسا میں گیا تھا ایسی کرامت دکھا کر ہزاروں یہود
و ترسا کو مسلمان کیا۔ پہر شیخ نے مکان میں آکر یاروں سے کہا کہ اُس پیر کی فرماں برداری سے جو
میں گرجے میں گیا۔ تو کیسے فائدے ہوئے رافضی تائب ہوا ہزاروں یہود و ترسا مسلمان ہوئے رفتہ
رفتہ یہ بات آپ کی امام محمد کرافی نے سُنی کہ تمہارے حسب ارشاد شیخ کلیسہ میں گئے اور ہزاروں لوگ
اسلام لائے شیخ کی کرامت دیکھ کر تو خود سوار ہوکر حضرت ابو سعید کے گہر تشریف لائے اور اُتر کر روبرو آکر
قدموں میں گر پڑے جب خواجہ نے یہ حکایت تمام کی دلوں میں نہایت ذوق پیدا ہوا۔ پہر گفتگو دربارہ
محبت واقع ہوئی فرمایا جو کوئی کسی سے محبت کرے تو چاہئے کسی کام میں خلاف مزاج اپنے محبوب کے
نہ کرے پہر کہا صدق محبت متابعت ہے اگر کسی نے دعوے محبت کا کیا اور متابعت نہ کی اور خلاف
مرضی محبوب کام کیا تو وہ مدعی ہے محب نہیں بلکہ دشمن اُسکا ہے پہر اس باب میں یہ دو شعر عربی پڑہے

اشعار

اطعت لامریك بصرم حبلی	مریهم فی احبتهم بذاك
فانهم طاوعوك فطاوعیهم	وان عصیوك فاعصی من عصاك

پہر کہا شاشی کے باب الامر میں لکھا ہے کہ ترک اطاعت عصیان ہے پہر واسطے تصدیق اس مضمون
کے یہ ایک اور شعر عربی پڑہا ✦

شعر

لو کان حبك صادق الاطعته	ان المحب لمن محب مطیع ✦

فرمایا ایک درویش کسی شہر میں گیا دیکھا تمام شہر کبود پوش ہے وہ بہو کا تہا ایک باغ میں گیا۔ وہاں
درخت انجیر بہت تہے اور لڑکیاں درخت پر چڑہی انجیر کہا رہی تہیں فقیر کو دیکھ کر چند انجیر اسکی طرف

پھینک دیئے اُسنے وہ کھالئے اور اُن لڑکیوں کو بھی کبود پوش پایا۔ پوچھا اس شہر میں کیا رسم ہے
کہ سب کبود پوش ہیں یہ لباس تو ماتم کا ہے اُن لڑکیوں نے کہا ہم سب ماتمی ہیں جب سے خبر رحلت
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنی تھی اس قوم کے سب لوگوں نے جامہ کبود پہنا تھا پھر
یہی رسم درمیان ہمارے ہوگئی کہ کوئی سفید نہیں پہنتا۔ مگر کبود محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پھر حکایت خواجہ اویس قرنیؒ کی بیان کی کہ جنگِ اُحد میں جب ایک دردانہ دندان مبارک رسول
علیہ السلام سے شکستہ ہوا تو خواجہ اویس موضع قرن میں تھے یہ سنکر براہِ محبت اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر
سوچا شاید وہ اور دانت ہو اپنا ایک اور دانت توڑا۔ غرض اسیطرح اُنتیس دانت اپنے توڑے اس بیان
میں خواجہ پر گریہ غالب ہوتا تھا مگر روکتے اور بیان کرتے جاتے تھے ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

مجلس نود وششم ۔ دولتِ مجالست حاصل ہوئی جناب خواجہ بیان فوائد میں تھے کہ
بندہ پہنچا ذکر اس آیہ شریف کا تھا۔ اوّل حکم تقوےٰ کا کیا ہے من بعد صحبت صادقین کے پھر کہا
صادق وہ لوگ ہیں کہ جن کی صحبت میں لوگ کامل ہوجاویں اور تقوےٰ اختیار کریں اور یہ محبت
وخلت جو دنیا میں صادقین سے ہو آخرت میں بھی مفید و مثمر برکات ہے بخلاف اُن لوگوں کے
جن کی صحبت یہاں مورثِ فسق وفساد ہوتی ہے کہ وہ لوگ قیامت میں باہم ایک دوسرے کے
دشمن ہونگے ارشاد خداوندی ہے الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین ایک کتاب میں
دیکھا ہے کہ قیامت میں ایک کو بہشت میں لیجاوینگے وہ اپنا مقام خلد بریں میں دیکھکر ملائکہ سے پوچھے
گا کہ یہ مرتبہ بلند مجھکو پروردگار نے آج یہاں عنایت کیا ہے میرے مصاحب کو بھی جو دنیا میں تھا۔
دیا یا نہیں فرشتے کہیں گے تو نے اعمال صالحہ بہت کئے تھے لہٰذا اُسکے عوض میں یہ مراتب پائے ہیں
تیرے یار نے وہ عمل نہیں کئے لہٰذا اُسکو ایسا درجہ نہیں ملا پس وہ شخص مناجات ودعا کرے گا کہ
بار آلہا تو جانتا ہے میں نے جو عمل کیا ہے وہ اپنا اور اُسکے دونوں کے واسطے کیا ہے اس پر وہ
رؤف ورحیم حکم دیگا کہ اُسکے اُس یار کو بھی ایسا ہی مرتبہ دیں۔ غرض ثمرہ صحبت صادقین بطلب

بھی ملیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؂

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؂

مجلس نود و ہفتم ۔ سعادتِ ملاقات نصیب ہوئی۔ فرمایا فردائے قیامت کو اللہ تعالیٰ مدعی بندے کا ہوگا۔ اور جناب رسول علیہ السلام مدعی اُمت پر اسیطرح پیران طریقت مُریدوں پر دعویٰ کرینگے جس نے بجالانے فرمانِ آلٰہی میں سُستی کی ہے اُسنے خدائے تعالےٰ کو اپنا خصم کیا ہے اور جس نے سنن رسول علیہ السلام کو ترک کیا اور اُس پر مواظبت نہیں کی اُس نے رسول کو اپنا خصم کیا ہے۔ اور جسنے رضائے پیر کو ترک کیا اُس نے پیر کو اپنا خصم کیا پھر فرمایا لازم ہے کہ انسان اِن تینوں کو وہاں اپنا مدعی اور خصم نہ بناوے پھر کہا ہر شخص کی ایک پونجی ہے کہ انتظام اُسکا اُس سرمایہ سے ہوتا ہے مثلاً مایہ بادشاہ کا خزانہ اور حشم اور خدم تاج و تخت پیل و پائگاہ ہے اگر یہ چیزیں اُسکے پاس نہ ہوں تو مفلس ہوجاوے گا۔ اور سرمایہ کاشتکار کا بیل ہل بیج ہے اور سرمایہ عالم کا علم و کتاب اگر علم بھولجاوے تو گویا اُسکا سرمایہ جاتا رہا۔ اسیطرح درویش کا بھی سرمایہ ہے اور وہ حضور دل ہے پروردگار کے ساتھ اگر درویش کی حضوری جاتی رہی تو مفلس بےمایہ ہوجاویگا۔ پھر فرمایا جو وقت فقیر کا بے حضور جاتا ہے اُس سے قیامت میں شرمندہ ہوگا اِس پر یہ دو شعر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے پڑھے ؂

اشعار - گویم آں روز کہ درخدمتِ جاناں بودم الخ ؂ پھر فرمایا یہی تینوں قیامت میں اِسکے مدعی ہونگے یعنے اللہ اور رسول اور پیر۔ اُس سے ناراض اور الگ ہوجاوینگے۔ اور اِسکے مناسب یہ حکایت فرمائی ایک بادشاہ تھا اُس نے قاعدہ مقرر کیا تھا کہ دربار عام کے وقت جو چاہتا تھا اُسکے پاس اندر بلا اجازت چلا جاتا اور اپنی حاجت خود بلا واسطے کہہ سن لیتا چوبدار و دربان کھڑے کسیکو مانع نہ ہوتے ایک دن کوئی فقیر گدڑی پوش حسب قاعدہ بادشاہ کے پاس جانے لگا دربانوں نے للکار کر روکا درویش نے حیران ہوکر کہا اے خواجہ یہاں کی تو رسم ہے کہ ہر شخص بے اجازت اندر جاتا ہے تم مجکو منع کیوں خلافِ حکم شاہی کرتے ہو شاید میرے کپڑے حقیر و مختصر دیکھتے ہو دربان نے کہا ہاں بہ سبب ایسے لباس تیرے کے روکتا ہوں کہ یہ لباس جو تونے پہنا ہے اولیائے خدا کا ہے اِس لباس سے خدا

پر نہیں آتے لوٹ جا یہ لباس اُتار کر لباس دنیا پہن آ۔ پھر تجھ کو نہ روکوں گا۔ مگر غرت اس لباس کی تجکو اندر جانے سے منع کراتی ہے درویش نے یہ بات سنکر اپنی حاجت چھوڑی اور کہا میں ملباس درویشوں کا نہ اُتارونگا پھر آپ نے یہ بیت پڑہی **بیت**

کار درگاہِ خداوند جہاں دارد وبس	ور گہ خلق ہمہ رزق دنیا است وہوس

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

مجلس نود وہشتم

دولتِ مجالست حاصل ہوئی۔ ایک شخص مُلکِ بہار سے آیا تھا اور قاضی وہاں کا تھا خواجہ نے فرمایا بہار دلکشا مقام ہے کہ وہاں حضوری شیخ کی حاصل ہوتی ہے پھر وہاں کے ایک خطیرہ کا ذکر کیا کہ عمدہ مقام باراحت ہے ایک بادشاہ نے اپنے واسطے بنوایا تھا پھر اُس قاضی نو آمد سے پوچھا کہ وہ امیر وہاں دفن ہوا یا نہیں اُس نے عرض کی کہ اُس خطیرہ میں دفن ہوا ہے۔ خواجہ نے فرمایا اسکی بڑی عمر ہوئی اور بہت شہروں میں رہا مگر چونکہ نیت صادقہ تھی پروردگار نے وہیں پُہنچایا۔ اور مناسب اِسکے یہ حکایت فرمائی اور اول یہ آیت شریف پڑہی اھم خیر ام قوم تبع اسکی نبوت میں اختلاف ہے مگر ولایت متفق علیہ ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بادشاہ تبع نبی تھا۔ اور آنحضرت سے بھی جب لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا تبع نبی ہے پھر کہا اس میں بھی اختلاف ہے کہ عرب سے تھا یا حاکم عرب تھا ایکبار جماعت اہل کتاب پر جنگ میں غالب آیا۔ اور اُنکو قید کر لیا اور اُن سے اپنا دین چھپاکر پوچھا کہ تمہاری کتابوں میں کیسں آیا ہے کہ آخر کو کوئی پیغمبر اور احمد نام کا مبعوث ہوگا پھر اُن سے پوچھا کہ اُس رسول آئندہ کی صفت اور صورت کیا ہوگی اہل کتاب نے آنحضرت شریف کا حال مفصل کہا کہ وہ مکہ میں پیدا ہونگے اور مدینہ شریف میں اُن کی سکونت ہوگی۔ اور قبر شریف ہوگی تبع نے یہ سُنکر ارادہ زیارت مکہ کا کیا پہلے مدینہ میں آکر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ مکہ میں کوئی شخص احمد نام اس صورت وصفت کا ہے سب نے کہا نہیں تبع نے کہا جب کتاب توریت میں اُنکی آمد لکھی ہے

تو انجام کار تو عنقریب پیغمبر آخر الزماں مبعوث ہونگے مدینہ منورہ میں آنحضرت کی سکونت کیواسطے اپنی
طرف سے محل بنوایا اور مدینہ والوں سے کہا کہ میں نے یہ مکان رسول آخر الزماں کے واسطے بنوایا ہے
عنقریب انکا ظہور ہوگا۔ اور نامِ پاکِ احمد میں اس گھر کو انکے واسطے وقف کرتا ہوں پھر سالہا سال وہ مکان
وہاں کے لوگوں کے پاس رہا۔ جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو وہ گھر ایوب انصاری کے قبضہ میں تھا جب
آنحضرت شریف نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں نزولِ سعادت فرمایا تو حکم کیا کہ جہاں میرا اونٹ بیٹھے
وہیں اتروں گا آپ کا شتر سواری تمام مدینہ میں پھرا اور ایوب انصاری کے دروازہ پر آکر بیٹھ رہا اس میں
حکمت یہی تھی کہ آنحضرت اسی گھر میں کہ جو تبع نبی نے بنام آنحضرت وقف کیا تھا اقامت فرماویں غرض چونکہ
خلوص نیت تھا اللہ تعالیٰ نے وہیں پہنچایا۔ بعد اسکے یہ آیتہ شریف پڑھی وکان ابوھما صالحا فرمایا اس
شخص نے دیوار کے نیچے خزانہ دفن کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی یہ میرے فرزندوں کو پہونچے اللہ تعالےٰ
نے انہیں کو پہنچایا میں نے عرض کی کہ قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا بیان فرماویں کہا کہ یہ قصہ
مشہور ہے کہ حضرت موسیٰ نے جناب خضرؑ سے ملکر کہا ھل اتبعك علی ان تعلمنی من ما علمت رشدا
یعنے کیا متابعت کروں میں تمہاری اس بات پر کہ سکھاؤ مجکو اپنے علم لدنی سے جو تعلیم کئے گئے ہو تم۔
قال انك لن تستطیع معی صبرا کہا تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے اور باوجودیکہ حضرتِ خضرؑ نے تین
امر کئے اوّل کہا اگر میرے ساتھ رہتے ہو تو فلا تسئلنی عن شئی مجھ سے کچھ سوال نہ کرنا حضرت موسیٰؑ نے
قبول کیا کہ کہا ستجدنی انشاء اللہ صابرا ولا اعصی لك امرا۔ پھر دونوں کشتی پر سوار ہوئے حضرت خضرؑ
نے اس کشتی میں بعد اترنے کے سوراخ کیا حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ جس کشتی پر سوار ہوئے اسکو توڑا۔
از روئے بشریت اعتراضاً کہا اخرقتھا لتغرق اھلھا یعنے کشتی توڑنا باعث غرق کرنے اسکے لوگوں کا ہے
سو یہ کام اچھا نہیں کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا میں کہہ چکا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے۔ حضرت
موسیٰ نے فرمایا لا تواخذنی بما نسیت یعنے مت مواخذہ کرو مجھ سے بھول چوک کر پھر آگے چلکر ایک
لڑکا راہ میں دیکھا اور حضرت خضر نے اوسے مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ نے کہا تم نے جو نفس معصوم کو قتل
کیا اچھا نہ کیا حضرت خضر نے فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے جناب کلیم اللہ نے

کہا کہ اگر پھر بولوں تمہارے کام میں تو مجھ کو رفاقت سے الگ کر دینا۔ پھر دونوں بھوکے پیاسے
ایک گانوں میں پہونچے تو وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ گانوں والوں نے کھانا نہ دیا فابوان
یضیفوھما پھر وہاں ایک دیوار دیکھی کہ گرا چاہتی تھی حضرت خضر نے اُسکو ہاتھ سے چھو کر سیدہا کھڑا
کر دیا۔ حضرت موسٰے نے پھر تیسری بار کہا کہ اگر آپ چاہیں تو بطور مزدوری اِس دیوار سیدہا کرنے
پر کچھ لے لیں حضرت خضر نے یہ تیسری بار کا سوال سنکر کہا ھذا فراق بینی وبینك بس اب مجھ میں
تم میں جدائی ہے اور بھید اِن تینوں باتوں کا مفصل بیان کیا کہ کشتی والے غریب ہیں اور ظالم بادشاہ
آنے والا ہے کہ کشتیں بیگار میں پکڑتا ہے اب اسکو بیکار دیکھ کر چھوڑ دے گا۔ اور کلام شریف
میں جو آیا ہے کہ کان ابوھما صالحًا تو صالح کہنے میں یہ حکمت ہے کہ صالح شخص جو کام کرتا ہے وہ موافق
عقل و حکمت و شریعت کے کرتا ہے ورنہ بے اس لفظ کے خیال ہوتا کہ شاید اُس نے براہِ بخل خزانہ
گاڑ کر اُس پر دیوار بنادی ہو پھر فرمایا ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ساتویں پشت میں وہ شخص صالح
گذرا تھا اُسکی برکت صلاحیت نے یہاں تک اثر کیا اور اُس نے خزانہ گاڑ کر اُس پر دیوار بنادی تھی۔
حق تعالیٰ نے اُسے محفوظ رکھا اور ساتویں پشت میں پہنچایا بعد اسکے کلام اسمیں شروع ہوا۔ کہ وضع
اعمال کے واسطے مشقت اور تعب کے ہے اسپر جناب خواجہ نے یہ حدیث شریف پڑہی کہ فرمایا
آنحضرت شریف نے کہ اجرك علی قدر تعبك ونصبك پھر کہا تعب و مشقت اعمال میں نفس کو ہوتا
اور روحکو لذت حاصل ہوتی ہے اور آرام پاتی ہے کہ وہ درماندگی تعب کی فراموش ہو جاتی ہے اور
اِسکی مثال فرمائی کہ قدم جناب آنحضرت کے طول قیام سے نمازِ شب میں وَرم کر جاتے تھے اور آپ
کو اِس محنت سے راحت و سرور ہوا کرتا تھا اور نماز کھڑے ہو کر پڑہتے تھے اور اگر اِس عبادت میں
ذوق و راحت نہ ہوتی تو قیام ممکن نہ ہوتا اور دوسری مثال یہ کہی کہ ایک بار خار قدمِ مبارک جناب
امیر علیہ السّلام میں ایسا چُبھا تھا کہ اُسکا نکالنا دشوار تھا جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو یادِ الٰہی
میں ایسے مستغرق ہوئے کہ لوگوں نے وہ خار قدم مبارک سے کھینچلیا۔ اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔ ابھی گفتگو
میں محبت کا بیان شروع ہوا کہ جب تک دل میں محبت الٰہی نہ ہو تو محنت نہ ہو سکے گی پھر یہ آتیہ

شریفہ پڑہی۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا
الانسان انہ کان ظلوما جہولا۔ اسی آیتہ کا ترجمہ حافظ علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں کہا ہے ؎ کہ عشق آساں
نمود اول ولے افتاد مشکلہا ۔ چونکہ آسمان وزمین وغیرہ محل محبت نہ تھے لہذا قبول نہ کی اور انسان نے
کہ محل محبت تھا قبول کیا اور عشق و محبت میں ضد و مخالفت ہے اسیواسطے فرمایا انہ کان ظلوما جہولا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

مجلس نود و نہم

سعادت خدمت حاصل ہوئی۔ ایک عالم عرب سے آئے ہوئے تھے آپ نے پوچھا کیا کام کرتے
ہو کہا مقنعہ بافی کرتا ہوں اسپر جناب شیخ نے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ احمد نہر والہ رحمۃ اللہ علیہ کسب
نوربافی کیا کرتے تھے گاہ گاہ کارگہ میں بنتے ہوئے ایسا حال طاری ہوتا تھا کہ غائب ہوجاتے۔ کچھ
دیر بعد جب موجود ہوتے تو کپڑا ئو را بنا ہوا تیار پاتے ایک دن قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ العزیز
اُن سے ملنے کو آئے کچھ مدت باہم بیٹھ کر جب قاضی صاحب جانے لگے تو کہا اے شیخ احمد کب تک
اس کام میں رہو گے۔ یہ کہہ کر چلے گئے شیخ احمد اُوٹھے کہ میخ تانے کی مضبوط کریں کہ سست ہوگئی
تھی وہ سنگ ہاتھ پر اس زور سے پڑا کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ شیخ احمد نے کہا یہ ہاتھ میرا شیخ قاضی حمیدالدین
ناگوری نے توڑا ہے من بعد شیخ احمد وہ ریاض چھوڑ کر بالکل خدائے تعالےٰ سے مشغول ہوئے۔ پہر
اُسیکے موافق یہ دوسری حکایت بیان کی کہ قاضی کاشان فقرا کے معتقد نہ تھے۔ لوگوں نے جب
بے اعتقادی کا باعث پوچھا تو کہا وہ درویش اور اولیا جو میں نے دیکھے اب کہاں ہیں لوگوں
نے کہا یہ کیسی بولی اولیا کا کیا بیان کروں۔ ایک فرد ور صاحب کسب کا قصہ کہتا ہوں میں
ایک بار کاشغر میں تھا۔ وہاں میری چھوٹی چھری کہ نہایت محبوب تھی اتفاقاً بیچمیں سے ٹوٹ
گئی میں نے نہایت غمناک ہوکر وہاں کے چھری سازوں کو دکھائی اور کہا مثل سابق کے بنا دو کہ
شکستہ نہ معلوم ہو اور جو فرد وری چاہو لو۔ سب نے کہا یہ قابل جوڑنے کے نہیں۔ قاضی نے

کہا مجکو مثل سابق بلاعیب درست چاہئے۔ بولے۔ یہ ہرگز نہ ہوسکے گا پہر اُن کاریگروں نے قاضی
سے کہا فلانے محلے میں جاؤ وہاں اس نام کا ایک کاریگر صاحب ولایت ہے۔ شاید اُس سے تمہاری
غرض برآوے۔ قاضی دریافت کرتے ہوئے اُسکے پاس پہونچے اور چہری اُسکے روبرو رکھ کر کہا
میں اِسکو بصورت سابق بلافرق نبوایا چاہتا ہوں بولا ویسی نہیں ہوسکتی۔ قاضی نے کہا مجہے تو
لوگوں نے تمہارے پاس بہیجا ہے کہ یہ میرا مطلب تم سے برآویگا۔ اور مَیں اسے بہت عزیز رکھتا
ہوں للّٰہ درست کردیجئے اُس نے یہ سُنکر چہری میرے ہاتھ سے لیلی۔ اور قریب اپنے مُنہ کے
لیجاکر مجھ سے پوچھا تم کس شہر کے ہو۔ مَیں نے کہا کاشان کا ابی ایک بات کے عرصہ میں وہ جیسی
تھی بلافرق درست ہوگئی۔ پہر مجکو دی کہا کہ لیجا۔ مَیں لیکر نہایت خوش ہوا۔ پہر جناب خواجہ نے فرمایا
لُقمہ کسب وہنر پاکیزہ ہے اور کہا ابدال اللہ جو کوہستان میں رہتے ہیں پہاڑ سے لکڑی گہانس
توڑکر شہر میں بیچتے ہیں ایک شخص لاتا ہے باقی وہیں پہاڑ میں رہتے ہیں وہ لکڑی وغیرہ بیچکر کھانا
مول لیجاتا ہے قوت اُنکا اِس طرح ہوا کرتا ہے یا دوائیں یا پہاڑی میوے لاکر فروخت کرتے ہیں
جو چیز کسی کی نہو سو ایک ابدال لاکر بیچتا ہے اور سب کے واسطے خوراک خرید لیجاتا ہے۔ اِس پر حکایت
بیان فرمائی کہ ایک بار مولانا حسام الدین اندپتی حضرت سلطان الاولیا کی خدمت میں
آئے آپ نے فرمایا مولانا آج مَیں نے ایک ابدال کو دیکھا عرض کی کہاں پر جناب شیخ نے کہا
مَیں زیارت مزار حضرت بی بی فاطمہ سلام کو گیا تھا۔ وہاں ایک تالاب ہے اُسپر ایک شخص کو دیکھا
کہ ٹوکرا لکڑیوں کا سر سے اُتار کر کنارے پر رکھا ہے اور ایسا خوب وضو کیا کہ میں دیکھ کر متعجب ہوا
بعد وضو دو رکعت نماز باراحت تمام پڑہی مجھ کو اُسکی طرز نماز سے اور زیادہ تعجب ہوا۔ پہر خالی ٹوکرا
تین بار دھویا پہر ایک ایک لکڑی دھوکر درود پڑہ کر اُس میں رکھتا گیا۔ اسیطرح سب دھوکر
بعدہ تین بار تالاب میں غوطہ دیکر کنارے پر رکھا کہ پانی ٹپک جاوے مَیں متعجب ہوکر اُٹھا اور
روپیہ جو میری دستار میں تھا کھول کر اُسکے روبرو پیش کیا اور کہا کہ اے خواجہ اِسے قبول کرو اُس
نے کہا کہ اے شیخ مجھ کو اسباب سے معذور رکھ۔ مَیں نے کہا تم دو پیسے کے واسطے اتنا بوجھ

اور مشقت اُٹھاتے ہو۔ اللہ تعالےٰ ایک روپیہ مُفت دلواتا ہے نہیں لیتے۔ بولا معاف رکھئے
مَیں نے کہا کیفیت نہ لینے کی بیان کرو۔ بولا بیٹھو تو بیان کروں جناب شیخ اور وہ شخص
دونوں بیٹھے اُس نے کہنا شروع کیا۔ کہ میرا باپ یہی کام کرتا تھا میری خوردسالی میں اُس کا
انتقال ہوگیا۔ پھر مجھ کو ماں نے استقدر احکام عبادت آلہی سکھادئے کہ بے خوف نماز پڑھتا ہوں
پھر والدہ نے انتقال کے وقت مجھ سے بلاکر کہا کہ چھپر میں ایک کپڑا گرہ لگا رکھا ہے لے آ۔ میں
ڈہونڈھ کرلے آیا اور والدہ کے روبرو رکھا اُس نے کھول کر کچھ جدا کیا اور کہا اِتنے میں کفن لانا
اتنا غسال کو دینا اور اِتنا گورکن کو۔ پھر بیس روپئے یا کچھ کم مجھکو دئے کہ یہ خرچ تیری تمام عمر کا
ہے تیرا باپ باغوں میں جاکر لکڑی اور ترکاری بیچکر لاتا تھا اُس سے گذر ہوتی تھی۔ یہ تیرا سرمایہ ہے
لکڑی اور ترکاری تو بھی لاکر بیچا کر اور سوائے اِس کے کسی اور وجہ سے مت کمانا۔ جب اُس نے
یہ قصہ تمام کیا۔ تو جناب شیخ نے جان لیا کہ یہ ابدال اللہ سے ہے اور ابدال کسی سے کچھ نہیں قبول
کرتے فقط مزدوری اور محنت پر گذر کرتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

مجلس سوم

سعادتِ پابوس حاصل ہوئی۔ فرمایا حکایت حکیم کی سُنی ہے۔ کہ ایک حکیم تھا جب
چند روز متواتر اُسکو فاقہ سے گذرے اور کھانا نہ ملا۔ تو دریا کے گھاٹ پر گیا۔ وہاں چند برگ
زردآلو کے پڑے تھے کسی باغبان کے پھینکے ہوئے حکیم بھوک سے اُنکو اُٹھاکر کھانے لگا۔ کوئی
امیر دُنیادار بھی وہاں آنکلا حکیم کو اِس حال میں دیکھ کر گھوڑے سے اُترا اور بعد تسلیم و تعظیم
کے حکیم سے باتوں میں کہا کہ اگر آپ صحبت بادشاہ کی اختیار کریں تو اِس برگ کھانے سے
بے پرواہ ہوں حکیم نے اُسی طور نصیحت و محبت کے کہا کہ اگر تم برگ زردآلو پر قناعت کرو تو اہل

دُنیا کی تنگ صحبت سے خلاصی پاؤ فقط۔

مؤلف خیر المجالس کہتے ہیں میں نے یہ حکایت مولانا برہان الدین غریب سے سنی تھی اور اُن کی ملفوظات میں اس حکایت کو لکھ چکا ہوں۔ پھر میں نے عرض کی کہ مولانا برہان الدین غریب کو خواب میں دیکھا ہے پوچھتے ہیں کیا کتاب تمام ہوئی۔ میں نے عرض کی ہاں پھر ایک کتاب لاکر میرے روبرو کھولی پڑھی کتاب تھی کہ زر اُس سے ظاہر ہوتا تھا پھر وہ کتاب مجھ کو مرحمت فرمائی اور اہل مجلس نے کہا ایسی نعمت اسکو دینی چاہئیے۔

والحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ علی رسولہ والتحیۃ والسلام

تمت

رشد نامہ محشی - رشد نامہ کے نام ہی سے مطلب پیدا ہے مضمون
کتاب ہویدا ہے یہ نسخہ شریفہ بھی حضرت شیخ قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی
رضی اللہ عنہ کی تصنیفات سے عمدہ کتاب بلاتق ویدہ ہویائی معرفت کیلیے
قابل خرید ہے قیمت ۴؍ کشکول کلیمی اُردو خاندان چشتیہ اہل بہشت
کے تمام حلقہ بگوش اس کتاب کی عظمت سے واقف ہین تعلیم ذکر شغل و
واقسام مراقبہ مین نہایت مستند کتاب ہے مصنف اسکے حضرت فنا فی
باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ ہین قیمت ۴؍
ارشاد الطالبین محشی اُردو از حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری خلیفہ
اعظم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہما طریق ذکر و فکر مراقبہ
و محاسبہ مین عمدہ کتاب ہے قیمت ۲؍ تذکرۃ المعین اُردو حضرت خواجہ
غریب نواز سلطان الہند معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نور اللہ مرقدہ
کی مختصر سوانح عمری ہے قیمت بہت کم صرف ۱؍ سوانح عمری مولوی
غلام محمد خان صاحب چشتی مدظلہ آپ خلیفہ حضرت فخر الاولیا خواجہ سلیمان
چشتی تونسوی رضی اللہ عنہ کے ہین تحصیلداری کی پنشن پاتے ہین یہ آپنے
خود اپنی سوانح عمری ۸۰ برس کی عمر مین لکھی ہے اسمین علاوہ حالات خلفا
حضرت فخر الاولیا کے مضامین تصوف سوالات غدر کردہ - عمدہ نصائح
اپنی ملازمت وغیرہ کے حالات لکھے ہین قابل دید ہے قیمت ۱۰؍
گلدستہ گلشن فقیری سلسلہ خاندان عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ
سہروردیہ - اور دیگر خانوادہ ہائے متفرق کے ہزارہا اولیاء کرام رحمہم اللہ
کے اسما و تاریخ وفات و جائے مزار وغیرہ قیمت ۸؍ شجرۂ چشتیہ
صابریہ - از منشی محمد حافظ اللہ صاحب مولوی اسد اللہ خان صاحب
مدرس صابری اپنے سلسلہ کے شجرہ کو معہ [illegible] وغیرہ منظوم لکھا ہے فی جلد ۱؍
تحفۃ المتقین - مولانا مولوی حافظ حاجی حافظ الدین صاحب [illegible]
شاگرد رشید مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی تالیفات سے نادر رسالہ
ہے مولانا ممدوح نے اس کتاب کو [illegible] کے باب آفات دل [illegible]

اختیار کیا ہے دریا کوزہ مین بند ہے صاحبان تقویٰ کیواسطے اسکا مطالعہ بہت
مفید ہے بہت تھوڑی جلدیں باقی ہین قیمت ۴؍ مولود مرغوب القلوب
عجب پسند و کلام عمدہ بیان دلکش نظم قابل خوانگی محفل میلاد شریف ہے
قیمت ۴؍ دیوان مضطر نعتیہ عاشقانہ دو نون طرح کا کلام ہے اس
مین ایک بڑی خوبی کی بات ہے کہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری سے لیکر سنہ ۱۴۰۰ ہجری تک
کے ہزار تاریخی اسلامی نام ہر سنہ کے متعدد ہین یا دوسرے لفظون مین یون
کہئے کہ گویا تاریخی اسماء کا گنجینہ ہے صاحبان اولاد اگر اپنی اولاد کا تاریخی نام رکھنا
چاہتے ہین وہ ضرور اس کتاب سے مدد حاصل کرین قیمت فی جلد ۸؍
دیوان محفوظ - نعتیہ دیوان ہے طبیعت کی آورد قابل داد ہے مولود و نعت
خوان اسکو ضرور خریدین قیمت ۴؍ دیوان شباب - نعتیہ دیوان ہے
از نتائج طبع حافظ پیر خان صاحب نابینا احمد آبادی قیمت ۲؍
سعادت الکونین فی فضائل الحسنین آجتک اس تذکرہ مسلم
کے متعلق نظم و نثر مین جسقدر کتابین چھپی ہین افراط تفریط کے سبب اصلی
واقعات سے خالی ہین - نظر برین تذکرہ امامین کے متعلق یہ کتاب چھاپی
گئی ہے کہ جسکی ہر روایت کو مستند مورخین اور تاریخ کی معتبر کتابون سے
اخذ کیا ہے زبان کی سلاست معاملات کی نفاست ہرگز اجازت نہین دیتی
کہ اس کتاب کو شروع کرکے رکھدیجئے قیمت ۱۲؍ تفریح الاحباب فی مناقب
الآل و الاصحاب خلفاء اربعہ کے فضائل و مناقب عشرہ مبشرہ کے محامد
ازواج مطہرات کے فضائل تمام اہلبیت کے ستودہ خصائل حضرات حسنین کے
برگزیدہ شمائل سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے ایک کلام الٰہی
دوسرا سلیس اُردو جسمین عربی کا پہلا ترجمہ [illegible] ایک کتاب
کی ہوگی بڑے بڑے محققین کی تقریظیں ثابت کر رہی ہین قیمت ۱۴؍ مجمع
کثیر بہت قابل دید ہے جواہر الایقان فی حفظ الایمان فاتحہ
سوم چہلم محفل میلاد قیام وغیرہ کا ثبوت - غیر مقلدین تمام مسائل کا
[illegible] کا ذکر اختلافی مسائل کے فیصلہ کرنے مین لاجواب کتاب ہے

مہر و دستخط ذیل میں درج کئے جاتے ہیں بوقت خریداری دیکھنا چاہئے ۔

اشتہار واجب الاظہار

یہ کتاب کلاً و جزواً حسب منشائے قانون بستم

رجسٹر سرکار ہو چکی ہے۔ لہذا کوئی صاحب اہل

مطبع یا تاجر کتب بلا اجازت تحریری مالک مطبع طبع نہ

فرمائیں۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائینگے

ہاں جسقدر جلدیں مطلوب ہوں مشتہر سے طلب فرمائیں

جس کتاب پر مشتہر کے دستخط قلمی و مہر نہ ہو وہ مال مسروقہ

سمجھا جائے گا۔ بائع و خریدار کے ذمہ مواخذہ ہوگا۔ ایسی کتاب کی خریداری

سے احتراز فرمایا جاوے بلکہ خاکسار کو اطلاع دیں مبلغ دس روپیہ

انعام دیا جائیگا ۔

المشتہر

غلام احمد خان بریان مترجم کتب تصوف مالک

مطبع مسلم پریس دہلی ۔